سلسلہ رسائل سیوطی: 2

فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ (البینۃ:۳)

مجموعۃ
رسائلِ سیوطی

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ کے علمی و تحقیقی نوادرات پر مشتمل

سات بصیرت افروز رسائل

ترجمہ: تحقیق: تخریج

علامہ محمد شہزاد مجددی

دار الاخلاص لاہور

فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ (البينة: 3)

سلسلہ رسائل سیوطی: 2

مجموعہ رسائل سیوطی

امام جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ

کے علمی و تحقیقی نوادرات

پر مشتمل سات بصیرت افروز رسائل کا مجموعہ

تقدیم، ترجمہ، تخریج، حواشی

علامہ محمد شہزاد مجددی

دائر الاخلاص لاہور

نام کتاب	:	مجموعہ رسائل سیوطی نمبر 2
مصنف		الحافظ الامام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ
ترجمہ، تخریج، حواشی، تقدیم	:	علامہ محمد شہزاد مجددی
اشاعت اول	:	شوال 1433ھ / اگست 2012ء
صفحات	:	335
تعداد	:	1100
قیمت	:	-/300 روپے
زیر اہتمام	:	دار الاخلاص (مرکز تحقیق اسلامی) 49 ریلوے روڈ لاہور
رابطہ	:	E-Mail: msmujaddidi@yahoo.com Con:0300 9436903, 042-37234068

ملنے کا پتہ:

(۱) دار الاخلاص (مرکز تحقیق اسلامی) 49 ریلوے روڈ نزد چوک برف خانہ لاہور
(۲) آستانہ عالیہ سیفیہ فقیر آباد شریف (لکھوڈیر)
(۳) مکتبہ نبویہ، گنج بخش روڈ، لاہور
(۴) مکتبہ نوریہ رضویہ گنج بخش روڈ لاہور
(۵) مکتبہ قادریہ گنج بخش روڈ لاہور
(۶) دار العلم، دربار مارکیٹ نزد دستا ہوٹل لاہور
(۷) مکتبہ جمال کرم دربار مارکیٹ نزد دستا ہوٹل لاہور
(۸) مکتبہ محمدیہ سیفیہ، راوی ریان
(۹) جامع مسجد نور، پنجاب سوسائٹی غازی روڈ، لاہور
(۱۰) مکتبہ دار الاسلام، دکان نمبر 5 جیلانی سنٹر احاطہ شاہدریاں، اردو بازار، لاہور

انتساب!

امام الائمہ فی الحدیث، محقق علی الاطلاق

امام ابو جعفر الطحاوی

اور امام الحفاظ، قدوۃ المحدثین

علامہ الحافظ ابن حجر عسقلانی

رحمہما اللہ تعالٰی

...........کے نام!

فہرست مندرجات

گزارش

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ آسمان علم وحکمت کا ایسا نیّر تاباں ہے جس کی نور بار شعاعوں سے جہان معرفت وحکمت جگمگا رہا ہے۔ آپ کے قلب مصفّا اور نفس زکیہ سے پھوٹنے والے علوم وفنون کے سوتے جب رشحاتِ قلم بن کر صفحۂ قرطاس پر بکھرتے ہیں تو کبھی علم تفسیر کے گہرہائے آب دار "الدّر المنثور" دکھائی دیتے ہیں تو کبھی "اسباب النزول" کے جلوؤں میں ڈھلتے نظر آتے ہیں۔ آپ کی فکرِ رسا جب علم القرآن کے افلاک کی جانب محوِ پرواز ہوتی ہے تو "الاتقان فی علوم القرآن" سے "معترک الاقران" تک جاتی ہے۔

اسی عالم محویت وحضوری میں امام سیوطی جب مدینۂ علم الحدیث میں پہنچتے ہیں تو عشق وعرفان کے مفاہیم کو نت نئے آفاق دکھاتے جاتے ہیں۔ "الجامع الصغیر" کے مدارج طے کرتے ہوئے "الجامع الکبیر" کی منزلوں پر فائز ہوتے ہیں۔ اسی دوران "تدریب الراوی" اور "صحاح ستہ کی شروح" کے چشموں سے تشنگانِ علوم کی پیاس بجھاتے چلے جاتے ہیں۔ الغرض "اللآلی المصنوعہ" سے لے کر "الدرر المنتثرہ" تک علم وفن کے موتی رولتے چلے جاتے ہیں۔ آخر ان کا مدّاح ان کے کمالات علمی وفقہی کی داد دیتا ہوا "الحاوی للفتاوی" میں شامل مختصر رسائل کے مندرجات ومشتملات پر نگاہیں جمائے بحرِ حیرت میں مستغرق ہو جاتا ہے۔ علم تصوف وطریقت اور ادبیات عربی کے حوالے سے

بھی وہ اصول ونحو اور بیان و بدیع کے میدان میں درجۂ امامت پر متمکن نظر آتے ہیں۔

امام سیوطی علیہ الرحمہ اہل حضوری محدثین اور صاحب نسبت شاذلی صوفیہ میں سے ہیں اپنے جذبۂ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکین کے لئے انہوں نے منظوم نذرانہ ہائے نعت بھی ممدوح کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

الغرض مختلف علوم وفنون پر مبنی پانچ سو سے زائد تصانیف وتالیفات کا ذخیرہ حضرت خاتمۃ الحفاظ نے اپنے علمی ورثہ کے طور پر امت مسلمہ کے علماء کے لئے چھوڑا ہے۔جس میں سے چند نوادرات پیش نظر "مجموعہ رسائل" میں شامل ہو کر ہفت رنگ ارمغان علمی کا پیکر لیے اہلِ علم کے سامنے جلوہ گر ہیں۔

حق تعالیٰ شانہٗ اس کاوش کو شرفِ قبولیت سے نوازے۔آمین!!

احوالِ مؤلف از مترجم

امام ابوالفضل جلال الدین سیوطی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ

(849-911ھ)

حضرت امام جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر قدس سرہ العزیز (۸۴۹-۹۱۱ھ) مسلکاً سُنّی، مذہباً شافعی، مشرباً صوفی (شاذلی) اور مسکناً سیوطی (مصری) تھے۔ یکم رجب اتوار کی شام (بعد مغرب) افقِ قاہرہ پر ابھرنے والے اس ماہتابِ علوم نے اپنی چاندنی سے جہالت وتعصب کی تاریکیوں کو منتشر کر دیا۔ حالت یتیمی میں پروان چڑھنے والے اس نونہال نے امت مسلمہ کی علمی و دینی کفالت کا بیڑا اُٹھایا اور آج تک تشنگانِ علوم وفنون ان کے چشمۂ صافی سے اپنی پیاس بجھا رہے ہیں۔

حب الوطن من الایمان — کے جذبے سے حضرت خاتم الحفاظ نے اپنے وطن "أسیوط" یا "سیوط" کے تعارف پر مبنی ایک رسالہ "المضبوط فی اخبار أسیوط" بھی لکھا ہے۔ اگرچہ اسیوط کے فخر وتعارف کے لیے خود حضرت مؤلف جیسا بطلِ جلیل اور علم وفن کا کوہ ہمالہ ہی کافی تھا۔ آپ کے والد گرامی کمال الدین ابوبکر (رحمۃ اللہ علیہ) ایک صوفی منش عالم دین اور بزرگ شخصیت تھے اور معاصر اہل علم سے انہیں تعلق خاطر تھا۔ چنانچہ بچپن ہی میں اپنے والد کی وساطت سے امام سیوطی (رحمۃ اللہ علیہ) کو صوفیاء کرام، علماء اور محدثین کی زیارت کا شرف حاصل رہا، آپ خود لکھتے ہیں:

"میرے والد اپنی زندگی میں مجھے شیخ محمد المجذوب (رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں لے جاتے تھے جو اس زمانے کے کبار اولیاء میں سے تھے۔ وہ حضرت سیدہ نفیسہ

(رضی اللہ عنہما) کے مزار کے جوار میں رہتے تھے۔انہوں نے میرے لیے برکت کی دعا کی تھی۔'' اسی طرح آپ کی عمر تین سال تھی کہ حضرت والد انہیں شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی (رحمۃ اللہ علیہ) کی زیارت کے لیے ان کی مجلس میں لے گئے۔اسی کم سنی میں انہیں محدث عصر شیخ زین الدین رضوان العتبی کی مجلس بھی نصیب ہوئی اور پھر انہوں نے شیخ سراج الدین عمر الوردی سے تعلیم حاصل کی اور متعدد علماء و مشائخ سے تحصیل علم میں مشغول رہے۔

امام سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

میں یتیمی کی حالت میں پروان چڑھا اور میری عمر ابھی آٹھ سال پوری نہیں تھی کہ میں نے قرآن پاک حفظ کیا، پھر میں نے ''العمدہ''، ''منہاج الفقہ''، ''اصول'' اور ''الفیہ ابن مالک'' جیسی کتب بھی حفظ کرلیں۔

صفر ۸۵۵ھ میں جب آپ کے والد کی وفات ہوئی تو ان کی وصیت پر عظیم حنفی فقیہ علامہ شیخ کمال الدین ابن ہمام (صاحب فتح القدیر، رحمۃ اللہ تعالیٰ) نے سیوطی (علیہ الرحمہ) کی علمی و عملی سرپرستی فرمائی اور ان کی تربیت کا فریضہ سرانجام دیا۔

علمی اسفار:

امام سیوطی (علیہ الرحمہ) فرماتے ہیں:

''الحمد للہ تعالیٰ میں نے طلب علم میں شام، حجاز، یمن، ہند، مغرب اور تکرور کا سفر کیا ہے، جبکہ بقول علامہ سخاوی (الضوء اللامع) انہوں نے اندرون مصر میں بھی فیوم، دمیاط اور محلّہ کے سفر کئے اور مکہ مکرمہ میں آب زمزم پیتے ہوئے دعا کی، اللہ تعالیٰ فقہ میں انہیں شیخ سراج الدین البلقینی اور علم حدیث میں حافظ ابن حجر عسقلانی کے مرتبہ پر فائز فرمائے۔

آپ کے اساتذہ وشیوخ:

علامہ سیوطی (رحمۃ اللہ علیہ) نے کثیر اساتذہ و مشائخ سے علم حاصل کیا اور ان کے اسماء پر مبنی ایک معجم بھی تیار کی اور ان کی تعداد ڈیڑھ سو کے لگ بھگ بیان کی جاتی ہے۔

خود فرماتے ہیں:

میں نے تحصیل علم کا آغاز تقریباً ۸۶۴ھ میں کیا اور فقہ ونحو کے اسباق شیوخ کی ایک جماعت سے پڑھے اور علم میراث وفرائض ''فرضی زمانہ'' شیخ شھاب الدین الشار مساحی (علیہ الرحمہ) سے سیکھا جو معمر تھے اور ان کی عمر سو سال سے زیادہ بتائی جاتی تھی۔ میں نے ''المجموع'' پر ان کی شرح کی قرأت ان کے سامنے کر کے اجازت حاصل کی۔

۸۶۶ھ میں مجھے علوم عربیہ کی تدریس کی اجازت ملی اور اسی سال میں نے پہلی کتاب تالیف کی اور یہ پہلی کتاب تھی جو ''شرح استعاذہ وبسملہ'' کے موضوع پر میں نے ترتیب دی، اسے میں نے اپنے استاذِ گرامی شیخ الاسلام علم الدین البلقینی (علیہ الرحمہ) کے سامنے پیش کیا اور انہوں نے اس پر تقریظ لکھی۔ تحصیل فقہ کے لیے میں ان سے ان کی وفات تک وابستہ رہا، ایسے ہی ان کے والد گرامی کی خدمت میں رہ کر بھی ''التدریب'' سے کچھ اسباق پڑھے۔ پھر ''الحاوی الصغیر'' کا کچھ حصہ ''المنھاج'' ابتداء سے کتاب الزکاۃ تک اور ''التبنیہ'' ابتداء سے باب الزکاۃ تک پڑھی اور ''الروضہ'' کے باب القضاء سے کچھ حصہ پڑھا، امام زرکشی کے ''تکملہ شرح المنھاج'' کا کچھ حصہ اور احیاء الموات سے الوصایا تک یا اس کے قریب کچھ اسباق پڑھے۔ ۸۷۶ھ میں انہوں نے مجھے تدریس وافتاء کی اجازت مرحمت فرمائی۔ ۸۷۸ھ میں ان کے وصال کے بعد میں نے شیخ الاسلام شرف الدین

المناوی کی خدمت میں حاضر رہ کر "المنهاج" کا کچھ حصہ پڑھا، اور سوائے چند اسباق جو چھوٹ گئے جملہ مجالس میں سماعت کی اور "شرح البهجه" اس کے حواشی اور تفسیر بیضاوی کے دروس کا سماع کیا۔

علم حدیث وعربیہ میں حضرت الاستاذ امام علامہ تقی الدین الشبلی حنفی کی خدمت میں چار سال رہ کر استفادہ کیا۔ اور انہوں نے میری تالیفات "جمع الجوامع"، "شرح الفیه ابن مالک" پر تقریظ رقم فرمائی اور کئی بار علوم میں میری مہارت تامہ اور علوم عربیہ میں ظاہری و باطنی سبقت پر گواہی دی۔ اور حدیث کے معاملہ میں میرے معمولی توجہ دلانے پر میرے قول کی طرف رجوع کیا، ایک بار انہوں نے "شفاء" کے اوپر اپنے حواشی میں معراج کے حوالے سے ابو الحمراء کی حدیث بحوالہ ابن ماجہ نقل کی، تو میں نے ان کی نقل وحوالے کے مطابق ان کی سند کے ساتھ سنن ابن ماجہ کو ان کے گمان کے مطابق کھول کر دیکھا تو مجھے وہ حدیث نہیں ملی تو میں نے پوری کتاب کھنگال ماری لیکن حدیث نہ ملی، آخر تیسری بار دیکھا لیکن وہ حدیث نہ ملی۔ آخر میں نے اسے ابن قانع کی "معجم الصحابه" میں پڑھا، پھر میں شیخ کی خدمت میں گیا اور انہیں آگاہ کیا تو انہوں نے یہ معاملہ مجھ سے سنتے ہی اپنا نسخہ اٹھایا اور قلم پکڑ کر لفظ "ابن ماجه" کو کاٹ دیا اور "ابن قانع" کا لفظ حاشیہ پر لکھ دیا تو اس پر مجھے گرانی محسوس ہوئی اور اپنے دل میں شیخ کے احترام کے سبب میں نے خود کو ملامت کرتے ہوئے کہا: **ألا تصبرون لعلكم تراجعون**؟ یعنی کیا تم صبر نہیں کر سکتے تھے کہ شاید تم رجوع کر لیتے۔ تو انہوں نے فرمایا: نہیں، میں نے تو اپنے اس قول (ابن ماجه) میں برهان الدین حلبی کی تقلید کی تھی۔ میں شیخ سے ان کے وصال تک جدا نہیں ہوا۔

شیخ الکافیجی کی خدمت میں

آپ فرماتے ہیں: میں نے چودہ سال اپنے استاذ علامہ محی الدین الکافیجی (علیہ الرحمہ) کی خدمت میں گزارے اور ان سے تفسیر، اُصول، لغت عربی اور معانی وغیرہ جیسے فنون حاصل کئے اور انہوں نے مجھے شاندار اجازتوں سے نوازا۔ پھر میں شیخ سیف الدین الحنفی (علیہ الرحمہ) کی خدمت میں پہنچا اور کشاف، توضیح اور اس کے حواشی کا "تلخیص المفتاح" اور "حاشیہ عضد" کا درس حاصل کیا۔ پھر ۸۶۶ھ میں تصنیف و تالیف کا سلسلہ شروع کیا اور اب تک (وفات سے بارہ سال پیشتر) میری تالیفات کی تعداد تین سو تک پہنچ چکی ہے۔ آپ فرماتے ہیں: مجھے سات علوم میں مہارت تامہ عطا کی گئی ہے، تفسیر، حدیث، فقہ، نحو، معانی، بدیع اور بیان بطریق بلغاء عرب نہ کہ عجمی اور اہل فلسفہ کے طریق پر، ان کے علاوہ اصول الفقہ، مناظرہ اور تعریف، انشاء، ترسل اور فرائض (میراث) ان کے علاوہ "علم القرأت" جو میں نے کسی شیخ سے نہیں سیکھا، اس کے علاوہ "علم طب"۔ البتہ "علم الجبراء" میرے لیے بہت مشکل رہا اور میں نے اسے اپنے ذہن سے دور ہی رکھا تو جب بھی میں کوئی ایسا مسئلہ دیکھتا ہوں جو اس سے متعلق ہو تو گویا مجھے پہاڑ اٹھانے کو کہہ دیا گیا ہو۔ طالب علمی کی ابتداء میں میں نے "علم منطق" پڑھا لیکن پھر اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اس کا مکروہ پن القا فرما دیا، پھر میں نے سنا کہ امام ابن الصلاح نے اس کی حرمت کا فتویٰ دیا ہے تو اس وجہ سے میں نے اسے چھوڑ دیا، پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے عوض مجھے "علم الحدیث" سے نوازا۔ اور جہاں تک میرا یقین ہے کہ ان سات علوم میں جس مرتبہ تک میں پہنچا ہوں سوائے فقہ اور ان عبارات کے جن سے مجھے آگاہ کیا گیا ہے، کوئی اور ان تک نہیں پہنچا اور نہ ہی میرے اساتذہ میں سے کوئی

ان پر آگاہ ہوا ہے، سوائے ان بزرگوں کے جو اُن سے پہلے گزرے ہیں۔ البتہ "فقہ" کے معاملے میں میں کچھ نہیں کہہ سکتا، بلکہ میرے شیخ اس میں مجھ سے زیادہ وسعتِ نظر اور مہارت رکھتے تھے۔

خلوت و گوشہ نشینی:

علامہ نجم الدین الغزی کہتے ہیں:

علامہ سیوطی کی عمر جب چالیس سال ہوئی تو انہوں نے عبادت اور یادالٰہی میں مشغولیت اور حضوری کو اختیار کرتے ہوئے دنیا اور اہل دنیا سے تعلق کو ترک کر دیا جیسا کہ وہ انہیں جانتے ہی نہیں اور تدریس و افتاء کو چھوڑ کر تصنیف و تالیف کا آغاز کر دیا اور دریائے نیل کے جزیرہ "روضۃ المقیاس" میں ساعت وصال تک مقیم رہے۔

علامہ سیوطی (علیہ الرحمہ) اہل حضوری بزرگوں میں سے تھے اور بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خصوصی نوازشات والتفات سے بہرہ ور تھے، فرماتے ہیں:

''اب تک حالت بیداری میں پچھتر بار زیارت سے نوازا گیا ہوں اور محدثین کی بیان کردہ احادیث کی تصدیق و تصحیح کے لیے صاحب حدیث سے رجوع کرتا ہوں اور اس علمی وروحانی ضرورت کے باعث اہل اقتدار، حکمرانوں اور اُمراء کی مجالس میں شرکت سے اس خدشے کے تحت گریز کرتا ہوں، کہ سلسلہ عنایات رک نہ جائے، پیش نظر "مجموعۂ رسائل" میں شامل "رسالہ سلطانیہ" بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انہیں ''شیخ الحدیث اور شیخ السنۃ'' کے القابات سے بھی نوازا گیا۔

علم حدیث کے ماہرین کے مطابق آپ ''خاتم الحفاظ'' یعنی ''علم حدیث'' کے قواعد کے مطابق آخری حافظ الحدیث ہستی ہیں۔ جب کہ ماہرین اصول حدیث کے

مطابق ''حافظ الحدیث'' کوکم از کم ایک لاکھ حدیث مع اسناد واحوال رواۃ زبانی یاد ہوتی ہیں۔

حضرت امام نے اقتدار کی گردشیں، سیاسی نشیب وفراز اور جبر وتشدد کا دور بھی دیکھا تھا۔ دس سے زیادہ سلاطین کا دور اقتدار آپ نے دیکھا اور تین بادشاہ ایک ہی سال میں یکے بعد دیگرے مسندِ اقتدار پر براجمان ہوتے بھی دیکھے، (۱) ملک انظاھر ابونصر المویدی (۲) ابوسعید تمر بغا الظاہری (۳) ملک الاشرف قایتبای الحمودی۔

اقتدار کی ہوس اور حکمرانی کے حصول کے لیے ان سلطانی جھگڑوں سے ملوث فضا میں آپ نے اپنے دامن کردار کو شفاف رکھا حکمرانوں، سلطانوں اور ان کے حاشیہ برداروں کی کاسہ لیسی سے محفوظ رہے۔

ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

آپ کچھ عرصہ منصب قضاء پر بھی فائز رہے، افتاد وتدریس کے فرائض بھی سر انجام دیئے لیکن آخر خلوت کو اختیار کیا اور عمر بھر خدمت دین میں مشغول رہے، بایں ہمہ معاصر علماء واہل قلم کی لغزشوں پر گرفت بھی کی اور موقع ومحل کی مناسبت سے ان کے غلط نظریات کا مدلل رد بھی کیا۔ آپ کی تصنیفات وتالیفات کی فہرست پر نظر ڈالی جائے تو اس بات کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ پیش نظر مجموعۂ رسائل میں شامل رسالہ ''الحبل الوثیق'' بھی اسی سلسلۂ رشد واصلاح کی ایک کڑی ہے، جس میں آپ نے رافضی پروپیگنڈے سے متاثر ایک عالم کی لغزشِ علمی واعتقادی پر گرفت فرمائی ہے۔ آپ کا رسالہ ''مفتاح الجنۃ فی الاعتصام بالسنۃ''، ''تنزیہ الانبیاء عن تسفیہ الاغبیاء''، ''تحذیر الخواص من اکاذیب القصاص'' وغیرہ ایسے ہی سلسلۂ ردود کی مضبوط کڑیاں ہیں۔

امام سیوطی علیہ الرحمہ کثیر التصانیف علماء میں سے ہیں۔ آپ عمر بھر مجرد رہے اور قیل وقالِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو حرز جاں بنائے رکھا، صرف تفسیر وعلوم القرآن کے حوالے سے آپ کی تصنیفات کی تعداد ایک سو تک پہنچتی ہے۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی چند اہم تصانیف وتالیفات کی مجمل فہرست درج ذیل ہے۔

کتب تفسیر وعلوم القرآن:

(۱) ترجمان القرآن فی التفسیر المسند (مطبوعہ، قاہرہ ۱۳۱۴ھ)

(۲) الدر المنثور فی التفسیر الماثور (مطبوعہ)

(۳) مفحمات الأقران فی مبہمات القرآن (مطبوع)

(۴) لباب النقول فی أسباب النزول (مطبوع)

(۵) تفسیر جلالین۔ (مطبوع)

(۶) معترک الاقران فی اعجاز القرآن۔ (مطبوع)

(۷) الاتقان فی علوم القرآن۔

(۸) قطف الازہار فی کشف الاسرار۔

(۹) المہذب فیما وقع فی القرآن من المعرب۔

(۱۰) الاکلیل فی استنباط التنزیل۔

(۱۱) التحبیر فی علوم التنزیل۔

ان کے علاوہ مجمع البحرین، نامی تفسیر کا آغاز کیا جو مفقود ہے، جبکہ بیسیوں رسائل علوم القرآن سے متعلق مطبوع ومخطوط موجود ہیں۔

علوم الحدیث:

(۱) کشف المغطی فی شرح الموطا۔

(۲) اسعاف المبطا برجال الموطا۔

(۳) التوشیح علی الجامع الصحیح۔

(۴) الدیباج علی صحیح مسلم بن الحجّاج۔

(۵) مرقاۃ الصعود الی سنن ابی داؤد۔

(۶) شرح سنن ابن ماجہ۔

(۷) تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی۔

(۸) قطر الدُّرر شرح نظم الدُّرر فی علم الأثر۔

(۹) التہذیب فی الزوائد علی التقریب۔

(۱۰) عین الاصابۃ فی معرفۃ الصحابہ۔

(۱۱) کشف التلبیس عن قلب اہل التّدلیس۔

(۱۲) توضیح المدرک فی تصحیح المستدرک۔

(۱۳) الآلیٔ المصنوعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ۔

(۱۴) النُّکت البدیعات علی الموضوعات۔

(۱۵) الذیل علی القول المسدّد۔

(۱۶) القول الحسن فی الذب عن السنن۔

(۱۷) لب الالباب فی تحریر الانساب۔

(۱۸) تقریب الغریب۔

(۱۹) المدرج الی المدرج۔

(۲۰) تذکرۃ الموتسی بمن حدث ونسی۔

(۲۱) تحفۃ النّابہ بتلخیص المتشابہ۔

(۲۲) الروض المکلل والورد المعلل فی المصطلح۔

(۲۳) منتهى الآمال فی شرح حدیث انّما الاعمال۔

(۲۴) المعجزات والخصائص النبویه۔

(۲۵) شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور۔

فقہ واصول فقہ:

(۱) الازهار الغضة فی حواشی الروضة۔

(۲) الحواشی الصغری۔

(۳) مختصر الروضة ویسمی القنیة۔

(۴) مختصر التنبیه ویسمی الوافی۔

(۵) شرح التنبیه۔

(۶) الاشباه والنظائر۔

(۷) اللوامع والبوارق فی الجوامع والفوارق۔

(۸) شرحه ویسمی رفع الخصاصة۔

(۹) الاجزاء المفردة فی مسائل مخصوصة علی ترتیب الابواب۔

(۱۰) الذفر بقلم الذفر۔

(۱۱) المستطرفة فی احکام دخول الحشفة۔

(۱۲) السلالة فی تحقیق المقر والاستحالة۔

(۱۳) الروض الاریض فی طهر المحیض۔

(۱۴) بذل العسجد لسؤال المسجد۔

(۱۵) الجواب الحزم عن حدیث التکبیر جزم۔

(۱۶) القذاذة فی تحقیق محل الاستعاذة۔

(۱۷) میزان المعدلۃ فی شان البسملۃ۔

(۱۸) جزء فی صلاۃ الضحی۔

(۱۹) المصابیح فی صلاۃ التراویح۔

(۲۰) بسط الکف فی اتمام الصف۔

(۲۱) اللمعۃ فی تحقیق الرکعۃ لادراک الجمعۃ۔

علم نحو عربی زبان وادب:

(۱) البہجۃ المرضیۃ فی شرح الالفیۃ۔

(۲) الفریدۃ فی النحو والتصریف والخط۔

(۳) النکت علی الالفیۃ والکافیۃ والشافیۃ والشذور والنزھۃ۔

(۴) الفتح القریب علی مغنی اللبیب۔

(۵) شرح شواھد المغنی۔

(۶) جمع الجوامع۔

(۷) ھمع الھوامع علی جمع الجوامع۔

(۸) شرح الملحۃ۔

(۹) مختصر الملحۃ۔

(۱۰) مختصر الالفیۃ ودقائقھا۔

(۱۱) الخبار المرویۃ فی سبب وضع العربیۃ۔

(۱۲) المصاعد العلیۃ فی القاعد النحویۃ۔

(۱۳) الاقتراح فی اصول النحو وجدلہ۔

علم اصول بیان اور تصوف:

(۱) شرح لمعۃ الاشراق فی الاشتقاق۔
(۲) الکوکب الساطع فی نظم جمع الجوامع۔
(۳) شرحہ۔
(۴) شرح الکوکب الوقاد فی الاعتقاد۔
(۵) نکت علی التلخیص ویسمی الافصاح۔
(۶) عقود الجمان فی المعانی والبیان۔
(۷) شرحہ۔
(۸) شرح ابیات تلخیص المفتاح۔
(۹) مختصرہ۔
(۱۰) نکت علی حاشیۃ المطول۔ (۱۱) حاشیۃ علی المختصر۔
(۱۲) البدیعیۃ۔ (۱۳) شرحھا۔

علم تاریخ:

تاریخ سے متعلق السیوطی کی تین تصانیف ہیں:

(۱) ایک کتاب دنیا کی عام تاریخ پر جس کا نام "بدائع الزھور فی وقائع الدھور" ہے۔قاہرہ میں ۱۲۸۲ھ وغیرہ میں چھپ چکی ہے۔

(۲) ایک کتاب خلفاء کی تاریخ پر "تاریخ الخلفاء" طبع S.Lee و مولوی عبدالحق، کلکتہ ۱۸۵۷ء قاہرہ ۱۳۰۵ھ و ۱۳۱۳ھ ۱۹۱۳ء لاہور ۱۸۷۰ و ۱۸۸۷ء دہلی ۱۳۰۶ھ، مترجمہ (Bill.Ind.H.S.Garret) کلکتہ ۱۸۸۱ء۔

(۳) "تاریخ مصر" جس کا نام "حسن المحاضرۃ فی اخبار مصر والقاھرہ"

طبع سنگی قاہرہ ۱۸۶۰ء (؟) پھر قاہرہ ۱۲۹۹ھ/۱۳۲۱ھ) ہے۔ سیر و تراجم کے سلسلے میں "بُغیۃ الوعاۃ" کے علاوہ جس کا ذکر اوپر آچکا ہے، انہوں نے ایک کتاب "طبقات المفسرین" (طبع A.Meursinge، لائڈن ۱۸۳۹ء تالیف کی جس میں مفسرین کے تراجم جمع کیے۔ الذہبی (م ۷۴۸ھ/۱۳۴۸ء) کی "طبقات الحفاظ" کا خلاصہ بھی لکھا، طبع وسٹنفلٹ F.Wustenfeld، گوٹنگن ۱۸۳۳ء تا ۱۸۳۴ء)، [پھر بطور ذیل بعد کے حفاظ کے حالات کا اضافہ کر دیا۔ یہ اضافات ذیل "طبقات الحفاظ" کے نام سے ایسے ہی تین ذیول کے مجموعے میں دمشق سے ۱۳۴۷ھ میں شائع ہو چکے ہیں۔ اس مجموعہ "الذیول الثلاثہ" میں السیوطی کے ذیل کے علاوہ الحافظ ابوالمحاسن الحسینی الدمشقی کا ذیل تذکرۃ الحفاظ اور الحافظ تقی الدین محمد بن فہد المکی کا ذیل "طبقات الحفاظ" بھی شامل ہیں]۔ علاوہ ازیں امام سیوطی نے سیر و تراجم پر ایک اور مفید کتاب بنام "نظم العقیان فی اعیان الاعیان" (طبع Hitti، نیو یارک ۱۹۲۷ء بھی تصنیف کی جس میں نویں صدی ھجری کے عالم اسلامی کے دوصد مشاہیر کے مختصر حالات درج ہیں۔

تحقیق تاریخ وفات:

بعض معاصر اہل قلم اور اردو دائرہ معارف اسلامیہ کے مقالہ نگار نے آپ کی تاریخ وفات ۱۸ جمادی الاول، ۹۱۱ھ/ ۱۷ اکتوبر ۱۵۰۵ء لکھی ہے۔ "اسباب الحدیث" (مترجم) مطبوعہ مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور، کے مقدمہ میں بحوالہ امام شعرانی جمعہ کی رات ۹ جمادی الاولیٰ ۹۱۱ھ لکھا ہے۔ جبکہ تفسیر "الدر المنثور" (مترجم) مطبوعہ ضیاء القرآن لاہور کے مقدمہ میں جمعرات ۱۹ جمادی الاولیٰ ۹۱۱ھ لکھا ہے جو راقم کی دانست میں درست تاریخ وصال ہے۔ علامہ غلام رسول سعیدی صاحب نے بھی "الخصائص الکبریٰ" (مترجم) کے تقدیم و تعارف میں ۱۸ جمادی الاولیٰ،

اردو دائرہ معارف اسلامیہ کے مقالہ نگار کی تقلید میں لکھ دیا ہے۔

"اسباب الحدیث" (مترجم) کے ابتدائیہ میں مولانا شہباز ظفر عطاری نے آپ کی عمر ۶۳ سال بتائی ہے جو قرین قیاس نہیں ہے۔

علامہ نجم الدین الغزی (شاگرد سیوطی) رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی عمر یوں بیان کی ہے۔

"قد استکمل من العمر احدی و ستین سنة و عشرة أشهر و ثمانية عشرة يوماً۔

آپ کی عمر پورے اکسٹھ سال، دس ماہ اور اٹھارہ دن تھی۔

"رسالہ سلطانیہ" کے مرتب و محقق مختار الجبالی نے اکسٹھ سال اور کچھ مہینے عمر بیان کی ہے، اور تاریخ وصال ۱۹ جمادی الاولیٰ ۹۱۱ھ لکھی ہے۔

مزید دیکھیے:

"التحدث بنعمة الله"۔

حسن المحاضرہ (۱/۳۳۵)

بهجة العابدين بترجمة الحافظ جلال الدين۔

بدائع الذهور (۴/۸۳)

الكواكب السائره (۱/۲۲۶)

شذرات الذهب (۸/۵۱)

البدر الطالع (۱/۳۲۸)

الأعلام (۴/۷۱)

اردو دائرہ معارف اسلامیہ (۱۰/۵۴۰)

هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ط (الزمر:9)

کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہیں؟

علم کا حصول ہر مسلمان پر فرض ہے

جزء فی طرق حدیث:

طلبُ العلم فریضۃٌ علی کُلّ مسلم

حضرت علامہ امام جلال الدین السیوطی الصوفی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ

(۸۴۹-۹۱۱ھ)

تقدیم، ترجمہ، تخریج، حواشی

علامہ محمد شہزاد مجددی سیفی

دار الاخلاص لاہور

تقدیم

امام اعظم کی تابعیت اور صحابہ سے روایت

حضرت امام الائمہ، سراج الأمہ امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت الکوفی رضی اللہ عنہ بالاتفاق ائمہ تابعین میں سے ہیں خطیب بغدادی اور دارقطنی جیسے متعصب محدثین بھی اس بات کو بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کوفہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی زیارت کی ہے۔ جبکہ دیگر غیر حنفی ائمہ حدیث و تاریخ کی کثیر تعداد اس بات پر متفق ہے کہ انہوں نے نہ صرف صحابہ کرام کی زیارت کی ہے بلکہ ان سے حدیث کا سماع کر کے اسے آگے بطریق احادیات روایت بھی کیا ہے۔ یعنی آپ ایک واسطہ سے حدیث روایت کرنے والے ائمہ حدیث میں سے ہیں۔ سچ ہے:

یہ رتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا

ہم اس مختصر تمہید میں صرف ایسے اقتباسات اور مستند روایات پر اکتفا کریں گے جس سے حقیقت پسند قارئین کو بخوبی اندازہ ہو جائے گا کہ یہ بلند مرتبہ اور جلیل القدر امام صحابہ کرام کے ہم زمانہ اور ان سے علمی فیضان حاصل کرنے والے فقیہ مجتہد ہیں۔ جن کی فضیلت میں آیات قرآنی اور احادیث نبوی کے مضامین وارد ہیں۔

چنانچہ ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمہ کی تحقیقات کا خلاصہ درج ذیل ہے:

ملا علی قاری بحوالہ امام سیوطی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

شیخ ولی الدین عراقی سے فتوی طلب کیا گیا تھا کہ کیا امام ابو حنیفہ نے کسی صحابی کو دیکھا ہے اور کیا ان کا شمار تابعین میں ہوتا ہے، یا نہیں؟

تو انہوں نے جواب دیا: امام ابوحنیفہ کی صحابہ سے روایت صحت کو نہیں پہنچی، اور یقیناً انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔ تو جو علماء صرف صحابی کو دیکھ لینے سے تابعیت کو تسلیم کرتے ہیں انہوں نے آپ کو تابعی مانا ہے جبکہ دوسروں نے نہیں۔

اس طرح یہی سوال امام الحافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا:

"ادرك الامام ابو حنيفة جماعة من الصحابه لأنهُ وُلِد بالكوفة، سنة ثمانين من الهجرة......الخ (شرح مسند امام اعظم: ص 581)

ترجمہ: امام اعظم ابوحنیفہ نے صحابہ کرام کی ایک جماعت کو پایا ہے کیونکہ ان کی ولادت کوفہ میں سنہ 80 ہجری میں ہوئی تھی۔ اور اس وقت وہاں درج ذیل صحابہ کرام موجود تھے۔ عبداللہ بن ابی اوفی (رضی اللہ عنہ)، اور یہ بالاتفاق 80 ہجری کے بعد فوت ہوئے، بصرہ میں انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) موجود تھے، ان کا وصال 90 ہجری یا اس کے بعد ہوا تھا۔ (دیکھیے: تہذیب التہذیب: 401/10)

پھر بحوالہ طبقات ابن سعد لکھتے ہیں کہ آپ نے انس بن مالک کو دیکھا ہے۔

حضرت انس بن مالک کے سن وصال کے حوالے سے مختلف اقوال ہیں۔

بعض نے 91 کہا اور بعض نے 92,93 جبکہ آخری قول 95 ھجری کا ہے۔

(دیکھیے: تاریخ الکبیر: 27/2، تہذیب التہذیب: 330/1)

یوں حضرت انس (رضی اللہ عنہ) کی وفات کے وقت امام صاحب کی عمر 15 سال بنتی ہے، جبکہ ائمہ حدیث کے نزدیک روایت حدیث کے لیے راوی کی عمر کم از کم 5 سال ہونا کافی اور قابل قبول ہے۔

(دیکھیے: صحیح بخاری، کتاب: العلم، باب: متی فصح سماع الصغیر)

جبکہ امام مسلم روایت کے لیے صرف معاصرت کو بھی کافی سمجھتے ہیں۔

امام قاضی حسین بن علی الصیمری الحنفی (م 436ھ) علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

رأی انس بن مالك سنة خمس وتسعين وسمع منهٔ

امام ابوحنیفہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو 95ھ میں دیکھا اور ان سے حدیث کا سماع کیا۔ (اخبار ابی حنیفہ واصحابہ: ص 18)

امام صیمری علیہ الرحمہ اپنی سند سے لکھتے ہیں:

امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں: ہمارے تمام علماء کرام سجدہ سہو کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ سلام کے بعد ہے اور اس کے بعد تشہد اور پھر سلام ہے۔ امام حماد بن سلیمان الکوفی فرماتے ہیں: انس بن مالک یہی فتوی دیا کرتے تھے۔

قال ابو حنيفة: وسالت أنس ابن مالك فقال: هكذا هو.

امام اعظم فرماتے ہیں: میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا: یہ مسئلہ اسی طرح ہے۔

آگے اسد بن عمرو عن ابی حنیفہ عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے طریق سے نقل کرتے ہیں: امام صاحب سے روایت ہے: انس بن مالک نے فرمایا:

كأني أنظر الى لحية ابي قحافة كأنها ضرام عرفج

ترجمہ: گویا میں ابوقحافہ (صدیق اکبر کے والد رضی اللہ عنہما) کی داڑھی کو دیکھ رہا ہوں، جیسے بھڑکتی لکڑی ہوتی ہے۔ (ایضا: ص 19)

طبقات الکبریٰ میں ابن سعد نے اس روایت میں امام ابوحنیفہ اور انس بن مالک کے مابین یزید بن عبدالرحمن کا تذکرہ کیا ہے۔ (رقم: 10882)

مولانا فقیر محمد جہلمی رحمۃ اللہ علیہ "حدائق الحنفیہ" کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رات آنحضرت ﷺ کو خواب میں

دیکھا کہ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ اے ابوحنیفہ! آپ کو خدا نے میری سنت زندہ کرنے کے لیے پیدا کیا ہے، آپ گوشہ نشینی وعزلت کا قصد ہرگز نہ کریں۔ یہ بشارت پاتے ہی آپ افادت وافاضتِ خلائق اور اجتہاد واستنباط مسائل شرعیہ میں مشغول ہوئے یہاں تک کہ آپ کا مذہب نشر آفاق ہوا۔ آپ بیس سے زیادہ صحابہ کے زمانہ میں پیدا ہوئے اور کئی ایک کو دیکھا اوران سے حدیث کو بھی سماعت کیا اس لیے آپ باقی ائمہ ثلاثہ یعنی مالک وشافعی واحمد بن حنبل سے اس فضیلت میں منفرد ہو کر آیت ''السابقون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان رضی الله عنهم و رضوا عنه'' کے مصداق ہوئے چنانچہ اس لیے قسطلانی[1] شافعی نے صحیح بخاری کی شرح کے باب وجوب الصلوٰۃ فی الثیاب میں زیرِ حدیث 'سال رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الصلوٰة فی ثوب واحد' کے امام موصوف کو تابعین کے زمرہ میں ذکر کیا ہے اور "تعلیق الممجد" میں منقول ہے کہ فتاویٰ شیخ الاسلام ابن حجر میں لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ نے ایک جماعت صحابہ کو جو کوفہ میں تھی، پایا کیونکہ وہ کوفہ میں 80ھ میں پیدا ہوئے، پس وہ طبقۂ تابعین میں سے ہیں۔ انتہیٰ۔

تاریخ ابن خلکان میں خطیب بغدادی کی تاریخ بغداد سے منقول ہے اور نیز امام یافعی محدث شافعی کی تاریخ مرأۃ الجنان میں لکھا ہے کہ ابوحنیفہ نے انس بن مالک کو دیکھا انتہیٰ۔ شامی میں لکھا ہے کہ ابن حجر مکی کہتے ہیں کہ ذہبی نے جو کہا ہے کہ

---

(۱) یہاں سے اور نقول مابعد سے صاحب ابجد العلوم (نواب صدیق حسن خان) کے اس قول کی بخوبی تکذیب ثابت ہوتی ہے جو انہوں نے کتاب مذکور کے صفحہ 807 میں لکھا ہے کہ (امام ابوحنیفہ نے باتفاق اہل حدیث کسی اصحاب کو نہیں دیکھا) حالانکہ خطیب بغدادی وقسطلانی وامام یافعی وابن حجر عسقلانی ودارقطنی اور ابن حجر مکی جو ائمہ حدیث میں سے ہیں، سب کے سب امام ابوحنیفہ کے حضرت انس کو دیکھنے پر متفق ہیں۔ ۱۲ منہ۔

ابو حنیفہ نے صغر سنی میں انس بن مالک کو دیکھا ہے، صحیح اور تحقیق ہے، انتھی پھر دوسری جگہ شامی میں لکھا ہے کہ ابو حنیفہ کا حضرتِ انس کو دیکھنا اور ایک جماعت اصحاب کو عمر کے حساب سے پانا، یہ دونوں صحیح ہیں اور ان میں کچھ شک نہیں، انتھی۔ پھر اور جگہ لکھا ہے کہ ابو حنیفہ بہر حال تابعین میں سے ہیں اور جنہوں نے ان کے تابعی ہونے کا یقین کیا ہے، ان میں سے حافظ ذہبی و حافظ عسقلانی وغیرہ ہیں اور عسقلانی نے کہا کہ تحقیق ابو حنیفہ نے ایک جماعت صحابہ کو جو کوفہ میں تھی، بعد اپنی ولادت کے جو 80ھ میں واقع ہوئی، پایا اور یہ بات ائمہٗ امصار میں سے جو ابو حنیفہ کے ہمعصر تھے یعنی اوزاعی جو شام میں اور حماد ین جو بصرہ میں اور ثوری جو کوفہ میں اور مالک جو مدینہ منورہ میں اور لیث بن سعد جو مصر میں تھے، کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔ عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ نے صحابہ کو دیکھا اور تابعین سے فتویٰ میں مزاحمت کی، پس قول آپ کا اسدّ واقویٰ ہے جب تک کہ عصر اور زمانے کا اختلاف نہ ہو کذا فی تصحیح علامہ قاسم انتھی۔

شیخ محمد طاہر نے ''خاتمۂ مجمع البحار'' میں لکھا ہے کہ دارقطنی محدث کہتے ہیں کہ ابو حنیفہ نے کسی اصحاب سے ملاقات نہیں کی لیکن حضرت انس کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور ان سے کچھ نہیں سنا، انتھی۔ قسطلانی محدثِ شافعی نے شرح صحیح بخاری کے باب ''من لم یر الوضوء'' میں لکھا ہے کہ ابن ابی اوفیٰ کا نام عبداللہ بن ابی اوفی ہے، یہی کوفے میں سب صحابیوں سے پیچھے 87ھ میں فوت ہوئے اور پہلے اس سے کہ آپ کو ابو حنیفہ نے دیکھا، آپ نابینا ہو گئے تھے انتھی۔ ملا علی قاری نے ''شرح نخبۃ الفکر'' میں تابعی کی تعریف میں اس قول ''وھو من لقی الصحابی ھذا ھو المختار'' کے تحت میں لکھا ہے کہ عراقی نے کہا ہے کہ اکثر علماء کا اسی پر عمل ہے اور تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابی اور تابعی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ہے

''طوبیٰ لمن رانی ولمن رائی من رانی'' (جنت ہے اس شخص کے لیے جس نے مجھے دیکھا یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا)، پس آنحضرت نے تعریف صحابی و تابعی میں صرف رویت پر کفایت کی ہے، سو اسی سبب سے امام اعظم ابوحنیفہ تابعین کے مسلک میں درج کیے جاتے ہیں کیونکہ انہوں نے حضرت انس وغیرہ اصحاب کو دیکھا جیسا کہ شیخ جزری نے ''اسماء رجال القراء'' اور تورپشتی نے ''تحفة المسترشدین'' اور صاحب ''کشف الکشاف'' نے سورۃ المومنین میں اور صاحب ''مرأة الجنان'' وغیرہ علمائے متبحرین نے ذکر کیا ہے اور جو شخص ان کے تابعی ہونے کی نفی کرتا ہے پس وہ صرف تتبع قاصر یا تعصب فاتر سے کرتا ہے۔ انتھی۔

ابن حجر مکی محدث شافعی نے ''قلائد العقیان فی مناقب النعمان'' میں لکھا ہے کہ ابوحنیفہ نے صحابہ میں سے چار اصحاب کو بعض نے کہا اس سے کم اور بعض کے نزدیک ان سے زیادہ کو پایا جن میں سے ایک انس بن مالک، دوم عبداللہ بن ابی اوفیٰ، سوم سہل بن سعد، چہارم ابوالطفیل ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ انہوں نے کسی کو نہیں دیکھا لیکن ان کا زمانہ پایا ہے مگر صحیح قول اول ہے انتھی۔ ابن حجر کا قول اول کو صحیح قرار دے کر اس بات کو ثابت کرنا کہ امام ابوحنیفہ نے چار اصحاب کو دیکھا ہے، بالکل صحیح ہے اور خلاف اس کا خلاف عقل ونقل ہے کیونکہ امام موصوف کا باعتبار سن کے فقط چار اصحاب کے زمانے کو پانے کی کیا خصوصیت رکھتا ہے حالانکہ آپ کی ولادت کے وقت اور اس کے بعد علاوہ اصحاب متذکرۂ بالا کے صحابہ کی ایک جماعت کئی برس تک زندہ رہی چنانچہ مقدام بن معدیکرب مشہور صحابی 87ھ میں اور ابو امامہ باہلی مشہور صحابی 86ھ میں اور عمر بن حریث صحابی 85ھ میں اور عبداللہ بن بسر 88ھ یا 96ھ میں اور بسر بن ارطاۃ 86ھ میں اور عبداللہ بن حارث بن جزء 85ھ یا 86ھ یا 87ھ یا 88ھ میں اور عتبہ بن عبد السلمی 87ھ یا 90ھ میں، اسعد بن سہل بن حنیف انصاری

ابوامامہ 100ھ میں سائب بن یزید الکندی 91ھ یا اس سے پہلے، طارق بن شہاب بجلی کوفی 82ھ یا 83 میں عبداللہ بن ثعلبہ 87 یا 89 میں، عبداللہ بن الحارث بن نوفل ابومحمد 99ھ میں، عمر بن ابی سلمہ بقول صحیح 83ھ میں، مالک بن حویرث 94ھ میں، محمود بن لبید 96ھ میں، مالک بن اوس 92ھ میں، واثلہ بن اسقع 85ھ میں فوت ہوئے۔

(تقریب التہذیب)

اور بڑے تعجب کی بات ہے کہ جس صورت میں امام ابوحنیفہ نے اپنی عمر میں بچپن حج کیے ہوں جیسا کہ درالمختار میں لکھا ہے جن میں سے آپ نے کم از کم پندرہ حج حضرت ابوالطفیل صحابی متوفی 110ھ کے زمانہ میں، جو مکہ معظمہ میں مقیم تھے، کئے اور پندرہ بار کوفہ سے مکہ میں آئے، تو پھر آپ نے ایک دفعہ بھی حضرت ابوالطفیل سے ملاقات نہ کی ہو، عقل سلیم اس کو کبھی باور نہ کرے گی خصوصاً اس صورت میں جبکہ وجود صحابی کا ایک عزیز ترین بات ہو اور لوگ حسب ارشادِ مخبر صادق "طوبیٰ لمن رانی ولمن رأیٰ من رانی" کے تابعی ہونے کی ایک نعمت عظمیٰ اور سعادتِ دارین سمجھ کر اطراف واکناف عالم سے بالرأس والعین صحابہ کی خدمت بابرکت میں مشرف ہوتے ہوں، اور امام ابوحنیفہ باوجودیکہ پندرہ سال میں پندرہ دفعہ مکہ معظمہ میں حج کے لیے آئے ہوں، یا یہ کہ یہ نعمت عظمیٰ یعنی وجودِ عمرو بن حریث اور عبداللہ بن ابی اوفی وغیرہ کا پانچ سال تک خود انہیں کے شہر میں موجود رہا ہو اور آپ ایسی بے اعتنائی کریں کہ اس عرصہ میں ایک دفعہ میں بھی ان کی خدمت میں مشرف نہ ہوں یا آپ کے والد ماجد ہی آپ کو ان کی خدمت میں لے جا کر مشرف نہ کرائیں حالانکہ علاوہ نعمت تابعی حاصل ہونے کے قرن اول سے آج تک لوگوں کا دستور ہے کہ اپنی اولاد کو واسطے دعائے برکت کے صلحاء کے پاس ضرور لے جایا کرتے ہیں جیسا کہ امام کے والدِ ماجد ثابت کو ان کا باپ واسطے دعائے برکت کے حضرت علی کی خدمت میں لے گیا تھا، پس ان

حالات میں امام کی رویت صحابہ اور تابعیت کا منکر بجز حاسد خاسر اور متعصب جاہل کے اور کوئی نہیں ہو سکتا لیکن یہ امر کہ آیا امام ابوحنیفہ نے صحابہ سے روایت کی ہے یا نہیں اس میں علماء کا ضرور اختلاف ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ امام کی رویت صحابہ تو ثابت ہے لیکن بسبب صغرسنی کے آپ نے اصحاب سے روایت نہیں کی اور بعض کا یہ قول ہے کہ روایت و رویت دونوں ثابت ہیں اور یہی عندالتحقیق متحقق ہے چنانچہ ابومحمد بن احمد عینی نے "عمدۃ القاری" شرح صحیح البخاری کے باب من لم یر الوضوء میں لکھا ہے کہ ابن ابی اوفی کا نام عبداللہ ہے اور یہی ہیں جو کوفہ میں سب اصحاب سے پیچھے 87ھ میں فوت ہوئے اور یہ منجملہ ان اصحاب میں سے ہیں جن کو امام ابوحنیفہ نے دیکھا اور ان سے روایت کی اور قول منکر متعصب کی طرف ہرگز خیال نہ کرنا چاہیے اس وقت عمر ابوحنیفہ کی سات سال کی تھی انتھی۔ شامی میں ابن حجر مکی شافعی سے منقول ہے کہ عبداللہ بن ابی اوفی سے امام نے یہ حدیث متواتر من بنی مسجد اولو کمفحص قطاۃ بنی لہ بیتا فی الجنۃ روایت کی ہے۔ انتھی!

امام خوارزمی نے مسند امام میں لکھا ہے کہ علماء اس بات پر متفق ہیں کہ امام نے اصحاب رسول اللہ سے روایت کی لیکن ان کے عدد میں اختلاف ہے، بعضوں نے کہا کہ چھ مرد اور ایک عورت سے روایت کی اور بعض نے کہا کہ پانچ مرد اور ایک عورت سے اور بعضوں کا قول ہے کہ سات مرد اور ایک عورت سے روایت کی سو پہلے قول پر انس بن مالک اور عبداللہ بن انیس اور عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدی اور جابر بن عبداللہ اور عبداللہ بن ابی اوفی اور واثلہ بن اسقع اور عائشہ بنت عجرد ہیں اور دوسرے قول پر معقل بن یسار زائد ہیں اور قول ثانی پر جابر اور معقل داخل نہیں ہیں اور ابو الطفیل ہر ایک قول میں مذکور ہیں، انتھی۔

ملا علی قاری نے "طبقات الحنفیہ" میں لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ کا بعض صحابہ کو

دیکھنا بالتحقیق ثابت ہے اور اختلاف اس میں ہے کہ انہوں نے صحابہ سے روایت کی ہے یا نہیں لیکن معتبر یہ ہے کہ روایت کی ہے چنانچہ ہم نے اس بات کو "مسند الانام شرح مسند الامام" میں بخوبی ثابت کیا ہے پس وہ تابعین اعلام میں سے ہیں جیسا کہ علمائے اعیان نے اس بات کی تصریح کی ہے انتہی۔ درالمختار میں لکھا ہے کہ تحقیق یہ بات صحیح ہے کہ امام ابوحنیفہ نے سات صحابہ سے حدیث کو سنا جیسا کہ منیۃ المفتی کے آخر میں مذکور ہے۔ انتہی۔

طحطاوی میں لکھا ہے کہ سیوطی نے "تبییض الصحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ" میں کہا کہ امام ابومعشر عبدالکریم بن عبدالصمد طبری مقری شافعی نے امام ابوحنیفہ کی روایت میں چار صحابیوں سے ایک جزء تالیف کی انتہی۔ شامی میں لکھا ہے کہ بعض فضلاء نے کہا ہے کہ تحقیق علامہ طاش کبریٰ بہت سی روایات صحیحہ ایسی لایا ہے جن سے امام کا سماع حضرت انس بن مالک سے ثابت ہے اور مثبت نافی پر مقدم ہے انتہی۔ شیخ عبدالحق دہلوی نے شرح سفر السعادۃ میں لکھا ہے کہ صاحب جامع الاصول نے کہا ہے کہ ابوحنیفہ کے اصحاب سے ملاقات وروایت اربابِ نقل کے نزدیک ثابت نہیں اور ابوحنیفہ کے اصحاب کہتے ہیں کہ ابوحنیفہ نے چند اصحاب کو پایا اور ان سے روایت کی الخ میں کہتا ہوں کہ واقع میں یہ بات عقل سے بہت بعید ہے کہ امام کے زمانے میں اصحاب رسول اللہ موجود ہوں اور آپ ان کی ملاقات کا قصد نہ کریں حالانکہ اصحاب کا موجود ہونا اور امام کا ان شہروں میں جانا جہاں اصحاب تھے، ثابت ہے اور امام کی زندگی سے 20 سال کی مدت اصحاب کے زمانے میں گزری کیونکہ سو برس کے آخر تک وجود صحابہ کا ثابت ہے، پس اصحابِ ابوحنیفہ کا قول حق ہے جو کہتے ہیں کہ امام نے ایک جماعت صحابہ کو پایا انتہی۔ "غایۃ الاوطار شرح در المختار" میں لکھا ہے کہ روایت اور درایت کی راہ سے حق بجانب حنفیہ ہے کیونکہ حنفیہ ملاقات

اور روایت کے مثبت ہیں اور ایک جماعت نافی، حالانکہ یہ قاعدہ اہل اسلام میں مسلم ہے کہ مثبت کا قول نافی پر مقدم ہے اور اثبات بھی فقط حنفیہ میں منحصر نہیں بلکہ طبری شافعی اور ابن حجر شافعی بشہادت حافظ جلال الدین سیوطی شافعی بجانب اثبات یا تجویز کے ہیں نہ بجانب انکار واللہ اعلم۔

پس امام کا تابعی ہونا باعتبار زمانہ کے بالاتفاق ثابت ہے اور باعتبار ملاقات اور روایت کے عندالتحقیق انتہی۔ شامی میں لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ حدیث میں امام تھے کیونکہ آپ نے حدیث کو چار ہزار شیخ ائمہ تابعین وغیرہ سے اخذ کیا ہے اسی لیے آپ کو ذہبی وغیرہ نے طبقۂ حفاظ محدثین میں ذکر کیا انتہی۔ ابن حجر نے "خیرات الحسان" میں لکھا ہے کہ خطیب اسرائیل بن یوسف روایت کرتے ہیں کہ ابوحنیفہ نعمان اچھے آدمی تھے کوئی مثل ان کے حافظ ان احادیث کا جن میں فقاہت ہے اور ان کے منطوق و مفہوم کا اعلم نہ تھا۔ امام یوسف کہتے ہیں کہ میں نے کوئی شخص امام ابوحنیفہ سے نفس حدیث کا اعلم نہیں دیکھا اور نیز یہ فرماتے ہیں کہ میں نے کوئی شخص حدیث کی تفسیر میں امام ابوحنیفہ سے اعلم نہیں دیکھا انتہی۔

ابن حجر نے قلائد میں لکھا ہے اعمش محدث نے ابوحنیفہ سے کچھ مسائل پوچھے، آپ نے احادیث سے ان کو جواب دیا، اس پر اعمش نے کہا کہ اے گروہ فقہاء تم طبیب ہو اور ہم عطار ہیں یعنی صرف راویوں کے نام اور الفاظ پہچانتے ہیں اور تم ان کے معنے جانتے ہو انتہی۔ شیخ عبدالحق محدث نے شرح سفر السعادت میں لکھا ہے کہ علماء کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ کے پاس کئی ایک صندوق تھے جن میں انہوں نے اپنی احادیث مسموعہ کو بند کیا تھا اور کہتے ہیں کہ آپ کے مشائخ جن سے آپ نے حدیث کو سماعت کیا، بجز صحابہ کے تین سو تابعین تھے اور جنہوں نے آپ سے آپ کی مسند کو روایت کیا، ان کی تعداد پانسو کی ہے اور کل استاد آپ کے علم میں چار ہزار آدمی

ہیں اور ایک جماعت نے ان کو حروف تہجی کی ترتیب پر جمع[1] کیا ہے انتہی۔

مسند خوارزمی میں لکھا ہے کہ اخطب الخطباء خوارزم صدر الائمہ ابو المؤید موفق بن احمد مکی ابی حفص عمر بن امام ابی الحسن علی زنجری اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کے اصحاب میں دربارہ فضیلت تنازع برپا ہوا اور ہر ایک شخص اپنے اپنے امام کی تعریف کرنے لگا۔ اس اثناء میں ابوعبداللہ بن ابی حفص کبیر نے جو منجملہ امام ائمہ حدیث اصحاب امام شافعی کے ہیں، فرمایا کہ امام شافعی اور امام ابوحنیفہ کے مشائخ کا شمار کرو، جن کے زیادہ ہوں گے وہی افضل ہوگا، پس شمار کرنے پر امام شافعی کے اسی (80) اور امام ابوحنیفہ کے چار ہزار مشائخ نکلے۔ ابن ابی اویس کہتے ہیں کہ میں نے ربیع بن یونس سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ ایک دفعہ امام ابوحنیفہ امیر المومنین ابوجعفر کے پاس گئے، اس وقت اس کے پاس عیسیٰ بن موسیٰ عباسی بیٹھا ہوا تھا، کسی نے منصور سے کہا کہ اے امیر المومنین یہ (یعنی ابوحنیفہ) اس وقت دنیا کے عالم ہیں۔ اس پر منصور نے کہا کہ اے نعمان تم نے کس سے علم پڑھا؟ آپ نے فرمایا کہ اصحاب حضرت عمر بن خطاب سے جو حضرت عمر سے روایت کرتے ہیں اور اصحاب حضرت علی سے جو حضرت علی سے روایت کرتے ہیں اور اصحاب عبداللہ بن مسعود اور اصحاب عبداللہ بن عباس سے جو اپنے اپنے صاحب سے روایت کرتے ہیں، اس پر منصور نے کہا کہ آپ نے بے شک نفس کے واسطے خوب مضبوط کام کیا ہے۔

نافع الکبیر میں لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ سے عبداللہ بن مبارک و عبداللہ بن یزید

---

(۱) یہاں سے صاحب اتحاف النبلاء کے اس اعتراض کی بخوبی تردید ہوتی ہے جو صفحہ 424 پر لکھا ہے کہ وآنکہ گفتہ اند کہ مشائخ وے چہار ہزار کس میر سند محتاج سند است انتہی علاوہ اس کے کچھ خفی ہی نہیں کہتے کہ امام ابوحنیفہ کے اس قدر مشائخ تھے بلکہ حافظ ذہبی و ابن حجر وغیرہ آئمہ شافعیہ ان کے چار ہزار مشائخ کی شہادت دے رہے ہیں 12 منہ

المقرئی وفضل بن دکین وکمی بن ابراہیم بلخی وابراہیم بن طہمان وشعیب بن اسحاق دمشقی وابو عاصم ضحاک بن مخلد وعبدالحمید بن عبدالرحمن الحمانی وعبدالرزاق بن ہمام و عبدالعزیز بن ابی رواد وعبدالوارث بن سعید وعلی بن ظبیان الکوفی وابیض بن الاعز و عامر بن فرات وعبیداللہ بن یزید القرشی وعبیداللہ بن عمرو الرقی وغیرہم نے جو مروی عنہ اصحاب صحاح ستہ ہیں خصوصاً عبداللہ بن یزید المقرئی اور فضل بن دکین جو امام بخاری کے شیوخ کبار میں سے ہیں، روایت کی۔

مسند خوارزمی میں لکھا ہے کہ امام بخاری لکھتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ سے عباد بن العوام وہشیم ووکیع بن الجراح ومسلم بن خالد وابومعاویہ ضریر نے روایت کی ہے اور نیز عبداللہ بن مبارک ویزید بن ہارون وعبدالعزیز بن ابی رواد وعبدالحمید بن ابی رواد و سفیان بن عیینہ وفضیل بن عیاض وداؤد طائی وابن جریج وعبداللہ بن مقرئی نے آپ سے نوسو احادیث روایت کی ہیں اور سفیان ثوری اور ابن ابی لیلیٰ وابن شبرمہ نے ایک ایک حدیث روایت کی اور مسعر بن کدام واسمٰعیل بن خالد وشریک بن عبداللہ اور حمزہ بن حبیب مقرئی نے بھی بہت احادیث آپ سے روایت کیں اور عاصم بن ابی النجود امام القراء جو شیخ امام ابوحنیفہ ہیں، اکثر مسائل آپ سے پوچھتے اور آپ کے قول پر عمل کرتے اور کہتے اے ابوحنیفہ! تم کو خدا نیک جزا دے، ہم نے آپ کو چھوٹی عمر میں دیا اور بڑی عمر میں آپ سے لیا اور خطیب خطباء خوارزم صدر الائمہ ابوالمؤید موفق بن احمد مکی نے مناقب امام ابوحنیفہ میں لکھا ہے کہ مشائخ اسلام میں سے جو مختلف اطراف و اکناف میں رہتے تھے، سات سو مشائخ نے آپ سے روایت کی ہے۔ انتہی۔

"عقود الجواہر المنیفہ" میں لکھا ہے کہ محمد بن حسین موصلی محدث نے اپنی کتاب ضعفا کے اخیر میں لکھا ہے کہ یحییٰ بن معین نے کہا کہ وکیع بن جراح امام ابوحنیفہ کے مذہب پر فتویٰ دیا کرتے تھے اور امام کی تمام حدیثوں کو یاد رکھتے تھے اور

انہوں نے بہت سی حدیثیں ان سے سنی تھیں۔ایک دفعہ یحییٰ بن معین سے پوچھا گیا کہ امام ابوحنیفہ حدیث کی روایت میں کیسے ہیں؟ فرمایا صدوق ہیں۔ایک دفعہ پھر ان سے پوچھا گیا کہ آپ کو ابوحنیفہ وشافعی وابویوسف میں سے کون دوست تر ہے؟ فرمایا کہ میں شافعی کی حدیث پسند نہیں کرتا اور ابوحنیفہ سے ایک گروہ صالحین نے حدیث کی روایت کی اور ابویوسف اگرچہ صدوق ہیں مگر میں ان سے روایت جائز نہیں دیکھتا۔تعلیق الممجد میں بحوالہ تذکرۃ الحفاظ ذہبی، لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ سے وکیع و یزید بن ہارون وسعد بن الصلت وابوعاصم وعبدالرزاق وعبیداللہ بن موسیٰ وبشر کثیر نے روایت کی اور احمد بن محمد بن قاسم نے یحییٰ بن معین سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے امام ابوحنیفہ کے حق میں **لا بأس به ولم یکن متهما** فرمایا اور یہ الفاظ توثیق سے ہے اور خیرات الحسان میں ابوعمر یوسف بن عبدالبر مالکی سے منقول ہے کہ جن لوگوں نے امام ابوحنیفہ سے احادیث روایت کیں اور ان کی توثیق کی وہ بہت زائد ہیں ان لوگوں سے جنہوں نے ان پر طعن کیا اور امام علی بن مدینی نے جو اکابر محدثین سے امام بخاری کے شیخ ہیں، کہا کہ ابوحنیفہ سے ثوری وابن مبارک وحماد بن زید وہشام ووکیع وعباد بن عوام اور جعفر بن عون نے روایت کی اور وہ **ثقہ لا بأس به** ہیں اور شعبہ ان کے حق میں خوش عقیدہ تھے انتہی۔

حافظ ابن عبدالبر مالکی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

عبداللہ بن مبارک سے کہا گیا، فلاں شخص امام ابوحنیفہ (رضی اللہ عنہ) کی بدگوئی کرتا ہے، تو عبداللہ بن مبارک نے ابن الرقیات کا یہ شعر پڑھ دیا:

حسدوك ان راوك فضل الله　　بما فضلت به النجباء

ترجمہ: تجھ پر اس لیے حسد کرتے ہیں کہ خدا نے تجھے نیکیوں سے فضیلت بخشی ہے۔

ابوالاسود دؤلی کا یہ شعر بھی برمحل ہے:

حسدوا الفتی اذلم ینالوا سعیه فالناس اعداء له و خصومه

ترجمہ: حسد کی راہ سے آدمی کے دشمن بن جاتے ہیں، جب عمل میں اس کے برابری نہیں کر سکتے۔

ابو عمر کہتے ہیں: صحابہ وتابعین کے بعد ائمہ اسلام: ابوحنیفہ، مالک اور شافعی کے فضائل ایسے ہیں کہ خدا جسے ان کی سیرت کے مطالعہ اور اقتداء کی توفیق بخشے یقینا وہ خوش نصیب ہے۔

سفیان ثوری فرماتے ہیں ''جب صالحین کا تذکرہ ہوتا ہے تو رحمت الٰہی نازل ہوتی رہتی ہے۔''

ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی نے کہا ''خدا کی رحمت ہو ابوحنیفہ پر وہ امام تھے۔ خدا کی رحمت ہو مالک پر، وہ امام تھے۔ خدا کی رحمت ہو شافعی پر، وہ امام تھے۔''(۱)

شانِ امامِ اعظم بہ زبانِ ائمہ اُمت

خطیب نے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ سے روایت کی کہ کسی نے امام مالک علیہ الرحمہ سے پوچھا کہ آپ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے فرمایا ہاں ان کو میں نے ایسا پایا کہ اگر تم سے اس ستون کو سونے کا فرماتے تو اس کو دلیل سے ثابت فرما دیتے۔

دوسری روایت میں ہے کہ کسی نے امام مالک سے ایک جماعت کے متعلق سوال کیا آپ نے اس کو جواب دیا اور ان لوگوں کے متعلق اپنے خیالات ظاہر فرمائے اس شخص نے کہا کہ امام ابوحنیفہ کو کیسا خیال کرتے ہیں فرمایا سبحان اللہ ان جیسا شخص

(۱) جامع بیان العلم مترجم، ابن عبدالبر اندلسی ص:247,248

میں نے کوئی نہ پایا بخدا اگر وہ اس ستون کو سونے کا کہتے تو عقلی دلیل سے اپنی بات کو صحیح فرمادیتے۔ ابن مبارک نے کہا امام ابوحنیفہ امام مالک کے پاس تشریف لے گئے تو ان کی بہت قدر کی اور آپ کے تشریف لے آنے کے بعد فرمایا تم لوگ جانتے ہو یہ کون ہیں۔ حاضرین نے کہا نہیں فرمایا یہ ابوحنیفہ نعمان ہیں اگر اس ستون کو سونے کا فرماتے تو ان کے کہنے کے مطابق سونے کا ثابت ہوتا ان کی طبیعت کے موافق فقہ ہے۔ فقہ میں ان پر کوئی مشقت نہیں۔

اس کے بعد ثوری آئے تو امام ابوحنیفہ سے کم رتبہ پر اُن کو بٹھایا جب واپس ہوئے تو ان کے فقہ اور ورع کا تذکرہ کیا اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو شخص چاہے کہ فقہ میں کمال حاصل کرے وہ ابوحنیفہ کا عیال بنے۔ امام ابوحنیفہ ان لوگوں سے ہیں کہ فقہ کو ان کے موافق کر دیا گیا ہے یہ روایت حرملہ کی ہے امام شافعی رضی اللہ عنہ سے اور ربیع نے امام شافعی سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا لوگ فقہ میں اولاد ابوحنیفہ ہیں میں کسی کو ان سے زیادہ فقیہہ نہیں جانتا ہوں میں کسی شخص سے نہیں ملا جو اُن سے زیادہ فقیہہ ہو اُن سے یہ بھی روایت ہے کہ جس شخص نے آپ کی کتابوں کا مطالعہ نہیں کیا نہ وہ فقیہہ ہوا نہ اسے علم میں تجربہ حاصل ہوا۔

ابن عیینہ نے کہا کہ میری آنکھوں نے اُن جیسا نہیں دیکھا اُن سے یہ بھی مروی ہے کہ جو شخص علم مغازی چاہے تو مدینہ جائے۔ مناسک کے لیے مکہ جائے فقہ کا قصد ہو تو کوفہ جائے اور تلامذہ امام ابوحنیفہ کی صحبت میں رہے۔ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ آپ افقہ النّاس تھے میں نے کسی کو امام ابوحنیفہ سے زیادہ فقیہہ نہ پایا وہ ایک نشانی تھے۔ کسی نے کہا خیر میں یا شر میں، کہا چپ رہ اے شخص شر میں غائیت اور خیر میں آیت بولا جاتا ہے۔ نیز فرماتے ہیں اگر رائے کی ضرورت ہو تو امام مالک، سفیان اور صاحبانِ ابوحنیفہ کی رائے ہیں اور یہ سب فقہاء میں سب سے اچھے تیز طبع، باریک

ہیں، فقہ میں سب سے زیادہ غوطہ زن ہیں۔

انہیں سے روایت ہے کہ ایک دن لوگوں کو حدیث لکھوا رہے تھے کہ فرمایا حدثنی النعمان بن ثابت۔ کسی نے کہا کون نعمان فرمایا ابو حنیفہ علم کے مغز ہیں تو بعض لوگ لکھنے سے رک گئے تھوڑی دیر ابن مبارک خاموش رہے پھر فرمایا: اے لوگو! تم ائمہ کے ساتھ کس قدر بے ادب اور ان سے کس قدر جاہل ہو تم کو علم و علماء سے واقفیت نہیں کوئی شخص امام ابو حنیفہ سے بڑھ کر قابل اتباع نہیں وہ امام متقی پرہیزگار عالم اور فقیہ تھے علم کو ایسا کھولتے تھے کہ کسی نے اپنے فہم و ذکاء سے ایسا واضح بیان نہ کیا پھر قسم کھائی کہ ایک مہینہ تک ان لوگوں سے حدیث نہ بیان کریں گے۔ کسی شخص نے سفیان ثوری سے کہا کہ میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس سے آرہا ہوں فرمایا قسم ہے کہ تم روئے زمین میں سب سے زیادہ فقیہ کے پاس سے آرہے ہو پھر فرمایا کہ جو شخص امام ابو حنیفہ کا خلاف کرے اس کو چاہیے کہ امام صاحب سے بلند مرتبہ، بالا قدر ہو اور ایسا ہونا دشوار ہے جب یہ دونوں حج کو گئے تو امام ابو حنیفہ کو آگے رکھتے اور خود برابر پیچھے چلتے تھے اور جب کوئی شخص دونوں سے کچھ پوچھتا تو یہ جواب نہ دیتے بلکہ امام صاحب ہی جواب دیتے۔

سفیان ثوری کے سرہانے میں کتاب الرہن امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی رکھی ہوئی تھی کسی نے کہا کیا آپ ان کی کتاب دیکھتے ہیں فرمایا یہ میرے دل میں ہے کہ کاش میرے پاس ان کی سب کتابیں ہوتیں جنہیں میں دیکھا کرتا تو علم کی شرح میں کوئی بات رہ نہیں جاتی۔ لیکن تم انصاف نہیں کرتے۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مجھ سے زیادہ امام صاحب کے متبع سفیان ثوری ہیں۔ سفیان ثوری نے ایک دن ابن مبارک سے امام صاحب کی تعریف بیان کی۔ فرمایا کہ وہ ایسے علم پر سوار ہوتے ہیں کہ جو برچھی کی انی سے زیادہ تیز ہے خدا کی قسم وہ غایت درجہ کے لینے

والے محارم سے بہت رکنے والے اپنے شہر والوں کا بہت اتباع کرنے والے ہیں سوائے صحیح حدیث کے دوسری قسم کی حدیث لینا حلال نہیں جانتے۔ حدیث کے ناسخ ومنسوخ کو خوب پہچانتے تھے احادیث ثقات کو طلب کرتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کو لیتے اتباع حق میں جس امر پر علماء کوفہ کو متفق پاتے اس کو قبول فرماتے اور دین بناتے تھے ایک قوم نے آپ کی تشنیع کی تو اُن سے ہم سکوت کرتے ہیں ساتھ اس چیز کے کہ اللہ تعالیٰ سے اس کی مغفرت چاہتے ہیں۔ امام اوزاعی نے ابن مبارک سے پوچھا یہ کون مبتدع ہے جو کوفہ میں ظاہر ہوا ہے جس کی کنیت ابو حنیفہ ہے تو ابن مبارک نے امام صاحب کے مشکل مسئلوں سے چند مسئلے دکھائے امام اوزاعی نے ان مسئلوں کو نعمان بن ثابت کی طرف منسوب دیکھا۔ بولے یہ کون شخص ہیں۔ کہا ایک شیخ ہیں جن سے میں عراق میں ملا ہوں بولے یہ بہت تیز طبع مشائخ ہیں جاؤ اور ان سے بہت سا لکھ لو انہوں نے کہا یہی ابو حنیفہ ہیں جن سے آپ نے منع فرمایا تھا۔ پھر جب امام اوزاعی مکہ معظمہ میں امام صاحب سے ملے تو انہیں مسئلوں میں گفتگو کی تو جس قدر ابن مبارک نے امام صاحب سے سیکھا تھا اس سے بہت زیادہ واضح کر کے بیان فرمایا جب دونوں جدا ہوئے تو امام اوزاعی نے ابن مبارک سے فرمایا: کہ میں امام صاحب کے کثرت علم وکمال عقل پر غبطہ کرتا ہوں اور میں استغفار کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے۔ میں کھلی غلطی پر تھا میں ان کو الزام دیتا تھا حالانکہ وہ بالکل اس کے برخلاف ہیں۔ ابن جریج سے کسی نے آپ کے علم، شدت ورع، دین اور علم کی حفاظت کا تذکرہ کیا۔ فرمایا کہ یہ شخص علم میں بڑے رتبہ کا ہوگا۔ اُن کے سامنے امام صاحب کا ایک دن ذکر ہوا فرمایا چپ رہو وہ ضرور بڑے فقیہہ ہیں وہ ضرور بڑے فقیہہ ہیں وہ ضرور بڑے فقیہہ ہیں۔ امام احمد کہتے ہیں کہ امام صاحب اہل ورع وزہد وایثار آخرت میں ایسے رتبہ کے ہیں جن کو کوئی نہیں پہنچ سکتا منصور نے قاضی بنانا چاہا جس سے آپ

نے انکار کیا فرمایا اس پر اس نے کوڑوں سے مارا جب بھی آپ نے قبول نہ کیا۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ یزید بن ہارون سے کسی نے آپ کی کتابوں کے دیکھنے کے بارے میں سوال کیا۔ فرمایا ان کی کتابوں مطالعہ کیا کرو میں نے کوئی فقیہہ ایسا نہیں دیکھا جو ان کی کتاب دیکھنا ناپسند خیال کرتا ہو۔ سفیان ثوری نے ان کی کتاب الرہن حاصل کرنے میں بہت تدبیر کی یہاں تک کہ نقل کر لیا۔ کسی نے ان سے کہا کیا امام مالک کی رائے آپ کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے سے زیادہ پسند ہے فرمایا کہ موطا امام مالک کو لکھو کہ وہ رجال کی تنقید کرتے ہیں اور فقہ یہ امام ابوحنیفہ اور ان کے شاگردوں کا حق ہے گویا وہ لوگ اسی کے لیے پیدا کیے گئے ہیں خطیب نے بعض ائمہ زہد سے نقل کیا کہ انہوں نے فرمایا کہ تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ امام ابوحنیفہ کے لیے نمازوں میں دعا کریں۔ اس لیے کہ انہوں نے حدیث وفقہ کو محفوظ رکھا۔ لوگ اپنے حسد و جہالت سے ان کے حق میں کیا کچھ نہیں بکتے مگر وہ میرے نزدیک بہت اچھے ہیں جس شخص کو منظور ہو کہ گمراہی اور جہالت کی ذلت سے نکلے اور فقہ کی حلاوت پاوے تو اس کو چاہیے کہ امام ابوحنیفہ کی کتابوں کو دیکھے مکی بن ابراہیم کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ اعلم اہل زمانہ تھے یحییٰ بن سعید قطان کہتے ہیں کہ میں نے کسی کی رائے امام ابوحنیفہ کی رائے سے بہتر نہ پائی اس لیے فتوؤں میں انہیں کا قول لیتے تھے نضر بن شمیل کہتے ہیں کہ لوگ فقہ سے بے خبر اور سوئے تھے امام ابوحنیفہ نے فقہ کا بیان واضح اور خلاصہ کرنے سے ان کو جگایا۔ مسعر بن کدام کہتے ہیں کہ جو شخص امام ابوحنیفہ کو اپنے اور خدا کے درمیان میں واسطہ بنائے میں امید کرتا ہوں کہ اسے کچھ خوف نہیں اور اس نے احتیاط میں کمی نہ کی۔ کسی نے کہا آپ نے اور لوگوں کی رائے چھوڑ کر کیوں امام ابوحنیفہ کی رائے اختیار کی فرمایا اس کے صحیح ہونے کے سبب سے اس سے صحیح اور بہتر بات لاؤ میں اس سے پھر جاتا ہوں۔ ابن مبارک کہتے ہیں کہ میں نے مسعر بن کدام

کا حلقہ مستفیدان امام ابوحنیفہ میں دیکھا کہ آپ سے سوال کرتے اور استفادہ فرماتے ہیں اور فرمایا کہ میں نے کسی کو امام ابوحنیفہ سے بڑھ کر فقیہہ نہ پایا۔ عیسیٰ بن یونس نے کہا جو شخص ابوحنیفہ کی شان میں بے ادبی کرتا ہو۔ تم ہرگز اس کی تصدیق نہ کرنا۔ خدا کی قسم میں نے کسی کو ان سے افضل وافقہ نہ پایا۔ معمر نے کہا میں نے کسی شخص کو ایسا نہ پایا جو فقہ میں اچھی طرح کلام کرے اور ایک مسئلہ کو دوسرے پر قیاس کر سکے اچھی طرح امام ابوحنیفہ سے حدیث کی شرح کرے نہ دین میں کوئی بات شک کے ساتھ داخل کرنے سے ڈرنے والا امام ابوحنیفہ سے زیادہ کسی کو نہ پایا۔

فضیل نے کہا امام ابوحنیفہ فقیہہ معروف بالفقہ مشہور بالورع واسع المال اپنے پاس رہنے والوں پر احسان کرنے میں مشہور تھے دن رات علم پڑھانے پر بڑے صبر کرنے والے تھے کم سخن تھے حلال اور حرام کے کسی مسئلہ کو نہیں پھیرتے تھے۔ مگر حق پر حکومت کرنے سے متنفر تھے۔

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں امام صاحب کے لیے اپنے والدین سے قبل دعا کرتا ہوں اور میں نے امام صاحب کو فرماتے سنا کہ میں حضرت حماد کے لیے اپنے والدین کے ساتھ ساتھ دعا کرتا ہوں امام ابوحنیفہ کو اللہ تعالیٰ نے فقہ سخا اخلاق قرآن کی وجہ سے زینت دی۔ امام صاحب اگلے علماء کے قائم مقام تھے اور روئے زمین پر اپنا نظیر و مثیل نہ چھوڑا۔

امام اعمش سے ایک سوال ہوا فرمایا اس کا جواب اچھی طرح امام ابوحنیفہ دے سکتے ہیں مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے علم میں برکت دی ہے۔

یحییٰ بن آدم نے کہا جو لوگ شان امام اعظم کے خلاف بولتے ہیں اُن کے حق میں آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ فرمایا کہ امام صاحب جو مسئلے بیان فرماتے ہیں ان میں سے بعضے وہ سمجھتے ہیں اور بعض ان کی عقل سے وراء ہیں اس لیے ان سے حسد

رکھتے ہیں۔

وکیع نے کہا میں نے کسی کو امام صاحب سے بڑھ کر فقیہ اور اچھی طرح نماز پڑھتے ہوئے نہ دیکھا۔

علامہ حافظ یحییٰ بن معین نے فرمایا کہ چار شخص فقیہ ہیں۔ امام ابوحنیفہ، سفیان، مالک اور اوزاعی میرے نزدیک قرأت حمزہ کی قرأت ہے اور فقہ امام ابوحنیفہ کی فقہ ہے اور لوگوں کا بھی یہی خیال ہے کسی نے آپ سے پوچھا کہ سفیان نے ان سے حدیث روایت کی فرمایا ہاں وہ ثقہ تھے فقہ اور حدیث میں صدوق تھے اللہ تعالیٰ کے دین پر مامون تھے ابن مبارک نے کہا کہ میں نے حسن بن عمارہ کو امام صاحب کی رکاب پکڑے یہ کہتے دیکھا بخدا میں نے کسی کو فقہ میں کلام کرتے ہوئے آپ سے زیادہ صابر و صاحب بلاغت اور حاضر جواب نہ پایا بے شبہ اپنے وقت میں فقہ میں کلام کرنے والوں کے آپ سردار ہیں جو لوگ آپ کے خلاف شان بولتے ہیں وہ صرف حسد سے کہتے ہیں شعبہ کہتے ہیں کہ بخدا امام ابوحنیفہ حسن الفہم جید الحفظ تھے یہاں تک کہ آپ پر لوگوں نے اس بات کی تشنیع کی جس کے آپ زیادہ جاننے والے تھے لوگوں سے خدا کی قسم جلد پائیں گے اللہ کے نزدیک اور امام شعبہ کثرت سے دعائے رحم کیا کرتے تھے امام صاحب کے حق میں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کسی نے یحییٰ بن معین سے امام صاحب کے متعلق دریافت کیا فرمایا وہ ثقہ ہیں کسی نے ان کو ضعیف نہ کہا۔ یہ امام شعبہ ہیں جو ان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ حدیث بیان کریں اور حکم کریں ان کو ابوایوب سختیانی نے ان کی تعریف کی کہ وہ صالح ہیں فقیہ ہیں۔ کسی نے ابن عون کے نزدیک امام صاحب کی یہ برائی بیان کی کہ وہ ایک بات کہتے پھر دوسرے دن اس سے رجوع کر لیتے ہیں فرمایا اگر وہ پرہیزگار نہ ہوتے تو اپنی غلطی کی مدد کرتے اور اس کی حمایت فرماتے اور اس پر سے اعتراض دفعہ فرماتے حامد بن یزید کہتے ہیں کہ ہم

لوگ عمرو بن دینار کے پاس جاتے تو جب امام ابوحنیفہ تشریف لاتے تو وہ ان کی طرف متوجہ ہوجاتے اور ہم لوگوں کو چھوڑ دیتے کہ امام ابوحنیفہ سے دریافت کریں تو ہم ان سے پوچھتے۔ امام صاحب ہم سے حدیث بیان فرماتے۔ حافظ عبدالعزیز ابن ابی رواد فرماتے ہیں جو شخص امام ابوحنیفہ کو دوست رکھے وہ سُنّی ہے اور جو اُن سے عداوت رکھے وہ بدمذہب ہے۔

دوسری روایت میں ہے ہمارے اور لوگوں کے درمیان امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرق کرنے والے ہیں جو شخص ان سے محبت اور دوستی رکھے تو ہم اس کو سنی جانتے ہیں اور جو ان سے عداوت رکھے وہ بدمذہب ہے۔

ایک اور روایت میں ہے ہمارے اور لوگوں کے درمیان امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرق کرنے والے ہیں جو شخص ان سے محبت اور دوستی رکھے تو ہم اس کو سنی جانتے ہیں اور جو اُن سے عداوت رکھے ہم یقین کرتے ہیں کہ وہ بدمذہب ہے۔

(الخیرات الحسان (مترجم) 1910ء مطبوعہ استنبول، ترکی)

الغرض حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ کا تابعی ہونا طے شدہ اور اتفاقی امر ہے اور ان کے فضائل وکمالات اور بلندی درجات کی مستند دلیل ہے۔

خالق ارض وسماء ہمیں ائمہ سلف کی پیروی اور اطاعت کا شرف عطا فرمائے اور طریق ائمہ مجتہدین پر ثابت قدم رکھے۔ آمین!

دعا جو!

محمد شہزاد مجددی سُنی حنفی سیفی

دارالاخلاص لاہور

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ...الخ

علم کا حصول ہر مسلمان پر فرض ہے

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ ورسولهٗ۔

اما بعد!

یہ جزء (رسالہ) مشہور حدیث ''علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے'' کے طرق واسناد پر مشتمل ہے، مجھے امام محی الدین ابوزکریا نووی رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ میں موجود ایک سوال نے اس کی تالیف پر مائل کیا جس میں ان سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا گیا تھا، اورانہوں نے جواب دیا تھا کہ یہ حدیث ضعیف ہے، اگرچہ اس کا معنی درست ہے۔

اور ان کے شاگرد یعنی امام حافظ جمال الدین المزی رحمہٗ اللہ تعالیٰ کا کہنا ہے: ان لہٗ طرقا یرتقی بھا الی درجۃ الحسن۔

ترجمہ: یقینا اس کے مختلف طرق ہیں جن کی بنا پر یہ ترقی پا کر درجہ حسن تک پہنچتی ہے۔

لہٰذا میں نے اس کی تلاش کی تو مجھے اس کے پچاس طرق تک رسائی حاصل ہوئی۔

1- چنانچہ امام ابن ماجہ بطریق انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَوَاضِعُ الْعِلْمِ عِنْدَ غَيْرِ أَهْلِهٖ كَمُقَلِّدِ الْخَنَازِيْرِ الْجَوْهَرَ وَاللُّؤْلُؤَ وَالذَّهَبَ۔

طلب علم ہر مسلمان پر فرض ہے اور نا اہل کو علم دینے والا سوروں کی گردن میں جواہر، موتی اور سونے پہنانے والے کی طرح ہے۔

2- ابن عساکر نقل کرتے ہیں:

عَنْ انس بن مالك قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:
طَلَبُ العِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِم (تاریخ دمشق: 128/15)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طلب علم ہر مسلمان پر فرض ہے۔

3- امام حاکم نے بھی اپنی تاریخ میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

4- امام ابو بکر ابن العربی نے اپنے ''فوائد'' میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

5- ادم ابن اَبی اَیاس نے ''کتاب العلم'' میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم............الخ

6- امام اَبو احمد الحاکم نے ''الکُنی'' میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

7- اسے امام تمام نے اپنے ''فوائد'' میں اور ابن عبدالبر نے ''فضل العلم'' میں الخبائری کی سند سے نقل کیا ہے۔[1]

8- ابو احمد نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اسی روایت کو

---

(۱) (ا) العلل المتناهيه: ص 73 لابن جوزی۔ (ب) کامل ابن عدی (1141/3)۔
(ج) تهذيب تاريخ دمشق: 278/6

"واجبٌ علٰی کُلِّ مسلم" کے الفاظ سے نقل کیا ہے۔

9- امام بیہقی "شعب الایمان" میں اس روایت کو انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اسی طرح لائے ہیں۔

10- امام ابوبکر ابن العربی نے "الاربعین" میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پہلے والے متن......فریضةٌ......اور حافظ ابن البر نے "فضل العلم" میں نقل کیا ہے۔

11- امام ابوبکر ابن العربی اور امام اسماعیلی نے اپنی "معجم" میں اسی طرح انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

12- امام عقیلی نے بھی اسی طرح انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور القضاعی نے "مسند الشھاب" میں اسے اسی طرح نقل کیا ہے۔

13- امام الحافظ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "کتاب العلم" میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہی متن روایت کیا ہے۔

14- حافظ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ نے اسے ایک دوسری سند سے ان الفاظ میں روایت کیا ہے:

طلبُ العلم فریضةٌ علٰی کُلِّ مسلمٍ و طَالِبُ العِلمِ یَسْتَغْفِرُ لَهٗ کل شیءٍ حتی الحیتان فی البحر۔

ترجمہ: علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے، اور طالب علم کے لیے ہر چیز بخشش کی دعا کرتی ہے حتی کہ سمندر کی مچھلیاں بھی۔

تخریج حدیث نمبر 12: (الضعفاء) کتاب الضعفاء، العقیلی: 250/4۔ مسند الشھاب، رقم: 175 العلل المتناھیہ، ابن الجوزی۔

تخریج حدیث نمبر 13: کتاب العلم: 7/1۔ کامل ابن عدی 779/2-1107/3

تخریج حدیث نمبر 14: حافظ ابن عبدالبر، کتاب العلم: 8/1

15- امام ابوبکر البیہقی رحمۃ اللہ نے بھی بطریق انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس متن کے ابتدائی الفاظ کو روایت کیا ہے۔

16- امام بیہقی انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ بلاشبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

طلب العلم فریضۃٌ علی کل مُسلم، واللہ یحب إغاثۃ اللھفان

ترجمہ: علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے، اور اللہ فریادی کی فریاد رسی کرنے کو پسند فرماتا ہے۔

17- امام بیہقی نے ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں: میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سوائے ایک حدیث کے اور کچھ نہیں سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

طلبُ العلم فریضۃٌ علی کل مُسلم،

ترجمہ: علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

اسے تمام نے اپنے ''فوائد'' میں، خطیب نے ''تلخیص المتشابہ'' میں اور حافظ ابن عبدالبر نے روایت کیا ہے۔

18- امام بیہقی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

أطلبوا العلم ولو بالصّین فإنّ طلب العلم فریضۃٌ علی کُلّ مسلم

تخریج حدیث نمبر 16: جامع بیان العلم: 9/1۔ حلیۃ الاولیاء: 323/8۔ تاریخ بغداد: 156/4۔ ابن الجوزی، العلل: 67

تخریج حدیث نمبر 17: شعب الایمان: 253/2، رقم: 1542۔ مختصر المقاصد الحسنہ، ص: 151، رقم: 614۔ کتاب العلم: 8/1۔ تلخیص المتشابہ، رقم: 556۔

اسے خطیب بغدادی اور حافظ ابن عبدالبر نے نقل کیا ہے۔

19- حافظ ابن عبدالبر نے بھی ایک دوسری روایت سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہی متن روایت کیا ہے۔(۱)

20- امام ابوعبدالرحمن السلمی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے انہی الفاظ میں روایت کرتے ہیں:

طلبُ العلم فریضۃٌ علی کل مُسلم،

ترجمہ: علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

21- امام ابن عساکر رحمہما اللہ زیاد بن زیاد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: (مذکورہ بالا متن)

22- خطیب بغدادی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ہی ارشاد فرمایا:

تخریج حدیث نمبر 18: کتاب العلم: 8/1۔ تاریخ بغداد: 364/9۔ الرحلۃ فی طلب الحدیث ص: 1, 2, 3۔ الکنی: 2 / 3 2۔ کتاب الضعفاء العقیلی 2 / 0 3 2۔ کامل ابن عدی: 4/ 1438۔ اخبار الصبہان: 2/ 106۔ فوائد نیسابوری: 2/ 241۔ الاربعین القشیری: 151/2۔ المؤتلف والمختلف: 1483/3۔

تخریج حدیث نمبر 19: ابن عبدالبر، کتاب العلم: 10/1

(۱) یہ متن یعقوب بن اسحاق عسقلانی از عبیداللہ بن محمد الغریابی از سفیان بن عیینہ از زہری اور وہ انس بن مالک سے اسے روایت کرتے ہیں۔

تخریج: اللآلی المصنوعۃ: 193/1۔ لسان المیزان: 304/6۔ یعقوب بن اسحاق عسقلانی کو امام ذہبی نے المیزان (449/4) میں کذاب کہا ہے۔ اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''اللسان'' (304/6) میں اس کا تعاقب کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس میں ائمہ حدیث کا اختلاف ہے۔

تخریج حدیث نمبر 21: تاریخ دمشق: 128/15

تخریج حدیث نمبر 22: تاریخ بغداد: 423/11

(مذکورہ بالا متن)

23- خطیب بغدادی ہی نے دوسری سند سے بطریق انس بن مالک رضی اللہ عنہ اسی طرح روایت کیا ہے۔

24- خطیب بغدادی ہی نے اسی طرح ایک اور سند سے یہی متن روایت کیا ہے۔

25- خطیب بغدادی حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا: (مذکورہ بالا متن)

اسے ابن النجار نے نقل کیا ہے۔(۱)

26- حافظ ابن عبدالبر نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول

تخریج حدیث نمبر 23: تاریخ بغداد: 386/7

تخریج حدیث نمبر 25: 207,208/4

خطیب بغدادی کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ کی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سماعت صحیح نہیں ہے اور یہ حدیث اس سند سے باطل ہے۔ (تخریج: تاریخ بغداد: 111/9)

(۱) مسند ابی حنیفہ میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث درج ذیل سند سے روایت کی ہے:

عن حماد عن ابی وائل عن عبداللہ ابن مسعود

(شرح مسند ابی حنیفہ، ص: 76، طبع: دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

حاشیہ: (۱) کتاب ھذا کے مؤلف یعنی امام جلال الدین سیوطی الشافعی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

امام ابو معشر عبدالکریم بن عبدالصمد طبری مقری، شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رسالہ تالیف فرمایا ہے جس میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جو حدیثیں روایت فرمائی ہیں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان سات صحابہ کرام سے ملاقات کی ہے۔

(۱) سیدنا انس بن مالک، (۲) سیدنا عبداللہ بن جزء الزبیدی، (۳) سیدنا جابر بن عبداللہ
(۴) سیدنا معقل بن یسار، (۵) سیدنا واثلہ بن الاسقع، (۶) سیدتنا عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہم

پھر یہ کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے سیدنا انس سے تین حدیثیں، سیدنا ابن جزء سے ایک حدیث، سیدنا

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

واثلہ سے دو حدیثیں، سیدنا جابر سے ایک حدیث، سیدنا عبداللہ بن انیس سے ایک حدیث اور عائشہ بنت عجرد سے ایک حدیث روایت فرمائی ہے، اور عبداللہ ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے بھی ایک حدیث روایت فرمائی ہے اور یہ تمام احادیث مرویہ ان طریقوں کے سوا بھی وارد ہوئی ہیں لیکن حمزہ سہمی فرماتے ہیں کہ امام دارقطنی کو میں نے یہ کہتے سنا ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کسی صحابی سے ملاقات نہیں کی ہے، البتہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے وجود گرامی کو دیکھا، مگر ان سے کوئی روایت نہیں سنی ہے اور خطیب فرماتے ہیں کہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے لیے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سننے کی نسبت کرنا صحیح نہیں ہے۔

اور میں ایک ایسے فتوے پر مطلع ہوا ہوں، جو کہ شیخ ولی الدین عراقی کی طرف سے تھا، استفتاء یہ تھا کہ کیا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی سے کوئی روایت کی ہے؟ اور کیا اُن کا شمار تابعین میں ہے یا نہیں؟ انہوں نے اس کا جو جواب دیا، یہ تھا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ صحیح نہیں ہے کہ انہوں نے کسی صحابی سے کوئی روایت لی ہو، اور بلاشبہ انہوں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے لہٰذا جن حضرات کے نزدیک تابعی ہونے کے لیے صرف صحابی کی رویت کافی ہے وہ انہیں تابعی گردانتے ہیں، اور جن کے نزدیک یہ کافی نہیں، وہ انہیں تابعی شمار نہیں کرتے۔

اور یہی سوال جب حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ سے دریافت کیا گیا، تو انہوں نے جواب دیا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام کی ایک جماعت کو پایا ہے، کیونکہ وہ مکہ مکرمہ میں 80 ہجری میں پیدا ہوئے تھے، وہاں اس وقت صحابہ میں سے سیدنا عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ موجود تھے اور باتفاق ان کا وصال اس کے بعد ہوا ہے اور اسی زمانہ میں بصرہ میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ تھے اور ان کا انتقال 90ھ یا اس کے بعد ہوا ہے اور ابن سعد نے بے تردد سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے اور ان دونوں صحابیوں کے علاوہ بھی بکثرت صحابہ مختلف شہروں میں ان کے بعد زندہ موجود تھے۔ بلاشبہ بعض علماء نے امام اعظم رضی اللہ عنہ کی صحابہ کرام سے مرویات کے بارے میں رسالے تالیف کیے ہیں، لیکن ان کی اسناد ضعف سے خالی نہیں ہیں اور یہ بات معتمد ہے کہ امام اعظم نے بعض صحابہ کو پایا اور ان سے ملاقات کی جیسا کہ مذکور ہوا اور ابن سعد نے "الطبقات" میں جو کچھ بیان فرمایا اُس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ طبقۂ تابعین میں سے تھے۔ یہ بات بلادِ اسلامیہ کے ہمعصر کسی امام کے لیے ثابت نہیں ہے، خواہ شام میں امام اوزاعی ہوں، یا بصرہ میں امام حماد ین ہوں، یا کوفہ میں امام ثوری ہوں، یا مدینہ منورہ میں امام مالک ہوں، یا مکہ مکرمہ میں مسلم بن خالد زنجی ہوں، یا مصر میں امام لیث ابن سعد ہوں، واللہ اعلم"!

یہ کلام حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ کے بیان کا آخری حصہ ہے، ان کی بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ بات اور اس

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

کے سواء اور بھی جو باتیں ہیں، ان کا حکم یہ ہے کہ ان کی اسناد ضعیف اور غیر صحیح ہیں، مگر ان میں بطلان نہیں ہے۔ اس وقت یہ امر آسان اور سہل ہو گیا کہ ہم ان کو بیان کر سکیں، اس لیے کہ ضعیف الاسناد کی روایت جائز ہے اور حسب تصریحات ائمہ ان کا اطلاق و بیان درست ہے۔ اسی بناء پر ان کی ہم ایک ایک حدیث بیان کرتے اور ان پر بحث وکلام کرتے ہیں:

(۱) حضرت ابو معشر رحمۃ اللہ اپنی تالیف میں فرماتے ہیں کہ ہمیں "بالاسناد" بروایت امام ابو یوسف، سیدنا امام ابو حنیفہ سے یہ حدیث پہنچی ہے کہ امام اعظم فرماتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: **طلب العلم فریضۃٌ علی کلِ مسلمٍ** (ترجمہ) "علم (دین) کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔"

(۲) اور انہی حضرت انس بن مالک نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان: **الدال علی الخیر کفاعلہٖ** (ترجمہ) "نیکی کی طرف راہنمائی کرنے والا اُس کے کرنے والے کے ہی مانند ہے۔"

(۳) انہی سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **ان اللہ یحب اغاثۃ اللھفان**۔ (ترجمہ) "اللہ تعالیٰ غمزدہ کی دعا کو پسند فرماتا ہے۔"

اقوال:۔ علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ ان احادیث کی اسناد میں ایک راوی احمد بن الصلت بن المغلس (جو کہ جبارہ بن مغلس فقیہ کے بھائی کا فرزند ہے) مجروح واقع ہے، اگرچہ پہلی حدیث کا متن والفاظ مشہور ہے، چنانچہ امام نووی رحمۃ اللہ اپنے فتاوے میں فرماتے ہیں کہ "یہ حدیث ضعیف ہے اگرچہ اس کے معنی صحیح ہیں"۔ اور حافظ جمال الدین المزی ایسی سند کے ساتھ اس حدیث کو بیان کرتے ہیں جس سے مرتبہ "حسن" کو یہ حدیث پہنچ جاتی ہے۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ میرے نزدیک یہ حدیث مرتبہ "صحیح" کو پہنچتی ہے، کیونکہ میں اس حدیث کو تقریباً پچاس طرق کے ساتھ جانتا ہوں، اور ان طرق کو میں نے ایک رسالہ میں جمع بھی کر دیا ہے۔

مزید برآں حافظ ابن حجر الہیتمی "**الخیرات الحسان فی مناقب الامام ابی حنیفہ النعمان**" (ص:21) میں امام شمس الدین ذہبی اور شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہما اللہ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں:

"امام اعظم ابو حنیفہ رحمہا اللہ نے اپنے بچپن میں بارہا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی زیارت کی، جبکہ دوسری روایت میں خود امام صاحب کا قول ہے کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو بارہا دیکھا اور وہ سرخ خضاب لگاتے تھے جبکہ آپ کی تابعیت اور متعدد صحابہ کرام کی زیارت و ملاقات پر تقریباً ائمہ تاریخ وحدیث کا اتفاق واجماع ہے۔ جملہ ائمہ حدیث کی تحقیقات کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ نے تقریباً 22 صحابہ کرام کا زمانہ پایا ہے کیونکہ 80ھ جو آپ کا سال ولادت ہے سے لے کر 110ھ تک صحابہ کرام کا وجود مختلف شہروں اور ممالک میں مستند اقوال وروایات سے ثابت ہے۔ اس کی تفصیل ہم اپنی تمہید میں بیان کر چکے ہیں۔ (از مترجم)

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے، اور طالب علم کے لیے ہر چیز بخشش کی دعا کرتی ہے حتی کہ سمندر کی مچھلیاں بھی۔ (دیکھیے حوالہ نمبر 14)

27- حافظ ابن عبدالبر رحمہا اللہ نے اسے:

طلب العلم فریضہ علی کل مسلم...... کے الفاظ سے نقل کیا ہے۔

28- حافظ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے یہی متن ایک دوسری روایت سے بیان کیا ہے۔

29- اور انہوں نے یہی ایک اور سند سے [وَاجِبٌ علی کل مسلم] کے الفاظ میں بھی نقل کیا ہے۔

30- اور انہوں نے ہی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ:

علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے، اور اللہ فریادی کی فریاد رسی کرنے کو پسند فرماتا ہے۔

31- امام ابونعیم نے (الحلیة) میں بطریق حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بغیر کسی اضافہ کے یہی متن روایت کیا ہے۔(۱)

32- امام حاکم نے اپنی تاریخ میں بطریق حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے کہا:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلب الفقه حَتْمٌ وَاجِبٌ عَلیٰ کل مسلم۔

ترجمہ: علم فقہ کا حصول ہر مسلمان پر حتماً واجب ہے۔

تخریج حدیث نمبر 26: دیکھیے حوالہ نمبر 14۔

تخریج حدیث نمبر 31: حلیۃ الاولیاء، جلد:8، ص:5۔ بطریق حضرت ابی حازم العبدوی عن سعید بن ابی سعید النیسابوری عن ابی حنیفه عن انس۔

(۱) امام شمس الدین السخاوی کے بقول حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ تقریباً 20 تابعین سے بطریق انس بن مالک رضی اللہ عنہ مروی ہے۔ (المقاصد الحسنہ ص:441)

33- خطیب بغدادی نے "المتفق و المفترق" میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

34- امام ابوالقاسم الفضل بن محمد بن عبداللہ بطریق انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم،

ترجمہ: علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

35- امام ابن عساکر نے حضرت سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

36- امام دیلمی نے بطریق حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم فاغدُ أیّھا العبد عالماً او متعلمًا، ولا خیر فیما بین ذلك.

ترجمہ: علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے، اے بندے تو صبح اس حال میں کر تو عالم ہو یا طالب علم اور ان دو کے علاوہ میں کوئی بھلائی نہیں۔

37- خطیب بغدادی نے "تلخیص المتشابہ" میں بطریق مکحول عن سعید ابن مسیب عن علی ابن ابی طالب نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

طلب العلم فریضۃ علی کل مؤمن أن یعرف الصوم، والصلاۃ والحرام، والحدود والاحکام

تخریج حدیث نمبر 33: المتفق والمفترق:

تخریج حدیث نمبر 35: تاریخ دمشق: 1/12, 220/12

تخریج حدیث نمبر 36: مسند الفردوس، رقم: (372,3722) بغیر اسناد۔

تخریج حدیث نمبر 37: تلخیص المتشابہ، رقم: 152۔ الفقیہ والمتفقہ: 43/1۔

ترجمہ: علم حاصل کرنا ہر مؤمن پر فرض ہے، یہ کہ وہ روزہ، نماز، حلال وحرام، حدود (عائلی مسائل) اور احکام شرعیہ سے واقفیت حاصل کرے۔

38- خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں بطریق علی بن حسین رضی اللہ عنہ:

عن أبيه أنّ علياً قال

ترجمہ: یعنی علی بن حسین زین العابدین اپنے والد امام حسین (رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

طلبُ العلم فريضةٌ عَلى كل مُسلم.

ترجمہ: علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

39- ابن النجار اپنی تاریخ میں بطریق علی بن موسیٰ الرضا روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ میرے والد نے بیان کیا کہ مجھے ابوجعفر بن محمد نے بیان کیا کہ مجھ سے ابومحمد بن علی نے بیان کیا کہ مجھ سے ابوعلی بن حسین نے بیان کیا کہ میرے والد نے فرمایا کہ مجھے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

(مذکورہ بالا متن)

40- امام طبرانی نے معجم صغیر میں بطریق علی بن حسین عن أبيه قال:

اس متن کو روایت کیا ہے۔

امام طبرانی کہتے ہیں حضرت امام حسین بن علی سے یہ روایت سوائے اس سند کے مروی نہیں ہے۔

(امام سیوطی کہتے ہیں) میں کہتا ہوں:

تخریج حدیث نمبر 38: تاریخ بغداد: 407/1

تخریج حدیث نمبر 40: کامل ابن عدی: 1883/5۔ ابن جوزی، العلل، رقم: 52

معجم صغیر طبرانی، رقم: 161۔ مجمع الزوائد: 324/1، رقم: 475۔

یہ ابن نجار کی سند کے علاوہ ہے۔ واللہ اعلم!

خطیب بغدادی نے اس کو امام طبرانی کی سند اور امام ابن النجار نے بھی امام طبرانی کی سند سے نقل کیا ہے۔

41- امام طبرانی اپنی "معجم الاوسط" میں امام شعبی سے اور وہ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں:

طَلَبُ الْعِلْمِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ.

اسے تمام اور العقیلی نے بھی روایت کیا ہے۔

42- تمام نے ایک اور طریق سے بسند ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کی تخریج کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

طلب العلم فريضةٌ عَلَى كل مُسلم.

ترجمہ: علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

43- امام ابو یعلی نے اپنی "معجم" میں حضرت سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(مذکورہ بالا متن)

امام طبرانی نے "معجم الاوسط" میں تمام اور ابو القاسم ابن بشران نے اپنے "امالی" میں جب کہ ابو بکر بن العربی نے اپنی "اربعین" میں اور حافظ عبدالغنی بن سعید نے "ایضاح الاشکال" میں اسی طرح روایت کیا ہے۔

44- امام تمام مالک بن انس سے وہ نافع سے وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(مذکورہ بالا متن)

تخریج حدیث نمبر 43: المطالب العالیہ: 130/3۔ معجم کبیر طبرانی، رقم: 10439۔ کامل ابن عدی: 1810/5۔ مجمع الزوائد 323/1، رقم: 472۔

خطیب بغدادی نے ''رواۃ مالک'' میں نقل کرتے ہوئے حضرت ابن عمر سے اس کی دوسری سند کا بھی ذکر کیا ہے اور کہا ہے ان دونوں اقوال میں سے کچھ بھی ہو من و عن ثابت نہیں ہے۔

45- ابوالحسن بن صخر ''عوالی مالک'' میں کہتے ہیں کہ مجھے محمد بن عثمان الدنیوری نے بتایا انہیں علی بن ساکن نے بیان کیا وہ کہتے ہیں مجھے ابو خلیفہ نے وہ کہتے ہیں مجھے عبداللہ بن مسلمۃ نے مالک بن انس کے حوالے سے بیان کیا کہ نافع ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

طلب العلم فریضۃٌ عَلٰی کل مُسلم و معلم الخیر و متعلم الخیر یستغفر لہ کل شیءٍ حتی الحیتان فی البحر

ترجمہ: علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اور خیر کی تعلیم دینے والے اور خیر کی تعلیم حاصل کرنے والے کے لیے ہر چیز مغفرت کی دعا کرتی ہے یہاں تک کہ سمندر کی مچھلیاں بھی۔

46- عقیلی مجاہد سے اور وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

طلب العلم فریضۃٌ عَلٰی کل مُسلم،

ترجمہ: علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

47- امام طبرانی ''المعجم الاؤسط'' میں عطیہ سے اور وہ ابو سعید خدری رضی اللہ

تخریج حدیث نمبر 44: فوائد تمام: 2/8۔ کامل ابن عدی: 183/1

اس کی سند کو الشیخ البانی نے تخریج کرتے ہوئے (مشکلۃ الفقر ص: 55,56) میں حسن کہا ہے۔

تخریج حدیث نمبر 46: الضعفاء للعقیلی: 58/2، الفوائد المنتخبۃ من احادیث ابی علی الصفار: 64/1۔

عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

متن مذکورہ بالا۔

اسے امام بیہقی نے شعب الایمان میں، اسماعیل نے اپنی معجم میں، تمام، خطیب اور ابن عساکر نے بھی نقل کیا ہے۔

48- حافظ ابن عساکر دمشقی عطیہ العوفی اور وہ ابو سعید الخذری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

متن مذکورہ بالا۔

49- امام قضاعی نے مسند الشھاب میں عطیہ العوفی سے اور انہوں نے ابو سعید الخذری رضی اللہ عنہ سے یہی متن روایت کیا ہے۔(۱)

امام سیوطی علیہ الرحمہ کہتے ہیں:

میں اس حدیث کے جس قدر طرق مختصراً بیان کرنا چاہتا تھا وہ مکمل ہو گئے۔ اور تمام تعریف اللہ وحدہٗ کے لیے ہے۔(۲)

بحمد اللہ تعالیٰ ترجمہ و تخریج کا کام پیر 17 جمادی الآخر 1433ھ بعد عشاء مکمل ہوا

---

(۱) اس روایت کو ابن عدی نے کامل (2168/6) میں بطریق جابر اور ابن المقری نے اپنی معجم (رقم: 558) میں بھی نقل کیا ہے۔ یہی روایت امام طبرانی نے معجم الاوسط (20/1) میں بھی بطریق جابر روایت کی ہے۔

(۲) امام عراق نے تنزیہ الشریعہ (258/1) میں امام ذہبی سے بحوالہ "تلخیص الواہیات" نقل کیا ہے: یہ حدیث حضرت علی، ابن مسعود، ابن عمر، ابن عباس، حضرت جابر، انس بن مالک اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ اس کی بعض اسناد بعض سے ہلکی کمزور ہیں اور بعض کافی بہتر ہیں۔ واللہ اعلم!

أُولٰئِكَ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُم مَّرَّتَيْنِ (القصص:54)

وہی لوگ ہیں جنہیں دوہرا اجر دیا جائے گا۔

نیک اعمال کا دوگنا اجر پانے والے

(ترجمہ)

(مطلع البدرین فی من یؤتی اجرہٗ مرّتین)

حضرت علامہ امام جلال الدین السیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ

(۸۴۹-۹۱۱ھ)

ترجمہ و تحقیق

علامہ محمد شہزاد مجددی

دار الاخلاص لاہور

فہرست

حدیث نمبر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ، واما بعد!

دوہرا اجر پانے والوں کے حوالے سے گفتگو چھڑی تو میں نے اس موضوع پر 10 دس مضامین جمع کیے جو مختلف احادیث میں وارد تھے، اور انہیں بصورت اشعار منظوم کر دیا، پھر میں کچھ مزید احادیث سے آگاہ ہوا تو ارادہ کیا کہ انہیں اس رسالہ میں جمع کر دوں۔ اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات سے خطاب کرتے ہوئے فرماتا ہے:

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ

(الاحزاب:31)

ترجمہ: جو تم میں فرمانبردار رہے اللہ اور رسول کا اور اچھا کام کرے ہم اسے اوروں سے دوگنا ثواب دیں گے۔

اور ارشاد ربانی ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (الحدید:28)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ وہ اپنی رحمت کے دو حصے تمہیں عطا فرمائے گا اور تمہارے لیے نور کر دے گا جس میں چلو، اور تمہیں بخش دے گا، اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ یُؤْمِنُوْنَ۝ وَ اِذَا یُتْلٰى عَلَیْهِمْ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِهٖۤ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَاۤ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِیْنَ۝ اُولٰٓىٕكَ یُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَیْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَ یَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّیِّئَةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ۝ (القصص)

ترجمہ: جن کو ہم نے اس سے پہلے کتاب دی وہ اس پر ایمان لاتے ہیں، اور جب ان پر یہ آیتیں پڑھی جاتی ہیں کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے، بیشک یہی حق ہے ہمارے رب کے پاس سے ہم اس سے پہلے ہی گردن رکھ چکے تھے۔ ان کو اُن کا اجر دو بالا دیا جائے گا بدلہ ان کے صبر کا اور وہ بھلائی سے برائی کو ٹالتے ہیں اور ہمارے دیے سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

وَ مَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِیْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰۤى اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا٘ فَاُولٰٓىٕكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَ هُمْ فِی الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ۝ (السبا:37)

ترجمہ: اور تمہارے مال اور تمہاری اولاد اس قابل نہیں کہ تمہیں ہمارے قریب تک پہنچائیں مگر وہ جو ایمان لائے اور نیکی کی ان کے لیے دونا دوں (کئی گنا) صلہ ان کے عمل کا بدلہ اور وہ بالا خانوں میں امن وامان سے ہیں۔

حدیث نمبر 1

دوہرا اجر پانے والے تین خوش نصیب

عن ابی موسٰی اشعری قال: انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال:

ثلاث یُوتون أجرهم مرتين رجل من اهلِ الكِتابِ آمن بِنبِيّهِ و ادرك النبي صلى الله عليه وسلم فآمن بِهِ واتبعه وصدقه فله أجرانِ وعبد مملوك أدى حق الله تعالى وحق سيِدِهِ فله أجرانِ ورجل كانت له أمة فغذاها فحسن غِذاءها ثم أدبها فحسن أدبها ثم اعتقها وتزوجها فله أجرانِ.

ترجمہ: امام بخاری و مسلم حضرت ابوموسیٰ اشعری سے روایت کرتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین آدمی ایسے ہیں جن کو دوہرا ثواب دیا جائے گا ایک تو وہ آدمی جو اہل کتاب میں سے ہو اپنے نبی پر ایمان لایا ہو اس نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ پایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی ایمان لایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی اور تصدیق کی تو اس کے لئے دوہرا ثواب ہے اور ایک وہ آدمی ہے جس کے پاس ایک باندی ہو اسے اچھی طرح کھلائے پلائے اس کی اچھے طریقے سے تعلیم وتربیت کرے اس کے بعد اسے آزاد کر کے خود اس سے نکاح کرلے تو اس کے لئے بھی دوہرا ثواب ہے۔

(پھر حضرت امام شعبی نے اس خراسانی سے فرمایا کہ یہ حدیث بغیر کسی چیز کے [محنت ومشقت کے بغیر] لے لو ورنہ ایک آدمی کو اس جیسی حدیث کے لئے مدینہ منورہ تک کا سفر کرنا پڑتا تھا۔ [مترجم])

تخریج حدیث نمبر 1: صحیح مسلم: 146/4۔ مسند احمد: 408/4۔ فتح الباری: 194/1۔ سنن دارمی: 2250/2:

حدیث نمبر 2

اہل کتاب کو ایمان لانے پر دوہرا اجر

وأخرج الطبراني في الكبير، عن أبي أمامة قال: قال رسول الله ﷺ وهو يخطب عام حجة الوداع:

مَنْ أسلمَ من أهل الكتابَيْن فله أجرُهُ مرتين، و من أسلم من أهل المشركين فله أجره۔

ترجمہ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبکہ آپ حجۃ الوداع کے سال خطبہ ارشاد فرمارہے تھے، جو شخص اہل کتاب میں سے مسلمان ہوگا مسلمان ہوجائے اسے دوہرا اجر دیا جائے گا، اور جو کوئی مشرکین میں سے مسلمان ہوگا اسے ایک ہی اجر ملے گا (یعنی اس کے عمل کے مطابق)۔

حدیث نمبر 3

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو دوہرا اجر ملے گا

وأخرج أيضاً عن أبي أمامة قال: قال رسول الله ﷺ:

أربعةٌ يؤتون أجرهم مرتين: أزواجُ رسول الله ﷺ و مَنْ أسلم من أهل الكتاب، ورجلٌ كانت عنده أمَةٌ فأعجبته فأعتقها ثم تزوجها، و عبدٌ مملوك أدىٰ حقَّ الله و حقَّ ساداته۔

ترجمہ: امام طبرانی نے ہی معجم کبیر میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

چار قسم کے لوگوں کو دوہرا اجر دیا جائے گا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج

تخریج حدیث نمبر 2: معجم الکبیر، رقم: 7786۔ مسند احمد: 259/5۔

تخریج حدیث نمبر 3: طبرانی، رقم: 7856۔ مجمع الزوائد: 260/4۔

مطہرات (رضی اللہ عنہن) اور جو اہل کتاب میں سے اسلام لے آئے، اور وہ شخص جس کے پاس کوئی کنیز ہو اور وہ اسے پسند کرتا ہو، پھر وہ اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لے، اور ایسا زرخرید غلام جو اللہ تعالیٰ اور اپنے آقا کا حق صحیح طور پر ادا کرتا ہو۔

حدیث نمبر 4

دینی اور دنیوی آقا کا حق ادا کرنے والے کو دوگنا اجر

عن عبدِ اللہِ رضِی اللہ عنہ عن النبِی صلی اللہ علیہِ وسلم قال إِذا نصح العبد سیِدہ و أحسن عِبادۃ ربِہِ کان فلہ أجرہ مرتین

ترجمہ: عبداللہ (ابن عمر) رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ جب غلام اپنے آقا کی خیر خواہی کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت اچھی طرح کرے تو اس کو دوہرا ثواب ملے گا۔

حدیث نمبر 5

صالح غلام کو دوہرا اجر ملے گا

عن ابو ھریرۃ رضِی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہِ صلی اللہ علیہِ وسلم لِلعبدِ المملوکِ الصالِحِ أجرانِ (والذِی نفسِی بِیدِہِ لولا الجِھاد فِی سبِیلِ اللہِ والحج وبِر أمِی لأحببتُ أن أموت و أنا مملوک)

ترجمہ: امام بخاری و مسلم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیک بخت غلام کے لیے جو کسی کی ملکیت میں ہو دوہرا ثواب ہے۔ (۱)

تخریج حدیث نمبر 4: فتح الباری: 175/5۔ مسلم: 94/5۔ احمد: 102,20/2

تخریج حدیث نمبر 5: فتح الباری: 175/5۔ مسلم: 94/5۔

(۱) حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اور حج اور ماں کے ساتھ احسان کرنا نہ ہوتا تو میں پسند کرتا کہ کسی کا غلام ہو کر مروں۔

حدیث نمبر 6

قرآن اٹک کر پڑھنے والے کو دوگنا اجر ملے گا

عن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الماهر بالقرآنِ مع السفرةِ الكِرامِ البررةِ والذي يقرؤه ويتتعتع فيهِ وهو عليهِ شاقٌ له أجرانِ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو آدمی قرآن مجید میں ماہر ہو وہ ان فرشتوں کے ساتھ ہے جو معزز اور بزرگی والے ہیں اور جو قرآن مجید اٹک اٹک کر پڑھتا ہے اور اسے پڑھنے میں دشواری پیش آتی ہے تو اس کے لئے دوہرا اجر ہے۔

حدیث نمبر 7

قرآن تواتر سے پڑھنے والے کو دوہرا اجر ملے گا

وأخرج الدارمي في مسنده عن وهب الذِماري، قال:

مَنْ آتاهُ اللهُ القرآنَ فقام به آناء الليل و آناءَ النهار، و عمل بما فيه ومات على الطاعة، بعثه الله يوم القيامة مع السفرة والأحكام

والسفرة: الملائكة، والأحكام: الأنبياء. قال:

ومن كان عليه حريصاً وهو يتفلت منه وهو لا يدعه أوتي أجره مرتين.

امام ابومحمد عبداللہ الدارمی اپنی مسند میں حضرت وہب الذِماری سے روایت کرتے ہیں: انہوں نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ جسے حفظ قرآن کی نعمت سے نوازے، پھر وہ صبح وشام اس کی تلاوت کے ساتھ قیام کرے اور جو کچھ اس میں ہے اس پر عمل کرے اور ایمان کی

تخریج حدیث نمبر 6: صحیح مسلم: 195/2۔ سنن ابو داؤد، ج1، رقم: 1441۔ سنن ابن ماجہ: ج3، رقم: 660۔ فتح الباری: 691/8۔

تخریج حدیث نمبر 7: سنن دارمی: 330/2، رقم: 3369

حالت میں وفات پا جائے، تو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسے ملائکہ اور انبیاء کرام (علیہم السلام) کے ساتھ اٹھائے گا۔ فرمایا: جو کوئی اس کی تلاوت کا حریص ہو اور باوجود رکاوٹ (مصروفیات دنیوی) کے اسے ترک نہ کرے اسے اس کا دوہرا اجر ملے گا۔

حدیث نمبر 8

صحیح فیصلہ کرنے والے (قاضی) کو دوہرا اجر ملے گا

وأخرج البخاري وأبو داود: عن عمرو بن العاص قال:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:

إذا اجتهد الحاكم فأصاب فله أجران وإذا اجتهد فأخطأ فله أجر۔

ترجمہ: امام بخاری اور ابو داؤد حضرت عمر بن عاص سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب حاکم کوئی فیصلہ کرے اور اس میں اجتہاد کرے تو اگر وہ صحیح ہو تو اس کو دوہرا اجر ملے گے اور اگر فیصلہ میں اجتہاد کرے اور خطا کرے تو اسے ایک اجر ملے گا۔

حدیث نمبر 9

درست فیصلہ کرنے والے حکمران کو دوگنا اجر ملے گا

امام بیہقی نے شعب الایمان میں آل ابی ربیعہ کے ایک فرد سے روایت کیا ہے: کہ اسے یہ روایت پہنچی ہے کہ جب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے تو وہ اپنے گھر میں غمگین بیٹھے تھے، تو ان کے پاس حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے تو وہ ملامت کے انداز میں حضرت عمر کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تم نے مجھے اس ذمہ

تخریج حدیث نمبر 8: سنن ابو داؤد: رقم: 3430۔ فتح الباری: 318/13۔ مسلم: 131/5۔ النسائی: 224/8۔ احمد: 205,204,198/4

داری کا پابند بنایا ہے اور لوگوں کے درمیان ثالثی کے حوالے سے ان سے گلہ کیا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا آپ نہیں جانتے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إنَّ الوالي إذا اجتهد فأصاب الحق، فله أجران وإذا اجتهد فأخطأ، فله أجرٌ واحد۔

ترجمہ: یقیناً جب حاکم فیصلہ کرتا ہے اور درست نتیجہ نکالتا ہے تو اسے دوہرا اجر ملتا ہے اور جب فیصلے میں خطا کرتا ہے تو اسے ایک اجر ملتا ہے۔

حدیث نمبر 10

شوہر پر خرچ کرنے والی خاتون کو دوہرا اجر ملے گا

حضرات شیخین (بخاری و مسلم) حضرت زینب زوجہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: فرماتی ہیں: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو ایک اور انصاری خاتون بھی وہاں موجود تھی اور اس کا مسئلہ بھی وہی تھی جو میرا تھا، اتنے میں بلال حبشی رضی اللہ عنہ ہمارے پاس باہر آئے تو ہم دونوں نے ان سے کہا: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور بتاؤ کو دروازے پر دو خواتین کھڑی ہیں اور پوچھ رہی ہیں کہ ان کی طرف سے ان کے شوہروں پر اور ان کے ہاں مقیم یتیموں پر بطور صدقہ کچھ خرچ کرنا جائز ہے؟ تو بلال اندر گئے اور آپ سے پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لهما أجران: أجرُ القرابة وأجرُ الصدقة۔

ترجمہ: ان دونوں کے لیے دوہرا اجر ہے، صلہ رحمی کا ثواب اور صدقہ کا ثواب۔

تخریج حدیث نمبر 9: کنز العمال: 630/5، رقم: 14110۔

تخریج حدیث نمبر 10: فتح الباری: 328/3۔ مسلم: 80/3۔

حدیث نمبر 11

رشتہ داروں پر خرچ کرنے کا اجر دوگنا ملتا ہے

امام طبرانی معجم کبیر میں حضرت ابو اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ الصَّدَقَةَ علی ذی قرابة یضاعفه اجرُها مرتین.

ترجمہ: بلاشبہ رشتہ دار پر صدقہ کرنے کا ثواب دوگنا زیادہ ملتا ہے۔

حدیث نمبر 12

شوہر اور اس کے رشتہ داروں پر خرچ کا دوہرا اجر

معجم اوسط میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا اسے اپنے شوہر کی خدمت کا اور اپنے یتیم بھتیجوں پر صدقہ وخیرات کا کچھ اجر ملے گا۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نعم لها أجران: أجرُ القرابة وأجرُ الصدقة.

ترجمہ: ہاں! اس کے لیے دوہرا اجر ہے، قرابت کا ثواب اور صدقہ کا ثواب۔

حدیث نمبر 13

محتاج شوہر پر خرچ کا دوگنا اجر ملے گا

معجم کبیر میں جمرۃ بنت قحافہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرا شوہر محتاج ہے، کیا میرے لیے جائز ہے کہ میں اس پر کچھ خرچ

تخریج حدیث نمبر 11: مشکوۃ شریف ج2، رقم: 433۔ طبرانی کبیر، رقم: 7834۔ مجمع الزوائد: 117/3

تخریج حدیث نمبر 12: مجمع الزوائد: 117/3۔

کروں اور اس کے پاس رہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

نعم لك أجران.

ترجمہ: ہاں! تجھے دوہرا اجر ملے گا۔

حدیث نمبر 14

وضو میں دو بار اعضاء دھونے سے دوہرا اجر ملتا ہے

عن ابی بن کعب ان رسول اللہ ﷺ دعا بماء فتوضأ مرة مرة فقال:

هذا وظيفةُ الوضوء. ثم توضأ مرتين مرتين ثم قال:

هذا وضوءُ من توضأ أعطاه الله كِفلَين من الأجر. ثم توضأ ثلاثة ثلاثة فقال:

هذا وضوئی و وَضوءُ المرسلين من قبلي.

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانی منگایا اور ایک ایک بار اعضاء وضو دھو کر فرمایا یہ مقرر وضو ہے (کہ بغیر اس کے نماز نہیں ہوتی) یا فرمایا یہ وہ وضو ہے جس کے بغیر اللہ تعالیٰ نماز قبول نہیں فرماتے۔ پھر دو دو مرتبہ اعضاء وضو دھو کر فرمایا یہ ایسا وضو ہے۔ جس پر اللہ تعالیٰ دوہرا اجر عطا فرماتے ہیں۔ پھر تین تین بار اعضاء وضو دھوئے اور فرمایا یہ میرا اور مجھ سے پہلے رسولوں کا وضو ہے۔

حدیث نمبر 15

بائیں طرف صف کا دوہرا اجر

عن ابن عمر قال: قِيل لِلنبي صلى الله عليه وسلم إنَّ مَيْسَرة المسجدِ تَعطّلت فقال النبي صلى الله عليه وسلم: من عَمَّر مَيْسَرَة المسجدِ كُتِب له

تخریج حدیث نمبر 13: معجم کبیر: رقم: 539، مجمع الزوائد: 119/3

تخریج حدیث نمبر 14: سنن ابن ماجه: 46/1، رقم: 420۔ مجمع الذوائد: 531-532/1

كِفلانِ مِن الأجرِ۔

ترجمہ: حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں درخواست کی گئی کہ مسجد کی بائیں جانب بالکل خالی ہوگئی تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو مسجد کی بائیں جانب آباد کرے گا اس کے لئے دوہرا اجر لکھا جائے گا (ایک نماز کا اور دوسرا مسجد آباد کرنے کا)۔

حدیث نمبر 16

مسجد کی بائیں جانب کا دوہرا ثواب

امام طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من عمر جانب المسجد الأيسر لقلة اهله فله أجران۔

ترجمہ: جو کوئی مسجد کی بائیں جانب کو آباد کرے گا، کیونکہ اس طرف لوگ کم ہیں، اسے دوہرا اجر ملے گا۔

حدیث نمبر 17

نمازی کو تکلیف سے بچانے کا ثواب

طبرانی نے اوسط میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے، انہوں نے کہا: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من ترك الصف الاول مخافة أن يوذي مسلماً و صلى في الصف الثاني او الثالث أضعف له أجر الصف الاول۔

ترجمہ: جس نے اس لیے پہلی صف کو چھوڑ کر دوسری یا تیسری صف میں نماز پڑھی کہ

تخریج حدیث نمبر 15: سنن ابن ماجہ: 321/1، رقم 1007

تخریج حدیث نمبر 16: معجم کبیر: رقم: 11459۔ مجمع الزوائد: 94/2

تخریج حدیث نمبر 17: مجمع الزوائد: 95/2-96

کسی مسلمان کو تکلیف نہ ہو، اسے پہلی صف میں نماز پڑھنے کا ثواب (بھی) ملے گا۔

حدیث نمبر 18

نیک کام شروع کرنے کا ثواب

امام مسلم حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، سے نقل کرتے ہیں: انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ سَنَّ سنةً (حسنةً) فله أجرها، و أجر من عمِلَ بها من بعده من غير أَنْ يَنْقُصَ من أجورهم شيءٌ.

ترجمہ: جس نے کوئی اچھا کام شروع کیا اسے اس کا اجر ملے گا اور اس پر بعد میں عمل کرنے والے کا ثواب بھی ملے گا، بغیر اس کے کہ اس عمل کرنے والے کے ثواب میں کوئی کمی ہو۔

حدیث نمبر 19

امام اور موذن کا اجر و ثواب

ابوالشیخ ابن حبان نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

للامام و المؤذن مثلُ أجرِ مَنْ صَلَّ معهما.

ترجمہ: امام اور موذن کو اپنے ساتھ نماز پڑھنے والوں کے برابر ثواب ملتا ہے۔

تخریج حدیث نمبر 18: صحیح مسلم: 61/8، مسند احمد: 357/4، نسائی: رقم: 75-76۔ ابن ماجہ: 203

تخریج حدیث نمبر 19: ضعیف الجامع: رقم: 4743۔ کنوز الحقائق: ص 127

حدیث نمبر 20

دوبارہ وضو کرنے والے کا دوہرا ثواب

عن ابي سعيد الخدري قال خرج رجلانِ في سفر فحضرت الصلاة وليس معهما ماءٌ فتيمما صعيدا طيباً. فصليا. ثم وجدا الماء في الوقت، فأعاد أحدهما الصلاة والوضوء ولم يعد الآخر ثم اتيا رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكرا ذلك له فقال لِلذِي لم يُعِد اصبت السنة، وقد أجزَتْكَ صلاتُكَ، و قال للذي توضأ وأعاد: لك الأجرُ مرّتين.

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو آدمی سفر میں نکلے نماز کا وقت آ گیا اور پانی ساتھ نہ تھا تو دونوں نے تیمم کر کے نماز پڑھ لی پھر وقت کے اندر اندر ان کو پانی مل گیا تو ان میں سے ایک نے دوبارہ وضو کر کے نماز پڑھ لی اور دوسرے شخص نے دوبارہ نماز نہ پڑھی پھر جب یہ دونوں شخص نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے اپنا واقعہ ذکر کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص سے جس نے دوبارہ نماز نہیں پڑھی تھی فرمایا تو نے سنت پر عمل کیا اور تیری نماز کافی ہو گئی اور جس شخص نے دوبارہ وضو کر کے نماز پڑھی تھی اس سے فرمایا کہ تیرے لیے دوہرا ثواب ہے۔

حدیث نمبر 21

ذہین طالب علم کو دوہرا ثواب ملتا ہے

امام دارمی نے اپنی مسند میں، بیہقی نے مدخل میں اور طبرانی نے معجم کبیر میں اسی سند سے جس کے راوی ثقہ ہیں، حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ، سے

تخریج حدیث نمبر 20: سنن ابو داؤد: ج 1، ص: 93، رقم: 338۔

روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من طلب علما فأدركهٗ كتب الله لهٗ كفلين من الأجر، و من طلب علماً فلم يدركه كتب الله لهٗ كفلاً من الأجر۔

ترجمہ: جس نے علم کی تلاش کی اور اسے پالیا، اللہ تعالیٰ اس کے لیے دوگنا اجر لکھنے کا حکم دیتا ہے اور جس نے علم کی تلاش کی مگر اسے حاصل نہ کرسکا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے بھی ایک حصہ اجر لکھوا تا ہے۔

حدیث نمبر 22

امام ابویعلیٰ نے اسے نقل کر کے کچھ اضافہ کرتے ہوئے اس کی وضاحت یوں کی ہے:

من طلب علماً فأدركهٗ أعطاهُ الله أجر ما علم وأجر ما عمل، و من طلب علمًا فلم يدركهٗ أعطاهُ الله أجرُ ما علم وسقط عنهٗ أجر مالم يعمل۔

(مسند ابی یعلی میں نہیں ملی)

ترجمہ: جس نے علم کی تلاش کی پھر اسے پالیا، تو اسے اللہ تعالیٰ اس کے علم اور عمل کے برابر اجر عطا فرماتا ہے، اور جس نے علم کی طلب کی مگر اسے پا نہ سکا تو اسے اللہ تعالیٰ اس کے علم کے مطابق اجر عطا کرتا ہے اور جس پر وہ عمل نہ کرسکا اس کا اجر اس سے چھن جاتا ہے۔

حدیث نمبر 23

سخت سردی میں وضو کا دوہرا ثواب

امام طبرانی نے اوسط میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

تخریج حدیث نمبر 21: دارمی: 1/81-82، رقم: 342۔ مجمع الزوائد: 1/123 (رجالہ موثقون)

من أسبغ الوضوء فی البرد الشدید، کان له من الأجر کفلان۔

ترجمہ: جس نے شدید سردی میں مکمل وضو کیا اس کے لیے دوہرا اجر ہے۔

حدیث نمبر 24

بزدل (کو جہاد) کا دوگنا ثواب

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں کہا ہمیں وکیع نے، انہیں ھمام نے بحوالہ ابو عمران الجوانی بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

للجبان أجران۔ (مرسل)

ترجمہ: بزدل کے لیے دوگنا اجر ہے۔

حدیث نمبر 25

خاموشی اور ادب سے خطبہ سننے والے کو دوگنا ثواب

امام عبدالرزاق نے مصنف میں یحییٰ بن ابی کثیر سے نقل کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

من أدرك الخطبة فقد أدرك الجمعة. و من لم يدرك الخطبة فقد أدرك الصلاة و من دنا من الامام فاستمع وأنصت، كان له كفلان من الأجر. و من لم يستمع ولم ينصت كان عليه كفلان من الوزر۔

ترجمہ: جس نے خطبہ پالیا پس اس نے جمعہ پالیا، اور جس نے خطبہ نہ پایا، تو یقیناً اس نے نماز کو پالیا، تو جو کوئی امام کے قریب رہا پھر خوب توجہ اور خاموشی سے سنا، اس کے لیے دوہرا اجر ہے، اور جس نے درمیان سے نہ سنا اور نہ ہی خاموش رہا اس کے لیے دوہرا گناہ ہے۔

تخریج حدیث نمبر 23: مجمع الزوائد: 237/1

تخریج حدیث نمبر 24: مصنف ابن ابی شیبہ: 235/12

تخریج حدیث نمبر 25: مصنف عبدالرزاق: 224-223/3

حدیث نمبر 26

جمعہ کا غسل کرنے اور کروانے کا دوہرا ثواب

طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

من غسّلَ یوم الجمعۃ و اغتسل و غدا و ابتکرَ ودنا واستمع وأنصت کان لہٗ کفلان من الأجر۔

ترجمہ: جس نے جمعہ کے دن غسل کیا اور (بیوی) کو بھی غسل کروایا (یعنی غسل جنابت) اور پھر صبح جلدی مسجد میں پہنچا اور امام کے قریب بیٹھا اور پوری توجہ اور خاموشی سے خطبہ سنا اس کے لیے دوگنا اجر ہے۔

حدیث نمبر 27

دوران خطبہ فضول گوئی نہ کرنے والے کو دوہرا اجر

امام احمد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا، انہوں نے فرمایا:

اذا کان یوم الجمعۃ خرج الشیاطین یُربِّثُون النّاس و تقوم الملائکۃ علی أبواب المساجد یکتبون النّاس علی قدر منازلھم السابق و المصلّی والذی یلیہ حتی یخرج الامام۔ فمن دنا من الامام فأنصت واستمع ولم یلغ کان لہٗ کِفْلان من الأجر ومن نأی عنہٗ فاستمع وأنصت ولم یَلْغُ کان لہٗ کفل من الأجر، ومن دنا من الامام فلغا ولم یُنصت ولم یستمع کان علیہ کِفْلان من الوِزْرِ۔

ترجمہ: جب جمعہ کا دن ہوتا ہے، شیاطین لوگوں کو روندتے ہوئے نکلتے ہیں اور فرشتے مسجدوں کے دروازوں پر بیٹھ جاتے ہیں اور درجہ بدرجہ مسجد میں پہلے آنے والوں اور نمازیوں اور ان کے بعد آنے والوں کی حاضری لگاتے ہیں۔ یہاں

تخریج حدیث نمبر 26: مجمع الزوائد: 177/2۔ الترغیب والترھیب: 545/1، رقم: 1025,1026

تخریج حدیث نمبر 27: مسند احمد: 93/1

تک کہ امام خطبہ کے لیے نکلے، تو جو کوئی امام کے قریب ہو پھر خاموش اور مکمل توجہ سے اسے سنے اور کوئی فضول بات نہ کرے اس کے لیے دوہرا اجر ہے، اور جو کوئی امام سے فاصلے پر ہو مگر خاموشی اور توجہ سے سنے اور کوئی فضول بات نہ کرے اسے ایک گنا اجر ہے، اور جو کوئی امام کے قریب ہو مگر فضول گوئی کرے اور خاموش نہ رہے اور توجہ سے نہ سنے اس کو دوہرا گناہ ہے۔

حدیث نمبر 28

خطیب کے قریب بیٹھنے والے کو دوگنا اجر

امام سعید بن منصور اپنی سنن میں حضرت مکحول (تابعی) رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا:

من أتى الجمعة فقعد قريباً من الإمام فسمع و أنصت فله أجران اثنان و من سمع ولم ينصت فعليه وزران اثنان، و من كان بعيداً من الإمام فلم يستمع ولم ينصت فله أجر واحد و من لم يستمع ولم ينصت فعليه وزر واحد۔

ترجمہ: جو کوئی جمعہ کے دن مسجد میں آیا، پھر امام کے قریب بیٹھا، پھر توجہ سے سنا، اور خاموش رہا اسے دوہرا اجر ملے گا اور جس نے سنا مگر خاموش نہ رہا اسے دوہرا گناہ ہے اور جو کوئی امام سے فاصلے پر رہا پھر نہ سنا مگر خاموش رہا اسے ایک شخص کے برابر ثواب ہے اور جس نے نہ سنا نہ خاموش رہا تو اسے ایک شخص کے برابر گناہ ہے۔

حدیث نمبر 29

اہل کتاب کے ہاتھوں شہید ہونے والے کو دوگنا اجر

وأخرج أبو داود في سننه بنحوه و صرح فيه بالرفع۔

تخریج حدیث نمبر 29: سنن ابو داؤد: 276/ ،رقم: 1051

ترجمہ: اسے امام ابو داؤد نے اپنی سنن میں اس طرح روایت کیا ہے اور اس کے مرفوع ہونے کی صراحت کی ہے۔

حدیث نمبر 30

وأخرج أبو داؤد عن قيس بن شماس قال: جاءت امرأة إلى النبي ﷺ يُقال لها أم خُلَّاد، وهي متنقبة، تسأل عن ابنها، وهو مقتول، فقال لها بعض أصحاب رسول الله ﷺ: جئت تسألين عن ابنك و أنت متنقبة؛ فقالت: إن أُرزَأ ابني، فلن أُرزأ حيائي، فقال رسول الله ﷺ:

(ابْنكِ لهُ أجرُ شهيدين). فقالت:

لِمَ ذاك يا رسول الله ﷺ قال:

(لأنّه قتَلَهُ أهلُ الكِتابِ).

ترجمہ: سنن ابی داؤد میں حضرت قیس بن شماس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی اس کا نام اُمّ خلاد تھا اور اس کے چہرے پر نقاب پڑی ہوئی تھی۔ یہ عورت اپنے بیٹے کے بارے میں دریافت کر رہی تھی جو جنگ میں شہید ہو گیا تھا۔ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے کسی نے اس سے کہا کہ تو اپنے بیٹے کو ڈھونڈ رہی ہے اور اس حال میں سر اور چہرہ ڈھکا ہوا ہے (یعنی پوری طرح اپنے حواس میں ہے اور احکام شریعت کی پابندی برقرار ہے) وہ بولی اگر میرا بیٹا بھی جاتا رہا تب بھی اپنی حیا نہیں جانے دوں گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عورت سے فرمایا تیرے بیٹوں کو دو شہیدوں کے برابر ثواب ملے گا۔ اس نے پوچھا اے اللہ کے رسول وہ کیوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیونکہ اس کو اہل کتاب نے قتل کیا ہے۔

تخریج حدیث نمبر 30: سنن ابو داؤد: ج4، ص:5، رقم: 2488

حدیث نمبر 31

سمندری شہید کو دوہرا اجر ملتا ہے

امام طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

شهيد البحر مثل شهيدى البر۔

ترجمہ: سمندر کا شہید، خشکی کے دو شہیدوں کے مثل ہے۔

حدیث نمبر 32

سمندری شہید دو شہیدوں کے برابر ہے

ابن ابی شیبہ نے مصنف میں نقل کیا کہ ہمیں بیان کیا وکیع نے انہوں نے سعید بن عبدالعزیز سے اور انہوں نے علقمہ بن شہاب سے روایت کیا، فرمایا: کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

من لم يدرك الغزومعي فليغز فى البحر فان غزوة فى البحر أفضل من غزوتين فى البر وإن شهيد البحر فيه أجرا شهيد البر۔

ترجمہ: جو میرے ساتھ کسی غزوہ میں شریک نہ ہوسکا تو وہ سمندر کی جنگ میں شامل ہو، کیونکہ بے شک سمندر کی ایک جنگ خشکی کی دو جنگوں سے افضل ہے، تو یقیناً سمندری شہید کے لیے خشکی کے شہید سے دوہرا اجر ہے۔

حدیث نمبر 33

بحری شہید کا ثواب دوگنا ہے

وأخرج سعيد بن منصور فى سننه عن كعب الأحبار أنه قال: فى غزو

تخریج حدیث نمبر 31: ابن ماجہ: کتاب الجهاد: 928/2، رقم: 2778

تخریج حدیث نمبر 32: مجمع الزوائد: 281/5

البحر فإن قتل أو غرق كان له أجر شهيدين۔

ترجمہ: حضرت سعید بن منصور نے اپنی سنن میں کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: بحری جنگ میں اگر کوئی شہید ہوا یا ڈوب گیا اس کے لیے دو شہیدوں کا ثواب ہے۔

حدیث نمبر 34

نماز عصر کی حفاظت کا ثواب دوگنا ہے

عن أبي بَصْرَة الغِفَاري قال: صلى بنا رسول الله ﷺ صلاة العصر فقال: إنَّ هذه الصلاة عُرِضت على الذين من قبلكم فضيّعوها ألا و مَنْ صَلاَّها ضعف له أجره مرتين۔

ترجمہ: حضرت ابوبصرۃ غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے ساتھ (مخمص میں) عصر کی نماز پڑھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ نماز تم سے پہلی امتوں پر بھی پیش کی گئی انہوں نے اس کو ضائع کر دیا تو جو آدمی اس کی حفاظت کرے گا اسے دوہرا اجر ملے گا۔ (آگے یہ الفاظ ہیں: اور اس کے بعد کوئی نماز نہیں جب تک کہ ستارے ظاہر نہ ہو جائیں۔)

حدیث نمبر 35

نماز عصر کی مداومت کا دوہرا ثواب ملتا ہے

امام عبدالرزاق اپنی مصنف میں حضرت یزید بن ابی حبیب سے روایت کرتے ہیں۔ بے شک نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

إن هذه الصلاة التي فرضت على من كان قبلكم. يعني العصر. فضيعوها

تخریج حدیث نمبر 34: صحیح مسلم: 208/2۔ نسائی: 259/1

فمن حفظها اليوم فله أجرها مرتين ولا صلاة بعدها حتى يرى الشاهد۔

ترجمہ: یقیناً یہ نماز تم سے پہلے لوگوں پر بھی فرض کی گئی تھی (یعنی نماز عصر) مگر انہوں نے اسے ضائع کر دیا۔ تو جو کوئی آج اسے محفوظ رکھے گا، تو اسے اس کا دوہرا اجر ملے گا۔ اور اس کے بعد کوئی نماز نہیں یہاں تک کہ فرشتے حاضر ہو جاتے ہیں۔

حدیث نمبر 36

مال دار متقی کو دوہرا اجر ملتا ہے

امام ابن ابی حاتم اپنی تفسیر میں حضرت محمد بن کعب القرظی سے روایت کرتے ہیں: فرمایا جب کوئی مؤمن مال دار اور متقی (پرہیزگار) ہوتا ہے تو اسے دوہرا اجر دیا جاتا ہے، پھر یہ آیت تلاوت کی:

وَمَا اَمْوَالُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِیْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰۤى اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا٘ فَاُولٰٓىٕكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِی الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ (السبا:37)

ترجمہ: اور تمہارے مال اور تمہاری اولاد اس قابل نہیں کہ تمہیں ہمارے قریب تک پہنچائیں مگر وہ جو ایمان لائے اور نیکی کی ان کے لیے دونا دوں (کئی گنا) صلہ ان کے عمل کا بدلہ اور وہ بالا خانوں میں امن وامان سے ہیں۔

حدیث نمبر 37

نیک کام کے لیے ننگے پاؤں جانے کا ثواب

طبرانی نے اوسط میں ابن عباس سے نقل کیا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اذا تسارعتم إلى الخير فامشوا حفاة فإنّ الله يُضاعِفُ أجرهٗ على

تخریج حدیث نمبر 35: مصنف عبدالرزاق: 579/1

المنتعل۔

ترجمہ: جب تم کسی بھلائی کی طرف روانہ ہو تو ننگے پاؤں چلا کرو کہ بے شک اللہ اس کا ثواب جوتے والے سے بڑھا دیتا ہے۔

حدیث نمبر 38

جمعہ کے دن غسل جنابت کا دوہرا ثواب

امام سعید بن منصور نے اپنی سنن میں حضرت مکحول رضی اللہ عنہ سے نقل کیا: ان سے پوچھا گیا، اگر کوئی شخص جمعہ کے دن غسل جنابت کرے؟ تو فرمایا:

من فعل ذلك كان له أجران

ترجمہ: جس نے ایسا کیا اسے دوہرا اجر ہے۔

حدیث نمبر 39

جمعہ کا دن غسل جنابت کا دوگنا اجر ملتا ہے

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

أيعجز أحدُكم أن يجامعَ أهلهُ في كُلِّ جمعة. فإنّ له أجرين اثنين أجرُ غُسله وأجرُ غُسل امرأته. (اس کی سند میں بقیہ بن ولید ہے)

ترجمہ: کیا تم میں سے کوئی اتنا کرنے سے بھی قاصر ہے کہ ہر جمعہ اپنی بیوی سے

تخریج حدیث نمبر 37: الجامع الصغیر: (527) خطیب نے تاریخ بغداد (378/11) میں بطریق طبرانی روایت کیا ہے۔ امام مناوی کہتے ہیں: اسے خطیب سے حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور دیلمی نے بھی، اس میں ایک راوی سلیمان بن عیسیٰ بن نجیح ہے۔ امام ذہبی کہتے ہیں: وہ حدیثیں گھڑا کرتا تھا۔ علامہ ابن جوزی نے اس روایت کو موضوعات میں نقل کیا ہے اور علامہ سیوطی نے بھی اسے برقرار رکھا ہے۔

تخریج حدیث نمبر 38: امام سیوطی نے اسے اللمعہ فی خصائص الجمعہ میں نمبر 24 پر نقل کیا ہے۔

مباشرت کرے، اسے دوگنا زیادہ اجر ملے گا، اپنے غسل کا بھی اور اپنی بیوی کے غسل کا بھی۔(۱)

حدیث نمبر 40

قرآن کو توجہ سے سننے کا دوہرا اجر

امام دارمی اپنی مسند میں فرماتے ہیں، ہمیں ابوالمغیرہ نے اور انہیں عبدۃ نے از خالد بن معدان بیان کیا، فرمایا:

إن الذی یقرأ القرآن لہٗ أجر وإن الذی یستمع لہٗ اجران۔

ترجمہ: یقیناً جو قرآن پڑھتا ہے اسے ایک اجر اور یقیناً وہ جو قرآن پوری توجہ سے سنتا ہے اسے دوہرا اجر ملتا ہے۔

حدیث نمبر 41

مال غنیمت کے بغیر لوٹنے والے لشکر کو دوگنا ثواب

امام ابن ابی شیبہ مصنف میں نقل کرتے ہیں۔ ہمیں عیسیٰ بن یونس نے بیان کیا کہ اوزاعی سے مروی ہے اور انہوں نے حساب بن عطیہ سے اور انہوں نے حضرت فروہ اللخمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أیما سریۃ خرجت فی سبیل اللہ فرجعت، وقد أخفقت، فلھا أجرھا مرتین۔

ترجمہ: جو لشکر راہ خدا میں نکلے وہ اس حال میں واپس آئے کہ انہیں کوئی مال غنیمت بھی نہ ملے تو اس کے لیے دوہرا اجر ہے۔(۲)

---

(۱) اس مضمون ومفہوم پر مبنی صحیح احادیث کے لیے دیکھیے: الترغیب والترھیب: 545/1، رقم: 1025,1026

تخریج حدیث نمبر 40: سنن دارمی: 319/2

تخریج حدیث نمبر 41: مصنف ابن ابی شیبہ: 297/5

(۲) .... الصحاح: (14669/4) میں ہے: اخفق الرجل: اذا غزا ولم یغنم۔ اخفق الرجل: (خالی ہاتھ لوٹنے والا) اس وقت کہتے ہیں جب کوئی جنگ میں جائے اور مال غنیمت ہاتھ نہ آئے۔ اور اخفق الصائد: اس وقت کہتے ہیں جب شکاری کے ہاتھ شکار نہ لگے۔

حدیث نمبر 42

اپنے ہاتھوں غلطی سے مرنے والا شہید ہے

عن سَلَمة بن الأكوع قال: لما كان يوم خيبر قاتل خيبر قتالا شديدا فارتد عليه سيفه فقتله فقال صحاب رسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم في ذلك وشكوا فِيهِ رجل مات بِسِلاحِهِ فقال رسول اللهِ صلى الله عليهِ وسلم مات جاهِدا مجاهِدا قال ابن شِهاب ثم سلت ابنا لِسلمه بن الاكوع فحدثني عن ابِيهِ بِمِثلِ ذلِك غير نه قال قال رسول اللهِ صلى الله عليهِ وسلم كذبوا مات جاهِدا مجاهِدا فله أجره مرتين

ترجمہ: حضرت سلمہ بن اکوع سے روایت ہے کہ جنگ خیبر میں میرا بھائی خوب جم کر لڑا لیکن اتفاق سے اپنی ہی تلوار لگ گئی اور اس سے وہ مر گیا اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس (کی شہادت) کے بارے میں شک میں پڑ گئے اور یوں کہنے لگے کہ وہ تو اپنے ہی ہتھیار سے ہلاک ہوا (یعنی شہید نہیں ہوا) یہ سن کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ اللہ کی راہ میں جدو جہد کرتا ہوا مرا (یعنی اس کو شہادت ملے گی) اس حدیث کے راوی ابن شہاب کہتے ہیں کہ میں نے اس کے بعد سلمہ بن اکوع کے ایک بیٹے سے پوچھا تو انہوں نے اپنے والد کی سند سے تھوڑے فرق کے ساتھ یہی حدیث بیان کی انہوں نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لوگوں نے غلط کہا وہ تو اللہ کی راہ میں جدو جہد کرتا ہوا مرا ہے اور اس کیلئے دوہرا اجر ہے۔

تخریج حدیث نمبر 42: سنن ابوداؤد: ج2، رقم 766۔ صحیح مسلم: ج3، رقم 171

حدیث نمبر 43

کھانے سے پہلے اور بعد وضو کا ثواب

امام حاکم نے تاریخ نیشاپور میں نقل کیا ہے۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الوضوء قبل الطعام حسنة، وبعدہٗ حسنتان۔

ترجمہ: کھانے سے پہلے وضو (ہاتھ دھو کر کلی کرنا) ایک نیکی ہے اور بعد میں دو نیکیاں ہیں۔

میں (سیوطی) کہتا ہوں: مجھے اس حوالے سے ایک نکتہ واضح ہوا ہے کہ پہلے ہاتھ دھونا ہم سے پہلی شریعتوں میں تھا جبکہ بعد میں ہاتھ دھونا ہماری شریعت میں ہے جیسا کہ اس پر حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی روایت دلالت کرتی ہے، میں نے پوچھا:

یا رسول اللہ! قرأت فی التوراۃ برکۃ الطعام، الوضوء قبل، فقال برکۃ الطعام الوضوء قبلہ وبعدہٗ۔ (مسند احمد:441/5۔ ابوداؤد: رقم 3614۔ ترمذی:1907)

ترجمہ: میں نے تورات میں پڑھا تھا کہ کھانے کی برکت اس سے پہلے ہاتھ دھونا ہے، تو آپ نے فرمایا: کھانے کی برکت اس سے پہلے اور بعد میں وضو کرنا ہے۔

نوٹ: کھانے کا وضو اچھی طرح ہاتھ دھونا اور کلی کرنا ہے۔

یہاں سے معلوم ہوا کہ ہمارے آقا نبی کریم علیہ السلام کے ارشادات و تعلیمات کا اجر ان سے پہلی شریعتوں کی نسبت زیادہ ہے۔ جیسا کہ صوم عاشوراء کی حدیث میں

تخریج حدیث نمبر 43: الجامع الصغیر:198/2

(امام مناوی فرماتے ہیں: امام زین الدین عراقی نے شرح ترمذی میں کہا ہے: یہ حکم (راوی) متروک اور متہم بالکذب ہے۔ جبکہ شیخ البانی نے اسے موضوع کہا ہے)

فرمایا گیا ہے، کفارۃ سنۃ! کہ یہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہے اور صوم عرفہ کو دو سال کا کفارہ کہا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ (عاشورہ کا روزہ) سنت موسوی ہے اور عرفہ کا روزہ سنت نبوی (ﷺ) ہے۔ تو اس کا اجر بھی زیادہ ہے۔

حدیث نمبر 44

عمل چھپا کر کرنے کا دوہرا ثواب

اخرج الترمذی عن ابی هريرة: قال: قال رجلٌ لِرسولُ الله صلى الله عليه وسلم: الرّجل يعمل العمل فسرّهُ فاذا اُطلع عليه أعْجبهُ: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

لهٗ أجرانِ أجر السِرّ وأجر العلانِية

ترجمہ: امام ترمذی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: کہ ایک شخص خفیہ طور پر کوئی عمل کرتا ہے پھر جب کوئی اس عمل پر آگاہ ہوتا ہے تو اسے خوشی ہوتی ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اس کے لیے دوہرا اجر ہے، چھپانے کا ثواب اور اعلانیہ (نیک عمل) کرنے کا ثواب۔

حدیث نمبر 45

وأخرج ابو نعيم فى الحلية، من حديث أبي ذر مثله۔

ترجمہ: ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل نقل کیا ہے۔

تخریج حدیث نمبر 44: سنن ابن ماجہ: 1412/2 رقم: 4226۔ تحفۃ الأحوذی: 59/7

تخریج حدیث نمبر 45: حلیۃ الاولیاء: 250/8

حدیث نمبر 46

نیک عمل دوسروں کو دکھا کر کرنے کا ثواب

امام طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، فرمایا: ایک شخص نبی کریم علیہ الصلاۃ و تسلیم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: میں کوئی عمل خفیہ طور پر کرتا ہوں مگر لوگوں کو اس کا پتا چل جاتا ہے، تو اس پر میں خوشی محسوس کرتا ہوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كُتِبَ لكَ أجران أجرُ السِّرِّ، وأجرُ العلانيه۔

ترجمہ: تمہارے لیے دوہرا اجر لکھا جاتا ہے، چھپا کر کرنے کا ثواب اور دکھا کر کرنے کا ثواب۔

حدیث نمبر 47

بظاہر اور پوشیدہ نیکی کا اجر و ثواب

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں حبیب بن ابی ثابت سے روایت کیا ہے، کہ بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم کچھ اعمال چھپا کر کرتے ہیں، پھر ہم لوگوں کو ان اعمال کا تذکرہ کرتے سنتے ہیں، تو ہمیں خوشی ہوتی ہے کہ ہمارا ذکر بھلائی کے ساتھ ہو رہا ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لكم أجران أجر السّر و أجر العلانيه

ترجمہ: تمہارے لیے دو اجر ہیں، چھپانے کا اجر اور دکھانے کا اجر۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اہل علم نے اس کی شرح یوں کی ہے کہ

تخریج حدیث نمبر 46: مجمع الزوائد: 270/2, 290/10۔ ابن ماجہ: 412/2، رقم: 4226 عن ابی ھریرۃ

تخریج حدیث نمبر 47: المصنف: 17558/14

اسے اچھا لگتا ہے کہ لوگ اس کی تعریف اچھے الفاظ میں کریں اس حدیث کے مصداق کہ انتم شهداء الله فی الارض۔تم زمین پر اللہ کے گواہ ہو۔ نہ کہ اپنی بڑائی اور تعظیم کے خیال سے۔اور بعض علماء نے کہا ہے کہ دکھانے میں حکمت ہے کہ جب کوئی اس عمل سے آگاہ ہوتو وہ بھی اسے نیکی سمجھ کر اختیار کرے اور کرنے والا یہ امید رکھے کہ اسے بھی اس کا اجر ملے گا تو یوں اسے سب کرنے والوں کے برابر اجر ملے۔

حدیث نمبر 48

زمانہ فساد میں نیکی کا اجر وثواب

امام سعید بن منصور اپنی سنن میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حمص (شام کا شہر) میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

أيها الناس! انكم في زمان لعامل الله فيه أجرٌ واحد وأنه سيكون من بعدكم زمان يكون لعامل الله فيه أجران۔

ترجمہ: اے لوگو! تم اس زمانے میں ہو کہ اس اللہ کے لیے عمل کرنے والے کا ثواب اس کے عمل کے مطابق ہے، اور عنقریب تمہارے بعد ایک زمانہ ہوگا جب اللہ کے لیے عمل کرنے والے کو دوہرا ثواب ملے گا۔

حدیث نمبر 49

جنازہ کے ساتھ پیدل چلنے کا دوگنا ثواب

اور وہی (سعید بن منصور) کہتے ہیں: ہمیں اسماعیل بن ابراہیم نے، انہیں سعید الجریری نے ابوالسلیل سے روایت کیا اور انہوں نے عبداللہ بن رباح الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، فرمایا:

للماش فی الجنازة قیراطان وللراکب قیراط۔

ترجمہ: جنازہ میں پیدل چلنے والے کے لیے دو قیراط اور سوار کے لیے ایک قیراط ثواب ہے۔

حدیث نمبر 50

جمعہ کو صدقہ کا زیادہ اجر و ثواب

ابن ابی شیبہ نے مصنف میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا، انہوں نے فرمایا:

الصدقة تضاعف یوم الجمعة۔

ترجمہ: جمعہ کے دن صدقہ کا ثواب بڑھا دیا جاتا ہے۔

حدیث نمبر 51

جمعہ کے دن نیکی اور بدی کا دوہرا ثواب و گناہ

اور انہوں نے ہی کعب سے نقل کیا ہے:

یوم الجمعة تضاعف فیہ الحسنة والسیئة۔

ترجمہ: جمعہ کے دن نیکی اور بدی کا صلہ بڑھا دیا جاتا ہے۔

حدیث نمبر 52

جمعہ کے دن نیکیوں کا ثواب بڑھ جاتا ہے

طبرانی نے اوسط میں حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

تضاعف الحسنات یوم الجمعة۔

تخریج حدیث نمبر 50: مصنف: 150/2

تخریج حدیث نمبر 51: مصنف: 150/2

تخریج حدیث نمبر 52: مجمع الزوائد: 164/2

ترجمہ: جمعہ کے دن نیکیوں کا اجر بڑھا دیا جاتا ہے۔

حدیث نمبر 53

جمعہ کے دن غسل کا ثواب

اور انہوں نے ہی حضرت ابوبکر صدیق اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

من اغتسل یوم الجمعة كفرت عنهُ ذنوبه و خطایاهُ فاذا أخذ فی المشی كتب لهُ خطوة عشرون حسنة۔

ترجمہ: جس نے جمعہ کے دن غسل کیا اس کے گناہ اور خطائیں مٹا دی جاتی ہیں۔ پھر جب وہ چلتا ہے تو ہر قدم پر اس کے لیے بیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

امام ابن ابی الدنیا نے کتاب ذکر الموت میں یحییٰ بن عتیق سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے بیان کیا: میں نے امام محمد بن سیرین علیہ الرحمہ سے پوچھا: ایک شخص کسی جنازہ میں حصول ثواب کے لیے نہیں بلکہ میت کے لواحقین کی شرم میں شریک ہوتا ہے تو کیا اسے اس کا اجر ملے گا؟ تو انہوں نے فرمایا: ایک اجر؟ بلکہ اسے دو گنا اجر ملے گا۔ ایک تو اپنے بھائی کی نماز جنازہ کا اجر اور دوسرا محلے داروں کی دل جوئی کا اجر۔

حدیث نمبر 54

قرآن پاک دیکھ کر پڑھنے کا دو ہزار گنا زیادہ ثواب

طبرانی اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت اوس ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قراءة الرجل فی غیر المصحف ألف درجة و قراءته فی المصحف تضاعف

تخریج حدیث نمبر 53: مجمع الزوائد: 164/2

ألفي حسنة۔

ترجمہ: انسان کا زبانی قرآن پڑھنا ایک ہزار درجہ ثواب ہے اور قرآن پاک سے دیکھ کر پڑھنا دو ہزار گنا نیکی ہے۔

حدیث نمبر 55

قرآن پاک سمجھ کر پڑھنے کا دوہرا ثواب

امام بیہقی نے شعب الایمان میں ہی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے، فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

من قرأ القرآن فأعربه كان له بكل حرف عشرون حسنة و من قرأه بغير إعراب كان له بكل حرف عشر حسنات۔

ترجمہ: جس نے قرآن کو خوب اچھی طرح (سمجھ کر) پڑھا اس کے لیے ہر حرف پر بیس نیکیاں ہیں اور جس نے بغیر سمجھے پڑھا اس کے لیے ہر حرف پر دس نیکیاں ہیں۔

امام سیوطی فرماتے ہیں: یہاں/اعراب سے مراد قرآن کے الفاظ کا مطلب و مفہوم ہے، نہ کہ نحو والے اصطلاحی معنی ہیں، یعنی لحن کے مقابلہ میں تجوید سے پڑھنا، کیونکہ اس کی عدم موجودگی میں قرأت، قرأت نہیں ہے، اور نہ ہی اس پر ثواب ملتا ہے اور یقیناً حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی صحیح مرفوع حدیث سے ثابت ہے: جس نے قرآن کا ایک حرف پڑھا تو اسے ایک نیکی ملتی ہے اور یہ ایک نیکی دس کے برابر ہے۔

اسے امام ترمذی نے نقل کیا ہے، اور حضرت ابن عمر والی ہماری نقل کردہ روایت ثواب میں اضافے کے حوالے سے واضح ہے۔

تخریج حدیث نمبر 54: مجمع الزوائد: 165/7

حدیث نمبر 56

لونڈی کی اچھی تربیت کا اجر وثواب

وأخرج ابن أبي شيبة في المصنف عن الأوزاعي قال: ابتعت جارية و شرط على أهلها أن لا أبيع، ولا أهب، ولا أمهر، فإذا مت فهي حرة۔ فسألت الحكم بن عتيبة، فقال: لا بأس به، وسألت مكحولاً فقال: لا بأس به، قلت يخاف علىّ منه۔ قال: بل أرجو لك فيه أجران۔

ترجمہ: ابن ابی شیبہ مصنف میں حضرت امام اوزاعی علیہ الرحمہ سے نقل کرتے ہیں: میں نے لونڈی خریدی اور اس کے مالک نے مجھ پر یہ شرط عائد کی کہ نہ میں اسے بیچوں گا، نہ ھبہ کروں گا نہ مھر میں دوں گا، اور جب میں مروں گا تو یہ آزاد ہوگی، تو میں نے حکم بن عتیبہ سے پوچھا: تو انہوں نے جواب دیا: اس میں کوئی حرج نہیں۔ پھر میں نے حضرت مکحول سے پوچھا: انہوں نے کہا اس میں حرج نہیں میں نے کہا: مجھے اس کے معاملہ میں خدشہ ہے۔ انہوں نے فرمایا:

بلکہ میں تمہارے لیے اس میں دوہرے اجر کا امیدوار ہوں۔

حدیث نمبر 57

ریاست عمان سے حج کا دوہرا ثواب

امام احمد نے ایسی سند سے جس کے راوی ثقہ ہیں، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

إني لأعلم أرضاً يقال لها عمان ينضح بها جانبها البحر الحجة منها أفضل من حجتين من غيرها۔

تخریج حدیث نمبر 56: مصنف ابن ابی شیبہ: 488/6

تخریج حدیث نمبر 57: مسند احمد: 30/2، عن عمر: 44/1۔ مجمع الزوائد: 56/10

ترجمہ: میں ایک ایسی سرزمین کو جانتا ہوں جسے عمان کہتے ہیں اس کے ایک کنارے پر سمندر بہتا ہے، وہاں سے ایک حج کرنا کسی اور زمین کی نسبت دو حج کرنے کے برابر ہے۔

حدیث نمبر 58

دین دار حاکم کا دوگنا اجر و ثواب

امام طبرانی نے معجم کبیر میں قیس بن عاصم سے اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا، فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

اذا كان يوم القيامة أمر بالوالي فيوقف على جسر جهنم فيأمر الله الجسر فينتفض انتفاضة فيزول كل عضو منه من مكانه. ثم يسأله فإن كان لله مطيعاً اجتذبه فأعطاه كفلين من الأجر. وإن كان لله عاصياً خرق به الجسر فهوى في نار جهنم سبعين خريفاً.

ترجمہ: جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک حکمران کو جہنم کے پل پر روکنے کا حکم ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ پل کو حکم دے گا کہ وہ اسے لٹکا دے پھر اس کے تمام اعضاء اپنی جگہ سے جھڑ جائیں گے، پھر اس کا حساب ہوگا، تو اگر وہ اللہ کا فرماں بردار ہوگا تو پل اسے اوپر کھینچ لے گا اور اسے دوگناہ زیادہ اجر دیا جائے گا۔ اور اگر اللہ کا نافرمان ہوگا تو پل اسے ٹکڑے ٹکڑے کر کے جہنم کی آگ میں ستر گنا گہرائی میں پھینک دے گا۔

تخریج حدیث نمبر 58: مجمع الزوائد: 206/5

اختتامیہ

آخر میں امام سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

ان تمام احادیث وآثار میں وارد فضائل کل ملا کر تیس سے کچھ زائد ہیں اور میں نے انہیں منظوم شعری صورت میں ڈھال دیا ہے۔

وجمع أتى فيما رويناه أنهم يُثْنَى لهم أجر حَوَوْه محقق

-1 ہماری روایت کردہ احادیث جن میں دوہرا اجر بیان کیا گیا ہے ان کا مجموعہ درج ذیل ہے۔

فأزواج خير الخلق أولهم و مَنْ على زوجها أو للقريب تصدّقا

-2 ان میں سے پہلے تو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی ازواج مطہرات میں اور پھر وہ خاتون جو اپنے شوہر اور اقارب پر خرچ کرے۔

وقار بجهد ذو اجتهاد أصاب وال وضوء اثنتين والكتابي صدقا

-3 پھر درست اجتہاد کرنے والا، اور اس میں پوری کوشش کرنے والا، اور دوبار وضو کرنے والا (یعنی دو دوبار پانی بہانے والا) اور اہل کتاب میں سے دوسری کتاب پر ایمان رکھنے والا بھی۔

و عبد أتى حق الإله و سيد و عامر يُرى مع غنى له تقى

-4 اور ایسا غلام جو اپنے دنیوی آقا اور مالک حقیقی دونوں کے حقوق ادا کرے اور ایسا امیر آدمی جو متقی بھی ہو۔

ومَنْ أمَةً يشرى فأدّب محسناً و ينكحها من بعد حين أعتقا

-5 اور وہ جو کنیز کو خریدے پھر اس کی اچھی طرح تربیت کرے اور پھر اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کرلے۔

ومن سنّ خیراً، أو أعاد صلاته   کذالك جبانٌ إذْ یجاھد ذا شقا

-6 اور جو کوئی بھلائی کا کام شروع کرے، یا نماز کو دہرائے، اس طرح بزدل آدمی جب کسی سرکش کے ساتھ جہاد کرے۔

کذالك شھیدٌ فی البحار و من أتی   له القتل من أھل الکتاب فألحقا

-7 ایسے ہی سمندر میں شہید ہونے والا۔

و طالبُ علم مدرك، ثم مسبغٌ   وضوءٌ لذی البرد الشدید محققا

-8 اور طالب علم جو علم مکمل حاصل کرے، پھر وضو کامل طور پر کرنے والا جبکہ سردی تیز ہو۔

و مستمع فی خطبة قد دنا و من   بتأخیر صفه أو لمسلم و قی

-9 اور امام کے قریب بیٹھ کر توجہ سے خطبہ سننے والا اور کسی مسلمان کو تکلیف سے بچانے کے لیے پچھلی صف میں کھڑا ہونے والا۔

و حافظ عصر، مع إمام مؤذن   ومن کان فی وقت الفساد موفّقا

-10 اور نماز عصر کی حفاظت کرنے والا، اور امام کے ساتھ مؤذن بھی اور وہ جو فتنہ و فساد میں شریعت و حق پر ثابت قدم رہے۔

و عامل خیر مخفیاً، ثم إن بدا   یری فَرِحاً مستبشراً بالذی ارتقی

-11 پھر وہ جو نیکی چھپا کر کرے مگر جب دوسروں پر ظاہر ہو جائے تو خوش ہو۔

ومغتسل فی جمعة عن جنابة   ومن فیه حقاً قد غدا متصدقا

-12 جمعہ کے دن غسل جنابت کرنے والا، اور وہ جو جمعہ کے دن صدقہ بھی کرے۔

وماشٍ یصلی جمعة ثم من أتی   بذی الیوم خیراً ما فَضِعْفُه مطلقا

-13 پھر پیدل چل کر جمعہ کی نماز کے لیے جانے والا اور اس دن زیادہ نیکیاں

کرنے والا، مطلقاً زیادہ ثواب اور اجر پاتا ہے۔

ومَنْ حتفه قد جاءه من سلاحه　　ونازع نعل إن لخير تسبقا

14- اور جو اپنے ہی اسلحہ سے زخمی یا شہید ہو اور خیر کے کاموں میں ننگے پاؤں چل کر جانے والا۔

وماشٍ لدی تشبیع میت، وغاسل　　یداً بعد أکل، والمجاهد أخفقا

15- اور جنازے کے ساتھ پیدل جانے ولا اور کھانے کے بعد ہاتھ دھونے والا، اور جہاد سے خالی ہاتھ لوٹنے والا۔

و متبع میتاً حیاء من أهله　　و مستمع الآثار فیما روی الشقا

16- اور جنازہ میں اس کے لواحقین کے لحاظ اور شرم میں شامل ہونے والا، اور دینی مواعظ (قرآن وحدیث) کو پوری توجہ سے سننے والا۔

ولی مصحف یقرأ، و قاریه معرباً　　بتفهیم معناه الشریف محققا

17- اور قرآن پاک دیکھ کر پڑھنے والا اور معانی ومفہوم کے ساتھ سمجھ کر قرآن پڑھنے والا۔

یہی اس کا اختتامیہ ہے اور اللہ ہی کا شکر واحسان ہے اور ہمارے آقا ومولا محمد (ﷺ) اوران کے آل واصحاب پر صلاۃ وتسلیم بہت زیادہ اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔

وحسبنا اللہ ونعم الوکیل

تکمیل: یکم شعبان المعظم ۱۴۳۳ھ

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ۖ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۔

اور وہ جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے وہی صدیقین اور شہداء ہیں۔

(الحدید:19)

شہید کون کون ہے؟

(ترجمہ)

ابواب السعادة فی اسباب الشهادة

(سعادت کے دروازوں سے شہادت کی راہوں پر گامزن ہونے والے)

حضرت علامہ امام جلال الدین السیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ

(۸۴۹-۹۱۱ھ)

تقدیم، ترجمہ، تخریج، حواشی

علامہ محمد شہزاد مجددی

دار الاخلاص لاہور

انتساب!

عمِّ مصطفیٰ، سیّد الشہداء،

حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ

کے وسیلہ سے!

گیاری سیکٹر کے شہداء

.... کے نام!

اللّٰھم اغفرھم

تقدیم

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ غیر معمولی وسعت مطالعہ کے حامل محدث اور عاشقان حدیث میں سے نامور ہستی کے مالک ہیں۔ کسی ایک ہی موضوع پر نثر و نظم میں متعدد کتب و رسائل کی تالیف و تصنیف آپ کا طرۂ امتیاز ہے۔ پیش نظر رسالہ "ابواب السعادۃ فی اسباب الشہادۃ" بھی اسی سلسلۃ الذہب کی ایک سنہری کڑی ہے۔ اس عجالہ نافعہ میں آپ نے ایسی تمام احادیث کو جمع کرنے کی سعی بلیغ فرمائی ہے جن میں اس امت کے اہل ایمان کو شہادت کی بشارتیں سنائی گئی ہیں۔ یعنی شہادت حکمی کو بیان کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ شہید کون کون ہے؟ اور شہادت کی کتنی اقسام ہیں اور کون سی موت شہادت کی موت ہے اور کس حالت میں موت آئے تو اسے شہادت کا ثواب یا شہید کا اجر ملتا ہے۔

اپنے موضوع کے اعتبار سے یہ انتہائی اہم رسالہ ہے کیونکہ اس موضوع پر اس سے پہلے اتنا جامع علمی کام کسی اور نے نہیں کیا البتہ امام سیوطی کے بعد کچھ اہل علم نے اس موضوع پر قلم اٹھایا ہے۔ یوں امام سیوطی علیہ الرحمہ کو اس موضوع پر لکھنے والوں میں سبقت اور اولیت کا شرف بھی حاصل ہے۔

امام سیوطی علیہ الرحمہ کے علاوہ جن علماء نے اس موضوع پر مستقل قلم اٹھایا ہے ان کے اسماء اور تالیفات کی فہرست درج ذیل ہے:

۱۔ العبرۃ مما جاء فی الغزو والشہادۃ والہجرۃ

مؤلف: صدیق حسن خان (تحقیق: محمد السعید البسیونی) مطبوع۔

اربعین کی صورت میں احادیث کا انتخاب ہے، جس میں اسی رسالہ سے استفادہ کرتے ہوئے متذکرہ احادیث نقل کی گئی ہیں۔

۲۔ انخاف النبلاء بفضل الشهادة وانواع الشهداء۔ (مطبوع)

شیخ عبداللہ بن محمد بن الصدیق الغماری

اس میں بھی امام سیوطی علیہ الرحمہ کے رسالہ سے احادیث نقل کی ہیں جن میں شہید کے فضائل پر مبنی احادیث کا اضافہ بھی ہے، اوران کی کل تعداد ستر ہے۔

۳۔ الشهيد: شیخ حسن خالد

۴۔ تذكرة الشهيد: دکتور ضیاء الدین زنگی

۵۔ الشهادة والشهيد (تحقیقی مقالہ)

نزار عبدالقادر محمد ریان

جامعہ اردن سے ایم اے اسلامی شریعہ کے لیے لکھا گیا فاضلانہ تحقیقی مقالہ ہے۔ جس میں فاضل مؤلف نے کمال جانفشانی سے اپنے موضوع کا حق ادا کیا ہے۔ انہوں نے بھی مقدمہ میں امام سیوطی علیہ الرحمہ کے اس رسالہ کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کی سبقت واولیت کا ذکر کیا ہے۔

۶۔ ردّ المختار شرح دُر المختار

علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ

علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ نے شہادت حکمی کے تحت کل تینتالیس اقسام بیان کی ہیں۔ علامہ شامی (ج1، ص 852-53) لکھتے ہیں:

''علامہ سیوطی نے ''کتاب التثبیت'' میں حکمی شہداء کی تعداد کو تیس تک پہنچایا ہے، انہوں نے کہا (1) جو شخص پیٹ کی بیماری (خواہ اسہال ہو یا استسقاء) میں

فوت ہو جائے۔(2) ڈوب جائے۔(3) کسی چیز کے نیچے دب جائے۔(4) نمونیہ ہو جائے۔(5) عورت دردزہ میں مر جائے۔(6) پھیپھڑوں کی بیماری ہو۔(7) سفر میں ہو۔(8) مرگی ہو۔(9) بخار ہو۔(10) اہل کی حفاظت کر رہا ہو۔(11) مال کی حفاظت کر رہا ہو۔(12) جان کی حفاظت کر رہا ہو۔(13) مظلوم ہو یعنی ظلما مارا جائے۔(14) کسی سے عشق ہو اور اسے مخفی رکھے اور حرام سے بچے(15) جس شخص کے گلے میں پانی وغیرہ کا پھندا لگنے سے اچھو ہو اور مر جائے (16) درندے نے پھاڑ کھایا ہو(17) بادشاہ نے ظلما قید کیا ہو(18) یا زبردستی پٹوایا ہو(19) بادشاہ کے خوف سے روپوشی میں مر گیا ہو(20) سانپ، بچھو وغیرہ نے کاٹا ہو(21) علم شرعی کی طلب میں مرا ہو(22) ثواب کی نیت سے اذان دیتا ہو(23) سچا تاجر(24) جو شخص اپنے اہل وعیال اور ماتحتوں میں حکم شرعی جاری کرتا ہو اور انہیں حلال کھلاتا ہو (25) جہاز میں متلی اور قے سے مر جائے(26) جو عورت سوکن یا کسی دوسری عورت سے غیرت پر صبر کر کے مرے (27) جو شخص ہر روز پچیس بار یہ دعا مانگے اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لِیْ فِی الْمَوْتِ وَفِیْمَا بَعْدَ الْمَوْتِ (28) جو شخص نماز چاشت پڑھے، ہر ماہ تین روزے رکھے اور سفر وحضر میں وتر نہ چھوڑے(29) جو شخص امت کے فساد کے وقت سنت نبوی پر مضبوطی سے قائم رہے(30) جو شخص اپنے مرض موت میں 40 بار کہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝

علامہ شامی مزید فرماتے ہیں:

بعض مالکی علماء نے اس تعداد پر چند شہداء کا مزید اضافہ کیا ہے:

(1) جو شخص جل کر مر جائے (2) جو شخص گھوڑا تیار کر کے جہاد کا منتظر رہے (3) جو شخص ہر شب سورۃ یٰسین پڑھے(4) جو شخص سواری سے گر کر مر جائے(5) جو شخص رات کو باوضو سوئے اور اسے باوضو موت آئے (6) جو شخص عمر بھر لوگوں کی

خاطر مدارات کرتا رہے (7) جو شخص ہر روز سو بار درود شریف پڑھے (8) جو شخص صدق دل سے اللہ کی راہ میں شہید ہونے کی دعا کرے (9) جو شخص ضرورت کے وقت مسلمانوں کے کسی شہر میں غلہ پہنچانے کا انتظام کرے (10) جو شخص جمعہ کے دن وفات پائے (11) جو شخص صبح کو تین بار پڑھے: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، اور سورۂ حشر کی آخری تین آیتیں پڑھے اور اسی دن وفات پائے۔ ان کے علاوہ علامہ شامی نے دو اور قسمیں بیان کی ہیں۔ (1) جو طاعون کی جگہ صبر سے ٹھہرا رہے (2) عورت جو حالت نفاسی میں مرجائے۔ (ردالمحتار:1/852-853)

۷۔ شرح مسلم (علامہ غلام رسول سعیدی)

علامہ غلام رسول سعیدی نے شرح مسلم (ج5، ص936) میں اس تعداد کو پینتالیس (45) تک پہنچانے کا دعویٰ کیا ہے۔

علامہ سعیدی لکھتے ہیں:

''خلاصہ یہ ہے کہ علامہ سیوطی نے حکمی شہداء کی تعداد تیس بیان کی، بعض مالکی علماء نے ان پر مزید گیارہ کا اضافہ کیا اور علامہ شامی نے بھی ان کے علاوہ دو قسمیں بیان کیں اور یہ کل تینتالیس اقسام ہوگئیں، لیکن علامہ شامی نے ان میں سے صرف دو تین قسموں کے ثبوت میں احادیث پیش کی ہیں اور فرمایا کہ ہم نے اختصار کی وجہ سے دلائل کو حذف کر دیا ہے۔ ہم نے اس سلسلہ میں احادیث اور آثار سے تتبع کر کے حکمی شہداء کی تعداد پینتالیس تک پہنچا دی ہے۔'' (ایضا:ص936)

اس کے بعد شارح مسلم نے تقریباً ان تمام احادیث کو با حوالہ درج کر دیا ہے جو پیش نظر رسالہ (ابواب السعادۃ) میں بھی مندرج ہیں۔'' الخ

صفحہ 944 پر لکھتے ہیں:

ایک حدیث میں ہے جو شخص طاعون کی جگہ سے نہ بھاگے اس کو شہید کا اجر

ملے گا۔اور یہ چوالیسویں قسم ہے۔

اس کے تحت انہوں نے صحیح بخاری کی متعلقہ حدیث نقل کی ہے۔جبکہ حضرت موصوف صفحہ 935 پر بحوالہ علامہ شامی شہادت کی یہ قسم نقل کر چکے ہیں۔صرف اس کا حوالہ بصورت متن حدیث نقل کر دینے سے چوالیسویں قسم کا اضافہ بہر حال سمجھ سے باہر ہے۔واللہ اعلم بالصواب

اسی طرح پینتالیسویں قسم کے تحت انہوں نے لکھا ہے جو کسی بھی بیماری میں فوت ہوا وہ شہید ہےاور آگے بطور حوالہ سنن ابن ماجہ کی روایت نقل کی ہے۔

جبکہ یہ حدیث بھی امام سیوطی علیہ الرحمہ نے''**ابواب السعادۃ فی اسباب الشھادۃ**''میں نمبر 27 پر نقل فرمائی ہے۔

آخر میں علامہ سعیدی لکھتے ہیں:

میں نے بعض حواشی میں پڑھا تھا کہ علامہ سیوطی نے حکمی شہداء کی تعداد میں ایک رسالہ لکھا ہےاور اسی سلسلہ میں احادیث اور آثار سے تیس حکمی شہداء کا بیان کیا ہے، مجھے وہ رسالہ دستیاب نہیں ہوسکا تاہم میں نے توکلاً علی اللہ کتب احادیث میں ایسی احادیث کو تلاش کیا......اس سے پہلے میرے علم میں ایسی کوئی تصنیف نہیں ہے جس میں احادیث کے حوالوں سے حکمی شہداء کی تعداد کو بیان کیا گیا ہو، روایات میں علامہ سیوطی کی نظر بہت وسیع ہے لیکن انہوں نے بھی بقول علامہ شامی احادیث کے حوالوں سے تیس شہداء کا بیان کیا ہےاور میں ان کے سامنے طفل مکتب اور بالکل تہی دامن ہوں اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے مجھے احادیث کے حوالوں سے پینتالیس شہداء کا بیان کرنے کی توفیق دی۔'' (ایضا:ص 945)

یقیناً حضرت شارح مسلم کی نظر سے یہ رسائل نہیں گزر سکے جس کے نتیجہ میں اس قسم کی صورت حال پیش آئی ورنہ عیاں راچہ بیاں، بہر حال الفضل للمتقدم کے

مصداق ہم نے یہ وضاحت ضروری سمجھی تا کہ سبقت واولیت کا سہرا سابق ہی کے سر رہے اور فوق کُلِّ ذِی عِلْمٍ عَلِیْم کی صداقت مزید واضح ہو جائے۔

رسالہ کے آخر میں حضرت مؤلف امام سیوطی علیہ الرحمہ کی برکت سے جو سات احادیث ان کے رسالہ میں درج ہونے سے رہ گئیں تھیں راقم آثم کی نظر سے گزریں تو انہیں بھی بطور ضمیمہ شامل رسالہ کر دیا گیا ہے۔ امید ہے حضرت کی روح اس سے مزید خوش ہو گی۔ مولیٰ جل سُبحانہ وتعالیٰ اس کاوش کو شرف قبولیت سے نواز کر مؤلف ومترجم وناشر اوران کے والدین کی بخشش فرما کر انہیں بھی زمرۂ شہداء میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین!

اللھم ارزقنا شھادۃً فی سبیلك

احقر العباد!

محمد شہزاد مجددی سیفی

غفر اللہ لہٗ ولوالدیہ

دارالاخلاص لاہور۔

12-6-2012

شہادت کے اسباب

اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے اور وہی لائق بھروسہ اور حقیقی سرپرست ہے۔ تمام تر تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں، جس نے اپنے بندوں میں سے جس جس کے لیے چاہا سعادت کے دروازے کھول دیے اور جسے منتخب کیا اور سعادت مندی کے ساتھ مختص فرمایا اسے شہادت کے وسائل فراہم فرمائے، اور ہمارے آقا و مولا محمدؐ پر صلاۃ وسلام جو ایسے خصائص کے ساتھ متصف ہیں جنہیں کوئی بھی شمار کرنے والا شمار نہیں کر سکتا اور ان کے آل و اصحاب اور خدام و معاونین پر بھی صلاۃ وسلام!

بعدازاں!

تحقیق میں نے ارادہ کیا کہ ایسی احادیث تلاش کروں جن میں اسباب شہادت کی نشان دہی کی گئی ہے اور وہ، جنہیں خود نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے شہید قرار دیا ہے، کہ ان کے لیے شہادت کا ثواب ہے، سو میں نے اس رسالہ میں ان احادیث کو بالاستیعاب جمع کر کے اس کا عنوان "ابواب السعادۃ فی اسباب الشہادۃ" رکھا ہے۔

حدیث نمبر 1

امام بخاری و مسلم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

عن ابي هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الشهداء خمسة المطعون والمبطون والغريق وصاحب الهدم والشهيد في سبيل الله۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

شہید پانچ لوگ ہیں جو طاعون میں مرے جو پیٹ کے مرض میں مرے اور جو ڈوب کر مرے اور جو دب کر مرے اور جو اللہ کی راہ میں شہید ہوا۔

حدیث نمبر 2

عن عبد الله بن عبد الله بن جابر بن عتيك عن ابيه عن جده أنه مرض فأتاه النبي صلى الله عليه وسلم يعوده فقال قائل من أهله إن كنا لنرجو ان تكون وفاته قتل شهادة في سبيل الله فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن شهداء أمتي إذا لقليل القتل في سبيل الله شهادة والمطعون شهادة والمرأة تموت بجمع شهادة يعني الحامل والغرق والحرق والمجنوب يعني ذات الجنب شهادة

ترجمہ: حضرت جابر بن عتیک سے روایت ہے کہ وہ بیمار ہوئے تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیادت کیلئے تشریف لائے تو گھر والوں میں سے کسی نے عرض کیا

تخریج حدیث نمبر 1: صحیح بخاری: ج 1۔ الجهاد فتح الباری: 42/6۔ صحیح مسلم: کتاب الامارة: 1521/3

تخریج حدیث نمبر 2: سنن ابن ماجہ: ج2، رقم 960۔ موطا مالک: 233/1 رقم: 234۔ مسند احمد: 446/5۔ سنن ابی داؤد: الجنائز النسائی: 12/4، مستدرک حاکم: 352/1۔

ہمیں یہ امید تھی کہ یہ راہ خدا میں شہادت حاصل کر کے اس دنیا سے جائیں گے تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر راہ خدا میں کٹ مرنا ہی شہادت ہو تو میری امت میں شہید بہت کم رہ جائیں گے۔ راہ خدا میں کٹ مرنا (اعلیٰ درجہ کی) شہادت ہے طاعون سے مرنے والا بھی شہید ہے حمل کے زچگی میں مرنے والی عورت بھی شہید ہے پانی میں ڈوب کر مرجانا جل جانا اور ذات الجنب (پسلی کے ورم) میں مرجانا بھی شہادت ہے۔

حدیث نمبر 3

امام ابونعیم اصفہانی "حلیۃ الاولیاء" میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے (میرا خیال ہے مرفوعاً) روایت کرتے ہیں، فرمایا:

المرأة في حملها الى وضعها الى فصالها كالمرابط في سبيل الله فاذا ماتت فيما بين ذلك فلها أجرُ شهيد۔

ترجمہ: عورت حالت حمل میں بچے کی پیدائش تک اور پھر دودھ چھڑانے تک راہ خدا میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے اور اگر اسی دوران فوت ہوجائے تو اس کے لیے شہید کے برابر اجر ہے۔

حدیث نمبر 4

وَ أخرج الطبراني في الكبير عن سلمان رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم:

ما تعدون الشهيد فيكم؟ قالوا: الذي يقتل في سبيل الله قال: إن شهداء أمتي إذن لقليل۔ القتل في سبيل الله شهادة والطاعون شهادة والنفساء شهادة والحرق شهادة والغرق شهادة والسل شهادة والبطن شهادة۔

تخریج حدیث نمبر 3: حلیۃ: 298/4۔ مجمع الزوائد: 560/4۔

تخریج حدیث نمبر 4: معجم کبیر: 303/6۔ مجمع الذوائد: 301/5۔

ترجمہ: امام طبرانی ''معجم کبیر'' میں حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم لوگ شہید کسے سمجھتے ہو؟ صحابہ کرام نے جواب دیا: جو اللہ کی راہ میں مارا جائے، تو فرمایا: یقیناً اس طرح تو میری امت کے شہید تھوڑے ہوں گے۔ اللہ کی راہ میں قتل ہونا شہادت ہے، طاعون کی موت بھی شہادت ہے زچگی کی موت شہادت ہے، جل کر مرنا بھی شہادت ہے پانی میں ڈوب کر مرنا بھی شہادت ہے، دمہ کی موت شہادت ہے، پیٹ کی بیماری سے مرنا شہادت ہے۔

امام قرطبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اہل علم کا اختلاف ہے کہ پیٹ کی بیماری سے مراد استسقاء ہے یا پیچش وغیرہ اس بارے میں علماء کے دونوں اقوال ملتے ہیں۔

حدیث نمبر 5

و أخرج أحمد عن أبي موسى الأشعري رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: فناء أمتي بالطعن والطاعون قيل يا رسول الله صلى الله عليه وسلم هذا الطعن قد عرفناه فما الطاعون؟ قال: وخز أعدائكم من الجن وفي كل شهادة.

ترجمہ: امام احمد حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: انہوں نے فرمایا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے:

میری امت کی ہلاکت زخموں کی شدت (نیزے کی ضرب) اور طاعون (وبائی

تخریج حدیث نمبر 5: مجمع الزوائد: 3/47، رقم: 3858

امراض) سے ہوگی۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! زخم تو ہمیں معلوم ہے یہ طاعون کیا ہے؟ فرمایا: تمہارے دشمن جنات کا نشانہ اور ان دونوں میں مرنا شہادت ہے۔

حدیث نمبر 6

وأخرج الطبراني في الأوسط عن ابن عمر رضي الله عنهما مثلهُ۔

ترجمہ: امام طبرانی نے ''معجم الاوسط'' میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایسا ہی روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر 7

وأخرج الطبراني في الكبير عن عتبة بن عبدالله عن النبي صلى الله عليه وسلم: يأتي الشهداء والمتوفون بالطاعون فيقول أصحاب الطاعون: نحن شهداء والمتوفون بالطاعون فيقول أصحاب الطاعون: نحن شهداء فيقال: انظروا فإن كانت جراحهم كجراح الشهداء تسيل دما كريح المسك فهم شهداء فيجدو نهم كذلك۔

ترجمہ: امام طبرانی نے ''معجم کبیر'' میں عتبہ بن عبداللہ سے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے: شہداء اور طاعون سے وفات پانے والے (محشر میں) اُٹھیں گے تو طاعون کی بیماری سے مرنے والے کہیں گے ہم بھی شہداء ہیں: تو کہا جائے گا: دیکھو! اگر ان کے زخم شہداء کے زخموں کی طرح ہیں اور ان سے مشک کی مہک والا خون بہہ رہا ہے تو یہ شہداء ہیں، تو وہ ایسا ہی پائیں گے۔

تخریج حدیث نمبر 6: مجمع الزوائد: 314/2

تخریج حدیث نمبر 7: احمد: 185/4۔ مجمع الزوائد: 314/2

حدیث نمبر 8

و أخرج أحمد و النسائی عن العرباض بن ساریة نحوه.

ترجمہ: امام احمد اور نسائی نے حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر 9

و أخرج البخاری و النسائی عن عائشة رضی الله عنها قالت: سألت رسول الله صلی الله علیه وسلم عن الطاعون فأخبرنی أنه کان عذابا یبعثه الله علی من یشاء و جعله رحمة للمؤمنین فلیس من رجل یقع الطاعون فیمکث فی بلده صابرا محتسبا. یعلم أنه لا یصیبه إلا ما کتب الله له إلا کان له مثل أجر شهید.

ترجمہ: حضرت عائشہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ انہوں نے کہا میں نے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے طاعون کی حقیقت دریافت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا طاعون ایک عذاب ہے، جس کو اللہ تعالی اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے نازل فرماتا ہے اور خدا تعالی اس کو مومنوں کے لئے رحمت قرار دیتا ہے اور جس جگہ طاعون ہو اور وہاں کوئی خدا کا مومن بندہ ٹھہرا رہے (یعنی آبادی اور شہر کو چھوڑ کر نہ بھاگ جائے) اور صابر اور خدا تعالی سے ثواب کا طالب رہے اور یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ اس کو کوئی مصیبت نہیں پہنچے گی مگر صرف وہی جو خدا تعالی نے اس کے لئے مقرر کر دی ہے تو اس کو شہید کا ثواب ملتا ہے۔

حدیث نمبر 10

و أخرج أحمد عن جابر بن عبدالله رضی الله عنهما سمعت رسول الله صلی

تخریج حدیث نمبر 8: احمد: 4/128-129۔ النسائی: 6/32۔

تخریج حدیث نمبر 9: صحیح بخاری: کتاب الانبیاء: فتح الباری: 6/513۔ مسند احمد: 6/64۔

الله علیه وسلم یقول فی الطاعون الفار منه کالفار من الزحف، و من صبر فیه کان لهٗ أجر شهید.

ترجمہ: امام احمد رحمہٗ اللہ تعالیٰ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو طاعون کے بارے فرماتے سنا: طاعون سے بھاگنے والا میدان جنگ سے بھاگنے والے کی طرح ہے اور جس نے اس میں صبر سے کام لیا اس کے لیے شہید کا ثواب ہے۔

حدیث نمبر 11

امام عبد الرزاق نے ''مصنف'' میں حضرت مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ فرمایا:

اربع هی شهادة للمسلمین الطاعون، والنفساء والغرق والبطن۔

ترجمہ: چار چیزیں مسلمانوں کے لیے شہادت کا درجہ رکھتی ہیں: طاعون، زچگی کی موت، ڈوب جانے اور پیٹ کی بیماری سے مرنا۔

حدیث نمبر 12

امام طبرانی نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

المیت من ذات الجنب شهید۔

ترجمہ: پسلی کے ورم سے مرنے والا شہید ہے۔

تخریج حدیث نمبر 10: مسند احمد: 360/3۔ مجمع الزوائد: 315/2۔

تخریج حدیث نمبر 11: مصنف عبد الرزاق: 271/5

تخریج حدیث نمبر 12: مجمع الزوائد: 317/2

حدیث نمبر 13

امام ابن ماجہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

موت الغریب شهادة

ترجمہ: مسافر کی موت شہادت ہے۔ (یعنی دیار غیر میں مرنے والا شہید ہے)

حدیث نمبر 14

امام ابوعثمان (اسماعیل بن عبدالرحمن بن احمد) الصابونی رحمۃ اللہ "المائتین" میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

موت المسافر شهادة

ترجمہ: مسافر کی موت شہادت ہے۔

حدیث نمبر 15

امام دیلمی نے "مسند الفردوس" میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الحمٰی شهادةٌ

ترجمہ: بخار (کی موت) شہادت ہے۔

تخریج حدیث نمبر 13: ابن ماجہ: کتاب الجنائز: 515/1

نوٹ: ابن ماجہ میں "موت الغربة شهادة" کے الفاظ ہیں۔ امام سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ابن جوزی نے ایک اور سند سے اس حدیث کو موضوعات میں درج کیا ہے اور ان کا یہ عمل درست نہیں ہے۔ میں نے اس حدیث کی بکثرت اسناد "اللآلی المصنوعہ" میں درج کی ہیں۔ (مترجم)

تخریج حدیث نمبر 14: سوائے اس رسالہ کے امام سیوطی علیہ الرحمہ نے بھی نقل نہیں کی۔ (مهذوی)

تخریج حدیث نمبر 15: جمع الجوامع: 408/1۔ فیض القدیر: 422/3

حدیث نمبر 16

امام ابو یعلی حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

من صرع عن دابته في سبيل الله فمات فهو شهيد.

ترجمہ: جو راہ خدا میں سواری سے گر کر مارا گیا تو وہ شہید ہے۔

حدیث نمبر 17

امام طبرانی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

رباط يوم في سبيل الله كصيام شهر وقيامه. ومن مات مرابطاً يجري عليه عملهٗ الذي كان يعمل وأومن الفتّان وبُعث يوم القيامة شهيداً.

ترجمہ: اللہ کی راہ میں ایک دن سرحد پر پہرا دینا ایک ماہ کے روزوں اور قیام کی طرح ہے اور جو سرحد پر پہرا دیتے ہوئے مر گیا تو اس کا یہ عمل جاری رہے گا اور وہ فتنہ قبر سے محفوظ رہے گا اور قیامت کے دن شہید اٹھایا جائے گا۔

حدیث نمبر 18

ابن حبان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من مات مرابطاً مات شهيدا

تخریج حدیث نمبر 16: مجمع الزوائد: 5/82-283، ایضاً: 5/301

تخریج حدیث نمبر 17: مسلم: 3/1520۔ مجمع: 5/290

نوٹ: صحیح مسلم "کتاب الامارۃ" میں یوم و لیلۃ یعنی ایک رات اور دن پہرا کے الفاظ ہیں جبکہ آگے خیرٌ من صیام شهرٍ و قیامه کے الفاظ ہیں۔ (مجذدی)

تخریج حدیث نمبر 18: فتح الباری: 6/43۔

ترجمہ: جو سرحد پر پہرا دیتے ہوئے مرا اس کی موت شہادت ہے۔

حدیث نمبر 19

امام عبدالرزاق اور طبرانی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

ان من تردی من رؤوس الجبال وتأکلہ السباع ویغرق فی البحار لشہیدٌ عند اللہ۔

ترجمہ: بے شک جو پہاڑ کی چوٹی سے گرا اور اسے درندے کھا گئے اور سمندر میں بہہ گیا تو وہ ضرور اللہ کے نزدیک شہید ہے۔

حدیث نمبر 20

عبدالملک بن ہارون بن عنترۃ سے نقل کیا گیا ہے اور وہ اپنے والد اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ما تعدون الشھید فیکم؟ قلنا: من قتل فی سبیل اللہ قال: ان شھداء امتی اذن لقلیل، من قتل فی سبیل اللہ فھو شھیدٌ و المتردی شھیدٌ والنفساء شھیدٌ والغریق شھید والسل شھیدٌ والحریق شھید والغریب شھید۔

ترجمہ: تم آپس میں شہید کسے سمجھتے ہو؟ ہم نے عرض کیا: جو اللہ کی راہ میں قتل کیا جائے، فرمایا: اس طرح تو میری امت کے شہید کم ہوں گے۔ جو اللہ کی راہ میں مارا گیا وہ شہید ہے، جو گر کر مرا وہ شہید ہے، زچگی کی حالت میں مرنا شہادت ہے، ڈوبنے والا شہید ہے، دمہ (ٹی بی) کا مریض مرجائے تو شہید ہے، جل کر مرنے والا شہید ہے، پردیسی مارا جائے تو شہید ہے۔

تخریج حدیث نمبر 19: مجمع الزوائد: 301/5، رقم: 302۔ فتح الباری: 44/6۔

تخریج حدیث نمبر 20: مجمع الزوائد: 301/5

حدیث نمبر 21

عن سعید بن زید عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من قُتِلَ دون مالِہٖ فھو شھید ومن قتل دون أھلِہٖ أو دون دمِہٖ أو دون دِینِہٖ فھو شھید

ترجمہ: حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص اپنا مال (بچاتے ہوئے) مارا جائے وہ شہید ہے، جو اپنے گھر والوں کی حفاظت کرنے میں مارا جائے وہ شہید ہے، یا اپنے آپ کو بچانے میں یا اپنے دین کو بچانے میں مارا جائے وہ شہید ہے۔

حدیث نمبر 22

امام احمد بسند صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم سے روایت کیا، فرمایا:

من قتل دون مظلمته فھو شھیدٌ

ترجمہ: جو کوئی اپنے حق کے لیے لڑتا ہوا مارا گیا وہ شہید ہے۔

حدیث نمبر 23

امام طبرانی اور حاکم نے مستدرک میں (بصحیح علی شرط شیخین) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

من أدی زکاۃ ما لہ طیب النفس بھا. یرید بھا وجہ اللہ والدار لآ خرۃ لم یغیب شیئاً من مالہ. فتصدی علیہ فی الحق فأسلاحہٗ فقاتل فقتل فھو شھید۔

تخریج حدیث نمبر 21: سنن ابوداؤد: کتاب السنۃ: عون المعبود: 121/3۔ النسائی: 107/7۔ سنن ابن ماجہ: 861/2۔ مجمع الذوائد: 244/6۔ ترمذی: کتاب الدیات

تخریج حدیث نمبر 22: مسند احمد: 205/2۔ مجمع الزوائد: 244/6

تخریج حدیث نمبر 23: مستدرک حاکم: کتاب الجھاد: 404/1۔ مجمع الزوائد: 82/3

ترجمہ: جس نے خوش دلی سے زکاۃ ادا کی، جس سے اس کا ارادہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور آخرت کی سرخروئی تھا اور اپنے مال سے کچھ نہ چھپایا، پھر اس پر حق کے معاملہ میں زیادتی کی گئی، تو اس نے اپنا ہتھیار لے کر لڑائی کی پھر مارا گیا تو وہ شہید ہے۔

حدیث نمبر 24

امام بزار نے حضرت ابو عبیدۃ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، فرماتے ہیں: میں نے پوچھا: یا رسول اللہ! اللہ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ معزز شہید کون ہے؟ فرمایا:

رجلٌ قام الی امام جائر فأمرہ بمعروف و نہاہ عن المنکر فقتلہٗ

ترجمہ: وہ شخص جو ظالم حاکم کے سامنے ڈٹ کر کھڑا ہوا پھر اسے نیکی کا حکم دیا اور برائی سے منع کیا تو حاکم نے اسے قتل کروا دیا۔

حدیث نمبر 25

امام طبرانی اور حاکم نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے:

من وقصہٗ فرسہ أو بعیرہٗ أو لدغتہٗ ھامۃ أو مات علی فراشہ فی سبیل اللہ علی ای حتف شاء فھو شھید۔

ترجمہ: جسے اس کے گھوڑے یا اونٹ نے گرا دیا، یا زہریلے کیڑے نے ڈس لیا یا اللہ کی راہ میں اپنے بستر پر کسی بھی طور مر گیا تو وہ شہید ہے۔

تخریج حدیث نمبر 24: مجمع الزوائد: 272/7-266۔ سنن نسائی: کتاب البیعت: 144/7

نوٹ: یہی روایت حضرت طارق بن شہاب اور ابو امامہ رضی اللہ عنہما سے بھی (ابن ماجہ وغیرہ میں) مروی ہے۔ (مترجم)

تخریج حدیث نمبر 25: مستدرک: کتاب الجہاد: 79-78/2۔ سنن بیہقی: 166/9

حدیث نمبر 26

أخرج الطبرانی فی "الکبیر" عن سرّا بنت نبھان الغنویة قالت: سُئِلَ النبیُّ صلی اللہ علیه وسلم عن الحیات، مایُقتل منھا؛ قالت فسمعته یقول: اُقتلُوا ما ظھر منھا، کبیرھا و صغیرھا، أسودھا و أبیضھا، فَاِنَّ مَنْ قتلھا مِنْ أُمَّتِی کانت فداءہ من النار، و من قتلته کان شھیداً۔

ترجمہ: امام طبرانی "معجم کبیر" میں حضرت سرّا بنت نبہان الغنویہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ سے سانپوں کے بارے میں پوچھا گیا کہ ان میں سے کسے مارا جائے؟ تو فرمایا: ان میں سے جو ظاہر ہو جائے، چھوٹا ہو یا بڑا، سیاہ ہو یا سفید (اسے مار دیا جائے) تو بے شک میرے جس بھی امتی نے اسے مار دیا تو یہ اس کا نار جہنم سے فدیہ ہو گا اور جسے اس (موذی جانور) نے مار دیا وہ شہید ہے۔

حدیث نمبر 27

ابن ماجہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من مات مریضاً مات شھیداً، ووقی فتنة القبر و غدی و ریح علیه برزقه من الجنة.

ترجمہ: جو شخص بیماری کی حالت میں مرا اس کی موت شہادت ہے، وہ عذاب قبر سے محفوظ رہے گا اور صبح و شام جنت سے اس کو رزق پہنچایا جاتا ہے۔

امام قرطبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: مریض سے مراد یہاں وہ شخص ہے جو پیٹ کی بیماری (اسہال وغیرہ) سے مرا جیسا کہ دوسری حدیث میں یہ قید لگائی گئی ہے۔

میں (امام سیوطی) کہتا ہوں: اکثر حفاظ حدیث نے کہا ہے کہ یہاں راوی سے

تخریج حدیث نمبر 26: مجمع الزوائد: 45/4

تخریج حدیث نمبر 27: ابن ماجہ: کتاب الجنائز: 515/1

غلطی ہوئی ہے، کیونکہ یہاں الفاظ "من مات مرابطا" (جو پہرہ دیتے ہوئے مرا) کے ہیں نہ کہ مریض، یعنی بیماری کی حالت میں۔ (دیکھیے حدیث نمبر 18)

حدیث نمبر 28

خطیب بغدادی نے تاریخ اور امام دیلمی نے "الفردوس" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے، کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من عشق فعف فکتم فمات فهو شهيدٌ۔

ترجمہ: جس نے عشق کیا پھر پاک دامن رہا اور اسے چھپایا اور اسی حالت میں مر گیا تو وہ شہید ہے۔

اس روایت کے بارے میں محدثین نے مفصل کلام کیا ہے۔ بعض نے اسے موضوع اور بعض نے ضعیف قرار دیا ہے، جبکہ ابن حزم وغیرہ نے اس کی تصحیح کی ہے۔ (فیض القدیر: 180/6)

حدیث نمبر 29

امام ابوداؤد حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا سے اور وہ نبی ﷺ سے روایت کرتی ہیں۔

المائد فی البحر الذی یصیبه القیء له أجر شهید۔

ترجمہ: جسے سمندر میں چکر آنے سے قے لگ جائے (بیمار ہو جائے) اسے (وفات کی صورت میں) شہید کا ثواب ہے۔

اس حدیث کے آخر میں "والغریق له اجر شهیدین" کے الفاظ ہیں۔ یعنی سمندر میں ڈوب کر مرنے والے کے لیے دو شہیدوں کا ثواب ہے۔

تخریج حدیث نمبر 28: کنز العمال: 416/4

تخریج حدیث نمبر 29: ابوداؤد: الجهاد: عون المعبود: 170/7

حدیث نمبر 30

امام عبدالرزاق "مصنف" میں حضرت عبداللہ بن نوفل رضی اللہ عنہ سے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا:

المیت فی سبیل اللہ شہید۔

ترجمہ: اللہ کی راہ میں مرنے والا شہید ہے۔

حدیث نمبر 31

امام طبرانی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

المرء یموت علی فراشہ فی سبیل اللہ شہید۔

ترجمہ: اللہ کی راہ میں بستر پر مرنے والا شخص بھی شہید ہے۔

اور فرمایا: کہ ایسا ہی پیٹ کی بیماری والے، زہریلے جانور کے ڈسنے سے مرنے والے، ڈوبنے والے، جلنے والے، جسے درندے کھا جائیں اور سواری سے گر کر مرنے والے کے لیے بھی فرمایا گیا ہے۔

حدیث نمبر 32

امام ابوالقاسم ابن ابی عبداللہ بن مندۃ علیہ الرحمہ "کتاب الایمان" میں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں، انہوں نے فرمایا:

جس شخص کو حاکم نے بے گناہ قید کیا اور وہ قید میں مر گیا تو وہ شہید ہے اور ہر مومن جو مر جائے تو وہ شہید ہے۔

تخریج حدیث نمبر 30: مصنف عبدالرزاق: الجہاد: 268/5

تخریج حدیث نمبر 31: فتح الباری: 44/6

تخریج حدیث نمبر 32: فتح الباری: 44/6

حدیث نمبر 33

امام بزار اور طبرانی نے سند حسن کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، سے اور انہوں نے نبی علیہ السلام سے روایت کیا، فرمایا:

ان اللہ کتب الغیرۃ علی النساء والجہاد علی الرجال فمن صبر منھن کان لھا اجر شھید۔

ترجمہ: بے شک اللہ نے شرم وحیا عورتوں پر اور جہاد مردوں پر فرض کیا تو عورتوں میں سے جس نے اس پر استقامت اختیار کی اس کے لیے شہادت کا ثواب ہے۔

حدیث نمبر 34

امام ابوداؤد اور بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

موت الغریب شھادۃ

ترجمہ: پردیسی کی موت شہادت ہے۔

یہ حدیث دوبارہ آئی ہے، دیکھیے حدیث نمبر 13۔

امام بیہقی کہتے ہیں: امام بخاری نے اس حدیث کی سند میں راوی ہذیل بن حکم کے تفرد کی طرف اشارہ کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ ''منکر الحدیث ہے۔'' بیہقی فرماتے ہیں: یہی روایت ایک اور سند سے بھی مروی ہے جو اس سے بھی زیادہ ضعیف ہے۔

حدیث نمبر 35

پھر حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

من مات غریباً مات شھیداً

تخریج حدیث نمبر 33: مجمع الزوائد: 320/4۔ فیض القدیر: 250/2

تخریج حدیث نمبر 34: سنن ابی داؤد میں نہیں ہے۔ واللہ اعلم!

تخریج حدیث نمبر 35: دیکھیے حدیث نمبر 13

ترجمہ: جو غربت (پردیس) کی موت مرا وہ شہادت کی موت مرا۔

حدیث نمبر 36

ابن عساکر اپنی تاریخ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ڈوبنے والا شہید ہے، جل جانے والا شہید ہے، پردیسی (مسافر) شہید ہے، زہریلے کیڑے (کے ڈسنے سے مرنے والا) شہید ہے، اور پیٹ کی بیماری سے مرنے والا شہید ہے۔

حدیث نمبر 37

امام طبرانی ''اوسط'' میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں، فرماتی ہیں، میں نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا شہید صرف وہی ہے جو میدان جنگ میں مارا جائے؟ فرمایا:

اے عائشہ! اس طرح تو میری امت کے شہید بہت تھوڑے رہ جائیں گے۔
جس نے ہر روز پچیس بار یہ کہا:
اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لِیْ فِی الْمَوْتِ وَفِیْمَا بَعْدَ الْمَوْتِ۔
پھر وہ اپنے بستر پر مر گیا تو اللہ تعالیٰ اسے شہید کا ثواب عطا فرمائے گا۔

حدیث نمبر 38

ابو نعیم نے ''حلیۃ الاولیاء'' میں حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا: فرمایا رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

من تعدون الشهيد فيكم؟ قالوا من اصابه السلاح: قال: كم من

تخریج حدیث نمبر 36: الفتح الکبیر: 260/2

تخریج حدیث نمبر 37: مجمع الزوائد: 301/5

اصابۂ السلاح لیس بشھید و کم من قدمات علی فراشه حتف انفهٖ عند الله صدیق شھید۔

ترجمہ: تم اپنے میں شہید کسے سمجھتے ہو؟ صحابہ نے کہا: جسے ہتھیار سے موت آئے، فرمایا: کئی ہتھیار سے مرنے والے ہیں جو شہید نہیں اور کئی اپنے بستر پر مرنے والے ہیں جو ناک کے مڑنے سے مرتے ہیں مگر اللہ کی بارگاہ میں درجۂ صدیقیت وشہادت پر ہیں۔

حدیث نمبر 39

امام طبرانی "معجم کبیر" میں سند حسن کیساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں، انہوں نے بیان کیا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

من صلی الضحٰی و صام ثلاثة أیام من الشھر ولم یترك الوتر فی حضر ولا سفر کتب له أجرُ شھید۔

ترجمہ: جس نے نماز چاشت ادا کی اور ہر ماہ کے تین روزے (ایام بیض کے) رکھے اور سفر وحضر میں وتر کی نماز نہ چھوڑی اس کے لیے ایک شہید کا ثواب لکھا جاتا ہے۔

حدیث نمبر 40

وعن ابی ھریرة قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم (مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِی عند فسادِ امتی فله اجرُ مِائَةِ شھیدٍ) رواه البیھقی فی کِتٰبِ الزھدِ له من حدیثِ ابنِ عباسٍ۔

ترجمہ: اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ راوی ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ

تخریج حدیث نمبر 38: حلیۃ الاولیاء: 251/8۔ فیض القدیر: 50/5۔

تخریج حدیث نمبر 39: مجمع الذوائد: 241/2

تخریج حدیث نمبر 40: مشکوۃ المصابیح: ص 30، طبع کراچی۔ مجمع الذوائد: 172/1۔

وسلم نے ارشاد فرمایا میری امت کے بگڑنے کے وقت جس آدمی نے میری سنت کو دلیل بنایا اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ بیہقی نے یہ روایت اپنی کتاب زہد میں عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کی ہے۔

حدیث نمبر 41

امام بزار علیہ الرحمہ نے حضرت ابو ہریرۃ اور ابوذر غفاری رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے، انہوں نے بیان کیا: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اذا جاء الموت لطالب العلم وهو على هذه الحال مات وهو شهيد

ترجمہ: جب کسی طالب علم کی موت آئے اور وہ طلب علم میں مشغول ہو تو وہ شہید ہے۔

حدیث نمبر 42

امام حاکم نے مستدرک میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے نقل کیا انہوں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا:

هل أدلكم على اسم الله الاعظم، دعاء يونس، فقال رجل يا رسول الله هل كانت ليونس خاصة؟ فقال ألا تسمع قوله عزوجلّ، و نَجَّيْنَاهُ مِنَ الغَمِّ وَ كذلك نُنجِي المومنين۔

فأيما مسلم دعا بها في مرضه أربعين مرة فمات في مرضه ذلك أعطى أجر شهيد وان برأ برأ مغفورًا له

ترجمہ: کیا میں تمہیں اللہ کا اسم اعظم نہ بتاؤں؟ وہ دعائے یونس علیہ السلام (لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ) ہے۔ تو ایک صاحب نے کہا: یارسول اللہ! کیا یہ صرف یونس علیہ السلام کے لیے تھی، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

تخریج حدیث نمبر 41: مجمع الزوائد: 1/124

تخریج حدیث نمبر 42: مستدرک حاکم: 506/1۔ کتاب الدعاء: 506/1

کیا تم نے یہ فرمان باری نہیں سنا؟ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذَٰلِكَ نُنجِي الْمُؤْمِنِينَ... الخ اور ہم نے اسے غم سے نجات دی اور ایسے ہی مومنوں کو نجات دیں گے۔

تو جو مسلمان اسے اپنی بیماری میں چالیس مرتبہ پڑھے پھر اس مرض میں فوت ہو جائے تو اسے شہید کا ثواب دیا جائے گا، اور اگر تندرست ہو گیا تو یہ صحت اس کے لیے باعث بخشش ہو گی۔

حدیث نمبر 43

عن أبي سعيد قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "التاجر الصدوق الأمين مع النبيين والصديقين والشهداء"

ترجمہ: حضرت ابو سعید کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قول و فعل میں نہایت سچائی اور نہایت دیانتداری کے ساتھ کاروبار کرنے والا شخص نبیوں صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا) ترمذی دارمی دارقطنی اور ابن ماجہ نے یہ روایت حضرت ابن عمر سے نقل کی ہے نیز ترمذی نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

حدیث نمبر 44

اسی طرح کی روایت حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

حدیث نمبر 45

امام دیلمی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

تخریج حدیث نمبر 43: ابن ماجۃ:724/2۔ مستدرک حاکم: البیوع 6/2۔

تخریج حدیث نمبر 44: ترمذی:299/4، کتاب البیوع۔ سنن دارمی:163/2۔

من جلب طعاماً الی مصر من أمصار المسلمین کان لہٗ أجرُ شھید۔

ترجمہ: جس نے مسلمانوں کے کسی شہر میں اناج پہنچایا تو اس کے لیے ایک شہید کا ثواب ہے۔

حدیث نمبر 46

امام طبرانی نے ''معجم کبیر'' میں حضرت ابو کاھل رضی اللہ عنہ سے نقل کیا، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من سعی علی امرأتہ و ولدہ وما ملکت یمینہٗ نعیم فھم اسر اللہ ویطعمھم من حلال کان حقا علی اللہ أن یجعلہٗ مع الشھداء فی درجاتھم۔

ترجمہ: جس نے اپنے بیوی بچوں اور کنیز و غلام کے لیے کمائی کی تا کہ حکم شرع کے موافق ان سے سلوک کرے اور انہیں رزق حلال کما کر کھلائے تو اللہ کے ذمہ لازم ہے کہ اسے زمرۂ شہداء میں شامل فرمائے۔

امام ذہبی کہتے ہیں: اس کی اسناد میں تاریکی ہے۔

حدیث نمبر 47

دیلمی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من عاش مداریاً مات شھیدا

ترجمہ: جو لوگوں سے مدارات کرتے ہوئے زندہ رہا شہید کی موت مرے گا۔

حدیث نمبر 48

حضرت مکحول شامی (تابعی) سے بھی ان الفاظ میں روایت آئی ہے اور امام

تخریج حدیث نمبر 45: مسند فردوس بحوالہ جمع الجوامع: 770/1

تخریج حدیث نمبر 46: معروف مصادر میں نہیں ملی۔

تخریج حدیث نمبر 47: جمع الجوامع: 800/1

ابوطاہر السّلفی سے بحوالہ ابوالطاہر الحنّیلی بھی یہ حدیث مروی ہے۔

حدیث نمبر 49

امام طبرانی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے، فرمایا: کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

المؤذن المحتسب کالشھید المتشحط فی دمه و اذا مات لم یُدوِّدفی قبرہ

ترجمہ: اللہ کی خاطر اذان دینے والا، خون میں لت پت شہید کی طرح ہے اور جب مرے گا تو قبر میں بوسیدہ نہیں ہوگا۔

حدیث نمبر 50

امام ابن ابی شیبہ "مصنف" میں حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ ان سے ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو اولوں کے پانی سے نہایا اور پھر سردی سے ٹھٹھر کر مر گیا؟ تو انہوں نے فرمایا: اس نے شہادت پائی۔

حدیث نمبر 51

امام حاکم نے عروۃ بن زبیر سے نقل کیا ہے کہ ابوسفیان بن حارث نے منیٰ میں سر منڈوایا تو حجام نے سر مونڈتے ہوئے ان کے سر کا ایک پھوڑا کاٹ دیا تو وہ وفات پا گئے، تو صحابہ کرام نے انہیں شہید قرار دیا۔

حدیث نمبر 52

امام طبرانی نے "اوسط" اور "معجم صغیر" میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، فرمایا: حضور علیہ السلام نے فرمایا:

تخریج حدیث نمبر 49: مجمع الزوائد: 3/2

تخریج حدیث نمبر 51: مستدرک حاکم: 256/3۔ الاصابۃ: 179/7

جس نے مجھ پر ایک بار درود بھیجا، اللہ تعالیٰ اس پر دس بار رحمت نازل فرماتا ہے اور جس نے مجھ پر دس بار درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس پر سو بار رحمت نازل فرماتا ہے، اور جس نے مجھ پر سو بار درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس کے ماتھے پر منافقت سے نجات لکھ دیتا ہے اور قیامت کے دن اسے شہداء میں شامل فرمائے گا۔

حدیث نمبر 53

امام اصبہانی نے "الترغیب والترہیب" میں حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

من قال حین یمسی و حین یصبح: اَللّٰھُمَّ اِنِّی اُشْھِدُكَ بِاَنَّكَ اَنْتَ اللهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ اَبُوْءُ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَ اَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ اِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ غیرُكَ

ترجمہ: تو پھر اگر اس نے صبح کو یہ پڑھا اور اس دن شام تک فوت ہو گیا تو شہادت کی موت مرے گا۔ اور اگر شام کو پڑھا اور اس رات فوت ہو گیا تو شہید کی موت مرے گا۔

حدیث نمبر 54

امام ترمذی نے بحوالہ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے، فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"من قال حین یصبح ثلاث مرّاتٍ:

أعوذُ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرَّجیم وَ قرأ ثلاث آیاتٍ من آخرِ سورة الحشر و کل اللہ به سبعین الف ملكٍ یُصلون علیه حتی یمسی وَان مَات فِی ذلك الیوم مَات شهیدًا و مَن قالها حین یُمسی کان بتلك المنزلةِ۔

تخریج حدیث نمبر 52: مجمع الزوائد: 163/10

تخریج حدیث نمبر 54: ترمذی: فضائل القرآن باب 22 تحفۃ الأحوذی: 239/8۔ سنن دارمی: 329/2، عمل الیوم واللیلۃ: ص 252۔

ترجمہ: جس نے صبح کے وقت تین بار پڑھا: أعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرّجیم پھر سورۃ حشر کی آخری تین آیات کی تلاوت کی، اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتوں کو مقرر فرما دیتا ہے جو اس کے لیے بخشش کی دعا مانگتے ہیں یہاں تک کہ شام ہو جائے اور اگر اس دوران وہ فوت ہو گیا تو شہید ہے، اور ایسے ہی جس نے شام کو پڑھا اس کے لیے وہی مرتبہ ہے۔

حدیث نمبر 55

امام ابن السنی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے انھوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا:

آپ ﷺ نے ایک شخص کو وصیت فرمائی کہ:

جب بھی اپنے بستر پر جانا سورۃ حشر پڑھ لینا، اگر موت آ گئی تو شہادت کی موت مرو گے۔

حدیث نمبر 56

حمید بن زنجویہ نے "فضائل اعمال" میں ایاس بن لکبیر رضی اللہ عنہ کے مرسلات سے نقل کیا ہے، کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من مات یوم الجمعۃ کتب اللہ لہٗ أجر شہید ووقی فتنۃ القبر۔

ترجمہ: جو شخص جمعہ کے دن مرے گا، اللہ اس کے لیے ایک شہید کا ثواب لکھے گا اور وہ عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔

حدیث نمبر 57

امام احمد اور بیہقی رحمہا اللہ تعالیٰ حضرت سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے

تخریج حدیث نمبر 55: عمل الیوم واللیلۃ: ص 262، رقم: 723

تخریج حدیث نمبر 56: حدیث نہیں ملی۔

روایت کرتے ہیں، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

تم میری امت میں سے کسے شہید سمجھتے ہو؟ صحابہ کرام نے جواب دیا: جو راہ خدا میں قتل کیا جائے، فرمایا: اس طرح تو میری امت کے شہید کم رہ جائیں گے۔ اللہ کی راہ میں قتل ہونا شہادت ہے، پیٹ کی بیماری (میں مرنا) شہادت ہے، طاعون کی وبا سے مرنا شہادت ہے، پانی میں ڈوب کر مرنا شہادت ہے، اور عورت جو بچے (کی پیدائش) سے مرے شہیدہ ہے۔

حدیث نمبر 58

امام بیہقی حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں، انہوں نے کہا:

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: تم آپس میں شہید کسے سمجھتے ہو؟ ہم نے جواب دیا: اللہ کی راہ میں قتل ہونے والا شہید ہے، اللہ کی راہ میں پیٹ کی بیماری سے مرنے والا شہید ہے، اور اپنی سواری سے گر کر مرنے والا شہید ہے اور راہ خدا میں ڈوب کر مرنے والا شہید ہے پسلیوں کے ورم سے مرنے والا شہید ہے۔

حدیث نمبر 59

امام احمد نے حضرت راشد بن حبیش رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

ان رسول اللہ دخل علی عبادۃ بن الصامت یعودہ فی مرضہ فقال:

ترجمہ: بے شک رسول اللہ ﷺ حضرت عبادہ بن صامت کی عیادت کے لیے ان کے ہاں تشریف فرما ہوئے تو پوچھا: کیا تم لوگ جانتے ہو میری امت میں شہید کون ہے؟ تو سب لوگ خاموش رہے۔ تو حضرت عبادہ نے کہا: یا رسول

تخریج حدیث نمبر 57: مسند احمد: 5/314-315۔ مجمع الزوائد: 3/299۔ دارمی: الجہاد: 2/127

تخریج حدیث نمبر 58: الترغیب والترہیب: 4/127

تخریج حدیث نمبر 59: مسند احمد: 3/489۔ مجمع الزوائد: 5/299۔

اللہ! اللہ کی رضا کے لیے صبر کرنے والا، تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا:
اس طرح تو میری امت کے شہید کم رہ جائیں گے، اللہ کی راہ میں قتل ہونا شہادت ہے، طاعون شہادت ہے، ڈوبنا شہادت ہے، پیٹ کی بیماری میں مرنا شہادت ہے اور زچگی کی حالت میں مرنے والی عورت کو اس کا بچہ اپنی ناف سے کھینچ کر جنت میں لے جائے گا، اور جل جانا اور دمہ سے مرنا شہادت ہے۔

حدیث نمبر 60

امام مسلم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

من طلب الشهادة صادقا أعطي ولو لم يصبها.

ترجمہ: جو صدق دل سے شہادت طلب کرتا ہے اسے اس کا ثواب ملتا ہے اگرچہ وہ بظاہر شہید نہ ہو۔

حدیث نمبر 61

امام حاکم نے اسے ان الفاظ میں نقل کیا ہے:

من سأل القتل في سبيل الله صادقاً ثم مات أعطاه الله أجر شهيد.

ترجمہ: جس نے سچے دل سے راہ خدا میں مرنے کی دعا مانگی پھر وہ طبعی موت مر گیا تو اللہ تعالیٰ اسے شہید کا ثواب دے گا۔

تخریج حدیث نمبر 60: مسلم: کتاب الجهاد: 1517/3

تخریج حدیث نمبر 61: مستدرک: الجهاد: 77/2

حدیث نمبر 62

امام نسائی نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر 63

امام طبرانی "معجم کبیر" میں حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں: فرمایا:

جس نے اللہ سے اس کی راہ میں جان دینے کی دعا صدق دل سے مانگی پھر وہ طبعی موت مر گیا یا قتل ہو گیا تو اسے شہید کا ثواب ملے گا۔

حدیث نمبر 64

امام احمد اور حاکم نے حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

من سأل الله الشهادة بصدق بلغه الله منازل الشهداء. و إن مات على فراشه.

ترجمہ: جس نے اللہ تعالیٰ سے صدق دل سے شہادت کی موت مانگی اللہ اسے شہیدوں کے درجے پر پہنچا دے گا، اگرچہ وہ اپنے بستر پر ہی مرا ہو۔

تخریج حدیث نمبر 62: سنن نسائی: 22/6

تخریج حدیث نمبر 63: مجمع الزوائد: 297/5

تخریج حدیث نمبر 64: مسند احمد: 244/5۔ مستدرک حاکم: الجہاد: 77/2

اس مضمون کی احادیث صحیح مسلم، ترمذی اور سنن دارمی 125/2 وغیرہ میں بھی منقول ہیں۔

خاتمہ 65

امام مروزی نے "کتاب العیدین" میں اپنی سند سے حضرت محمد بن عباد المخزومی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: انہوں نے فرمایا:

لا یستشهد مؤمن حتی یکتب اسمهٔ عشیة عرفة فیمن یستشهد."

ترجمہ: کوئی مومن شہادت کے مرتبہ پر فائز نہیں ہوتا جب تک کہ اس کا نام عرفہ کی رات شہیدوں کے دفتر میں لکھ نہ دیا جائے۔

بحمد اللہ تعالیٰ اس کی مدد اور بہترین توفیق سے رسالہ مکمل ہوا۔

تکمیل ترجمہ:
12-6-2012، رجب المرجب 1433ھ

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی
(اقبال)

تخریج حدیث نمبر 65:
نوٹ: کتاب العیدین 10 اوراق پر مشتمل مخطوط ہے، جس کے نسخے مختلف کتب خانوں میں موجود ہیں۔ (حدیث نمبر 6)

ضمیمہ

درج ذیل سات احادیث امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ "ابواب السعادت" میں شامل نہیں ہیں، جنہیں ہم اللہ کی تائید و توفیق سے بطور ضمیمہ اس رسالہ میں شامل کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ ان سات احادیث میں آٹھ اسباب شہادت مزید بیان ہوئے ہیں۔

حدیث نمبر 1

عن انس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:
من بات على طهارة ثم مات من ليلته مات شهيدا۔

ترجمہ: جو شخص باوضو سویا اور اس رات فوت ہو گیا تو وہ شہادت کی موت مرا۔

حدیث نمبر 2

عن سليمان بن بريدة عن أبيه رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من قال: اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَ اَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَ وَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ أبوءلك بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَ اَبُوْءُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْلِيْ اِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ
فَاِن قالها نهارًا فمات يومه ذلك مَاتَ شهيدًا وَ ان قالها ليلاً فمات من ليلته تلك مات شهيدا

تخریج حدیث نمبر 1: عمل اليوم والليلة: ص266 رقم: 738

تخریج حدیث نمبر 2: جمع الجوامع: 1/812۔ عمل اليوم والليلة: رقم: 41

ترجمہ: حضرت سلیمان بن بریدہ رضی اللہ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں:

انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے یہ پڑھا:

اے اللہ! تو میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے پیمان واقرار پر حتی المقدور قائم ہوں، میں اپنے کئے کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں، میں تیری عطا کردہ نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا اعتراف بھی کرتا ہوں، پس مجھے بخش دے، بے شک تیرے سوا کوئی گناہوں کا بخشنے والا نہیں۔

پھر اگر وہ صبح یہ پڑھے اور اس دن انتقال کر جائے تو شہید کی موت مرا اور اگر رات کو پڑھے اور اسی رات انتقال کر جائے تو شہادت کی موت مرا۔

حدیث نمبر 3

مشہور عربی شاعر فرزدق (ابونواس) سے مروی ہے کہ اس نے حضرت ابو ہریرہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہما سے سنا اور ان سے سوال کیا کہ میں اہل عراق میں سے ہوں، اور ایک گروہ ہم پر حملہ کرتا ہے اور وہ لوگ کلمہ طیبہ لا الہ اللہ کہنے والوں کو قتل کرتے ہیں، اور جو ان کے علاوہ (کفار) ہیں انہیں امان دیتے ہیں: تو ان دونوں حضرات نے مجھ سے فرمایا: ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: آپ نے فرمایا:

من قتلهم فلهٗ اجرُ شهيد و من قتلوهُ فلهٗ أجر شهيد

ترجمہ: جس نے انہیں قتل کیا اسے شہید کا ثواب ہے اور جسے انہوں نے قتل کیا اسے بھی شہید کا ثواب ہے۔

حدیث نمبر 4

عن معاذ بن انس رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه

تخریج حدیث نمبر 3: طبرانی اوسط سند جید و فتح الباری: 306/12، مجمع الزوائد: 234/6

وسلم: من قرء الف آية في سبيل الله كتب يوم القيامة مع النبيين و الصديقين و الشهداء و حَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا

ترجمہ: جس شخص نے اللہ کی خاطر ایک ہزار آیات کی تلاوت کی اللہ قیامت کے دن اسے انبیاء صدیقین وشہداء میں شامل فرمائے گا اور یہ لوگ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔

حدیث نمبر 5

حضرت عمرو بن مرہ سے مروی ہے، کہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور یقینا آپ اللہ کے رسول ہیں اور میں پانچ نمازیں پڑھوں گا، اور اپنے مال کی زکوٰۃ دوں گا اور رمضان کے روزے رکھوں گا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من مات على هذا كان مع النبيين و الصديقين و الشهداء يوم القيامه هكذا ونصب اصبيعه مالم يعق والديه.

ترجمہ: جو کوئی اس عقیدے اور عمل پر مرا تو وہ قیامت کے دن انبیاء اور صدیقین وشہداء کے ساتھ اس طرح ہوگا تو آپ نے اپنی انگلیوں کو باہم ملایا، تاوقت کہ اپنے والدین کا نافرمان نہ ہو۔

حدیث نمبر 6

عن جابر بن عبد الله رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من مات على وصية. مات على سبيل و سنة. و مات على تُقى وشهادة. و مات مغفوراً.

تخریج حدیث نمبر 4: سنن بیہقی: 9/172، مستدرک: 2/88

تخریج حدیث نمبر 5: مجمع الذوائد: 147/8

تخریج حدیث نمبر 6: ابن ماجہ: کتاب الوصایا: رقم: 9012

ترجمہ: جو کوئی وصیت کر کے مرا وہ اسلام اور سنت پر مرا اور تقویٰ وشہادت والی موت مرا، اور بخشش کی حالت میں مرا۔

حدیث نمبر 7

عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

من مات یوم الجمعة اولیلة الجمعة أجیر من عذاب القبر، وجاء یوم القیامة وعلیه طابع الشهداء

ترجمہ: جو شخص جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات فوت ہوا، وہ عذاب قبر سے محفوظ رہے گا اور قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس پر شہادت کی مہر ہوگی۔

نوٹ: پیش نظر رسالہ ''ابو اب السعادة فی اسباب الشهادة'' میں تقریباً پچاس سے زائد اسباب شہادت کا بیان ہوا ہے، جبکہ ان سات احادیث میں اٹھ مزید اسباب کا اضافہ ہو گیا ہے یوں کل ملا کر تقریباً 60 (ساٹھ) اسباب شہادت اس عجالہ نافعہ میں جمع ہو گئے ہیں۔

فالحمد للہ علی ذلك۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں بھی زمرۂ صدیقین وشہداء میں شمار فرمائے۔

آمین!

بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین

تخریج حدیث نمبر 7: صحیح ابن حبان: جمع الجوامع: 835/1

قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ط (الشوریٰ:23)

ترجمہ: کہہ دو کہ میں اس کا تم سے صلہ نہیں مانگتا سوائے اپنے اہل قرابت کی محبت کے۔

فضائل اہل بیت اطہار

فضائل اہل بیت اطہار پر مشتمل 160 احادیث کا ایمان افروز مجموعہ

حضرت علامہ امام جلال الدین السیوطی الصوفی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ

(۸۴۹-۹۱۱ھ)

ترجمہ، تخریج، حواشی

علامہ محمد شہزاد مجددی سیفی

دارالاخلاص لاہور

فہرست

ایسا گھر شہزادؔ تاریخ نبوت میں نہیں
ڈھونڈ کر لائے بھلا کوئی مثال اہل بیت

علامہ شہزاد مجددی

حدیث نمبر 1

مودت اہل بیت اجر رسالت ہے

اخرج سعید بن منصور فی سننه عن سعید بن جبیر. فی قوله تعالی:
قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى قال: قربی رسول الله ﷺ
سعید بن منصور رضی اللہ عنہ نے اپنی سنن میں سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے آیہ مودت:
قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ۔ (الشوریٰ:23)
ترجمہ: اے رسول! تم ان سے کہہ دو کہ میں اس تبلیغ رسالت کا اپنے قرابت داروں کی محبت کے سوا تم سے کوئی صلہ نہیں مانگتا۔ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ ''القربیٰ'' سے مراد، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرابت دار ہیں۔

حدیث نمبر 2

رسول اللہ کے قرابت دار کون ہیں؟

اخرج ابن المنذر، و ابن ابي حاتم، و ابن مردويه، في تفاسيرهم، والطبراني في المعجم الكبير، عن ابن عباس: لما نزلت هذه الآية:
قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى (قالوا: يا رسول الله! من قرابتك هؤلاءِ الذين وجبت علينا مودتهم؟ قال: علي وفاطمة وولداهما۔

تخریج حدیث نمبر 1: سیوطی: تفسیر در منثور، ج2، ص7۔ جسکانی: شواہد التنزیل، ج2، ص145۔ حاکم: مستدرک الصحیحین جلد 3، ص271۔ ابن حجر: صواعق محرقہ ص136۔ طبری: ذخائر العقبیٰ ص9۔

تخریج حدیث نمبر 2: سیوطی: در منثور، ج2، ص7۔ طبرانی المعجم الکبیر: ج1، ص:125۔ (قلمی نسخہ، ظاہریہ لائبریری، دمشق سوریہ) الھیثمی: مجمع الزوائد: ج9، ص118۔
(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ترجمہ: ابن منذر (۱) ابن ابی حاتم (۲) اور ابن مردویہ (۳) نے اپنی تفاسیر میں اور طبرانی (۴) نے اپنی کتاب "المعجم الکبیر" میں ابن عباس (۵) سے نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت:

قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى

نازل ہوئی تو لوگوں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: یا رسول اللہ! آپ کے وہ قرابتدار کون لوگ ہیں جن کی محبت ہمارے اوپر فرض کی گئی ہے؟

تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ علی، فاطمہ اور ان کے دونوں بیٹے (امام حسن اور امام حسین) ہیں۔

حدیث نمبر 3

حسنہ سے مراد آل محمد کی محبت ہے

اخرج ابن ابی حاتم، عن ابن عباس فی قولہ تعالی: (ومن یقترف حسنۃ

(حاشیہ پچھلے صفحہ پر) محب الدین طبری: ذخائر العقبی: ص 52۔

محب الدین طبری کہتے ہیں: اس حدیث کو احمد بن حنبل نے اپنی کتاب "المناقب" میں نقل کیا ہے۔

ابن صباغ مالکی: الفصول المھمۃ: 92

ابن صباغ نے بغوی سے مرفوع سند کے ساتھ ابن عباس سے اس حدیث کو نقل کیا ہے:

قرطبی: الجامع لاحکام القرآن، ج 61، ص 21,22۔

قرطبی اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں: اس حدیث میں دو بیٹوں سے مراد رسول اللہ کے دونوں نواسے حسنین ہیں جو جوانان جنت کے سردار ہیں۔

تفسیر کشاف: ج 2، ص 339۔ اسعاف الراغبین: ص 205۔ ارشاد العقل السلیم: ج 1، ص 665۔ حلیۃ الاولیا: ج 3، ص 201۔ مسند امام احمد بن حنبل: ج 1، ص 229۔ شواھد التنزیل: ج 2، ص 150,30۔ تفسیر طبری ج 65، ص 17۔ تفسیر ابن کثیر ج 4، ص 112۔ الصواعق المحرقہ ص: 101۔ نزل الابرار، ص 13۔ ینابیع المودۃ ص 268۔

قال: (المودة لآل محمد)

ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے اس آیہ (ومن یقترف حسنة)

ترجمہ: اور جو شخص بھی ایک نیکی حاصل کرے گا ہم اس کے لئے اس کی خوبی میں اضافہ کردیں گے۔

کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ آیت میں "حسنة" سے مراد آل محمد کی مودت ہے۔

حدیث نمبر 4

ایمان کا مدار آل رسول کی محبت پر ہے

اخرج احمد، والترمذی و صححه، والنسائی والحاکم، عن المطلب بن ربیعه، قال: قال رسول الله ﷺ: (والله لا یدخل قلب امری مسلم ایمان حتی یحبکم لله ولقرابتی)

ترجمہ: احمد، ترمذی، صحیح سند کے ساتھ، نسائی اور حاکم مطلب بن ربیعہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا:

تخریج حدیث نمبر 4: سیوطی: تفسیر در منثور ج6، ص7۔ تفسیر کشاف ج3، ص468۔ الفصول المهمة ص29۔ الجامع لاحکام القرآن، ج16، ص24۔

قرطبی مذکورہ آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں: اقتراف کے معنی حاصل اور اکتساب کرنے کے ہیں جس کا مادہ قرف بمعنی کسب ہے، اور اقتراف بمعنی اکتساب آیا ہے۔

الصواعق المحرقه، ص101۔ الشواهد التنزیل، ج2، ص147۔ فضائل الخمسة ج2، ص67۔

مزید حوالہ جات: المسند ج3، ص210، حدیث نمبر: 177۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ج3، ص304,305۔ باب مناقب عباس ابن عبدالمطلب۔

ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔ سیوطی: الدر المنثور ج6، ص7۔ (سیوطی نے اس حدیث کو آیہ مودت کے ذیل میں نقل کیا ہے)۔ طبری: ذخائر العقبی، ص29۔ متقی هندی: کنز العمال ج6، ص218۔ خطیب تبریزی: مشکاة المصابیح ج3، ص258,259۔

قسم بخدا کسی بھی مسلم مرد کے دل میں اس وقت تک ''ایمان'' داخل ہی نہیں ہو سکتا جب تک وہ خدا کی رضا اور میری قرابتداری کی وجہ سے تم (اہل بیت) کو دوست نہ رکھے۔

حدیث نمبر 5

اہل بیت کے معاملہ میں خدا کو یاد رکھو

اخرج مسلم، والترمذی والنسائی عن زید بن ارقم: ان رسول اللہ ﷺ قال: (اذکرکم اللہ فی اہل بیتی)

ترجمہ: مسلم، ترمذی اور نسائی نے زید بن ارقم سے نقل کیا ہے کہ رسول اسلام نے ارشاد فرمایا: اے میری امت والو! میں تم کو اپنے اہل بیت کے بارے میں خدا کو یاد دلاتا ہوں، (ان کا خیال رکھنا کیونکہ میں قیامت میں تم سے ان کے بارے میں سوال کروں گا اگر تم نے ان سے نیکی کی تو خدا کی رحمت تمھارے شامل حال ہوگی اور اگر تم نے انھیں ستایا تو اس کے عذاب سے ڈرو) [اقتباس از احادیث]۔

حدیث نمبر 6

کتاب اللہ اور اہل بیت سے تمسک ضروری ہے

اخرج الترمذی و حسنه والحاکم، عن زید بن ارقم: قال: قال رسول اللہ ﷺ: (انی تارک فیکم ما ان تمسکتم به لن تضلوا بعدی کتاب اللہ وعترتی اهل بیتی ولن یفترقا حتی یردا علی الحوض، فانظروا کیف تخلفونی فیهما)۔

تخریج حدیث نمبر 5: صحیح مسلم: فضائل الصحابۃ: 1873/4۔ المعرفۃ والتاریخ: 536/1۔ ریاض الصالحین: ص 170، رقم: 344۔ النسائی: 51/5، رقم: 8175۔ احمد: 492/5۔ صحیح ابن خزیمہ: 62/4، رقم: 2357۔

ترجمہ: ترمذی (سند حسن کے ساتھ) اور حاکم نے زید بن ارقم سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! میں تمھارے درمیان وہ چیز چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم نے اس سے تمسک کیا تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو گے، اور وہ کتاب خدا کی اور میری عترت ہے، جو میرے اہل بیت ہیں، اور دیکھو! یہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز ہرگز جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ یہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں گے، (لہٰذا اچھی طرح اور خوب سمجھ بوجھ لو!) تم میرے بعد ان کے بارے میں کیا رویہ اختیار کرتے ہو، اور ان کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو؟

تخریج حدیث نمبر 6: مسند احمد بن حنبل ج4، ص466,467۔ کنز العمال ج1، ص158,159۔
سیوطی: درمنثور ج6، ص7۔
(مذکورہ حدیث سیوطی نے اس کتاب میں ترمذی اور مسلم سے نقل کی ہے)۔
اکلیل، ص190۔ القول الفصل ج1، ص489۔ عین المیزان، ص12۔ فتح البیان، ج7، ص277۔
(۳) مذکورہ حدیث کو ترمذی نے باب مناقب اہل بیت میں نقل کیا ہے، اور حدیث نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں: یہ حدیث حسن اور غریب ہے۔
دیکھئے: الجامع الصحیح (ترمذی شریف) ج2، ص308۔
درج ذیل کتابوں میں بھی یہ حدیث نقل کی گئی ہے: کنز العمال ج1، ص154۔ ذخائر العقبی، باب فضائل اهل بیت۔ مسند احمد بن حنبل، ج3، ص17 و ج4، ص366۔ سنن بیهقی ج2، ص148، ج7، ص30۔ سنن دارمی ج2، ص431۔ مشکل الآثار ج4، ص368۔ اسد الغابۃ ج2، ص12۔ مستدرک علی الصحیحین ج3، ص109 و ص148۔ مجمع الزوائد ج1، ص163، وجلد 10، ص363۔ طبقات ابن سعد ج2، ص2۔ حلیۃ الاولیا جلد 1، ص355۔ تاریخ بغداد ج8، ص442۔ الصواعق المحرقۃ ص75۔ الریاض النضرۃ جلد 2، ص177۔ نزل الابرار ص33۔ ینابیع المودۃ ص31۔ مصابیح السنۃ ص205۔ جامع الاصول جلد 1، ص187۔ المواهب اللدنیہ ج7، ص7۔

حدیث نمبر 7

کتاب اللہ اور اہل بیت حوض کوثر تک ساتھ ہوں گے

اخرج عبد بن حمید فی مسندہ عن زید بن ثابت، قال: قال رسول اللہ ﷺ: (انی تارك فیکم ما ان تمسکتم بہ بعدی لن تضلوا، کتاب اللہ و عترتی اھل بیتی، و انھما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض)

ترجمہ: عبد بن حمید اپنی مسند میں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! میں تمھارے درمیان وہ چیز چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم نے اس سے تمسک کیا تو میرے بعد گمراہ نہ ہو گے، اور وہ کتاب خدا اور میری عترت ہے جو میرے اہل بیت ہیں، اور یہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہ ہونگے یہاں تک کہ یہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہونگے۔

حدیث نمبر 8

حدیث ثقلین

اخرج احمد، و ابو یعلی، عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ ﷺ قال: (انی اوشك ان ادعی فاجیب، و انی تارك فیکم الثقلین، کتاب اللہ، و عترتی اھل بیتی و ان اللطیف الخبیر اخبرنی انھما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض، فانظروا کیف تخلفونی فیھما).

ترجمہ: احمد اور ابو یعلی نے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے (اصحاب کو مخاطب قرار دیتے ہوئے) فرمایا: مجھے عنقریب بلایا جائے گا اور میں چلا جاں گا، چنانچہ میں تمھارے درمیان دو گرانقدر

تخریج حدیث نمبر 8: مسند احمد بن حنبل ج2، ص17۔ مسند ابو یعلی ج1، ص387۔ معجم طبرانی ج1، ص129 (قلمی نسخہ)۔ کنز العمال ج1، ص186، 167۔ طبقات ابن سعد ج6، ص194۔ ذخائر العقبی ص16۔

چیزیں چھوڑے جاتا ہوں: ایک کتاب خدا اور دوسری میری عترت، جو میرے اہل بیت ہیں، اور بیشک خدائے لطیف وخبیر نے مجھے آگاہ فرمایا ہے کہ یہ دونوں چیزیں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہ ہوں گی یہاں تک کہ یہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں گی، پس میں دیکھتا ہوں کہ میرے بعد تم ان کے بارے میں کیا رویہ اختیار کرتے ہو، اور ان سے کیا سلوک کرتے ہو؟

حدیث نمبر 9

اگر رسول ﷺ کی محبت چاہتے ہو تو اہل بیت سے محبت کرو

اخرج الترمذی وحسنه و الطبرانی عن ابن عباس: قال: قال رسول الله ﷺ: (احبوا الله لما یغذوکم به من نعمه واحبونی لحب الله واحبوا اهل بیتی لحبی)

ترجمہ: ترمذی (حسن سند کے ساتھ) اور طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! خدا کو دوست رکھو کیونکہ وہ تمھیں اپنی نعمتوں سے شکم سیر اور آسودہ کرتا ہے، اور مجھے بھی خدا کیلئے دوست رکھو، اور میری محبت کے واسطے میرے اہل بیت سے محبت کرو۔

حدیث نمبر 10

اہل بیت کے بارے میں رسول ﷺ کا خیال رکھو

اخرج البخاری عن ابی بکر الصدیق، قال: (ارقبوا محمدا رسول الله ﷺ فی اهل بیته)

تخریج حدیث نمبر 9: ترمذی، المناقب اہل بیت، طبرانی کبیر: 46/3، رقم: 2639۔ مستدرک حاکم: 150/3۔ میزان الاعتدال: 432/2

تخریج حدیث نمبر 10: صحیح بخاری ج 3، ص 251، باب "مناقب قرابة الرسول" طبری: ذخائر العقبی ص 18۔ کنز العمال ج 7، ص 106۔ الصواعق المحرقہ ص 228۔ درمنثور ج 6، ص 7۔ ریاض الصالحین: 170، رقم: 345۔

ترجمہ: امام بخاری حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ان کے اہل بیت کے بارے میں پورا پورا لحاظ اور پاس رکھو۔

حدیث نمبر 11

دشمن اہل بیت جہنم کی ہوا کھائے گا

اخرج الطبرانی . والحاکم . عن ابن عباس . قال: قال رسول اللہ ﷺ : (یا بنی عبد المطلب انی قد سالت اللہ لکم ثلاثاً . ان یثبت قلوبکم و ان یعلم جاهلکم . ویهدی ضالکم . و سالته ان یجعلکم جودا نجدا رحما . فلو ان رجلا صف بین الرکن والمقام فصلی و صام ثم مات وهو مبغض لاهل بیت محمد (ﷺ) دخل النار)

ترجمہ: طبرانی اور حاکم ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے بنی عبد المطلب! میں نے خدا سے تمھارے لئے تین چیزیں طلب کی ہیں، (اول) یہ کہ وہ تمھارے دلوں کو ثابت قدم رکھے، (دوم) یہ کہ تمھارے جاہلوں کو تحصیل علم کی توفیق عطا کرے، (سوم) یہ کہ تم میں سے جو راہ راست سے بھٹکے ہوئے ہیں ان کی ہدایت فرمائے، اور میں نے خدا سے چاہا ہے کہ وہ تم کو سخی، دلیر اور باہمی رحم و کرم کا خوگر بنائے، (کیونکہ یہ طے ہو چکا ہے کہ) جو شخص رکن و مقام کے درمیان نمازیں ادا کرے، اور روزے

تخریج حدیث نمبر 11: المعجم الکبیر ج3، ص121۔ حاکم: مستدرک الصحیحین ج3، ص148۔ حاکم اس حدیث کو ابن عباس سے مرفوع سند کے ساتھ نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں: یہ حدیث بشرط مسلم صحیح ہے۔
مجمع الزوائد ج9، ص171۔ منتخب کنز العمال ج5، ص306۔ تاریخ بغداد ج3، ص122۔ الصواعق المحرقہ ص140۔ محب الدین طبری: ذخائر العقبی ص81۔
محب الدین طبری نے اس حدیث کو اپنی مذکورہ کتاب میں اختصار کے طور پر نقل کیا ہے۔

رکھے (اور اپنی ساری عمر اسی طرح گزار دے) لیکن اگر وہ بغض اہل بیت لے کر مرا تو وہ جہنم میں جائے گا۔

حدیث نمبر 12

بنی ہاشم اور انصار سے بغض باعث کفر ہے

اخرج الطبرانی، عن ابن عباس: قال: قال رسول الله ﷺ: (بغض بنی هاشم والانصار کفر، وبغض العرب نفاق)

ترجمہ: طبرانی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بنی ہاشم اور انصار سے بغض رکھنا باعث کفر ہے، اور عرب (لوگوں) سے دشمنی رکھنا موجب نفاق ہے۔

نوٹ: اس حدیث میں انصار کے بغض کو بھی کفر کہا گیا ہے جو صحابہ کرام سے بغض رکھنے والوں کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ (مترجم)

حدیث نمبر 13

اہل بیت سے بغض رکھنے والا منافق ہے

اخرج ابن عدی، فی "الکامل" عن ابی سعید الخدری: قال: قال رسول الله ﷺ: (من ابغضنا اهل البیت فهو منافق)

ترجمہ: ابن عدی کتاب اکلیل میں ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو ہمارے اہل بیت سے بغض اور دشمنی رکھتا ہے وہ منافق ہے۔

تخریج حدیث نمبر 12: مجمع الزوائد: 273/9، رقم: 15011

تخریج حدیث نمبر 13: ذخائر العقبی: 51۔ دُرِّ منثور: 7/6

حدیث نمبر 14

اہل بیت کا دشمن جہنمی ہے

اخرج ابن حبان فی صحیحہ، والحاکم، عن ابی سعید الخدری: قال: قال رسول اللہ ﷺ: (والذی نفسی بیدہ لا یبغضنا اھل البیت رجل الا ادخلہ اللہ النار)

ترجمہ: ابن حبان (اپنی صحیح میں) اور حاکم، ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، جو اہل بیت کو دشمن رکھے گا خدا یقینا اسے جہنم میں داخل کرے گا۔

حدیث نمبر 15

اہل بیت سے بغض رکھنے والا حوض کوثر سے دھتکارا جائے گا

اخرج الطبرانی عن الحسن بن علی رضی اللہ عنہما انہ قال لمعاویہ بن خدیج: یا معاویہ بن خدیج! ایاك و بغضنا، فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: (لا یبغضنا احد، ولا یحسدنا احد الا ذید یوم القیامۃ عن الحوض بسیاط من نار)

ترجمہ: طبرانی حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ امام حسن نے معاویہ بن خدیج

تخریج حدیث نمبر 14: مجمع الزوائد ج2، ص172۔ کنز العمال ج6، ص204۔ ھیثمی بموارد الظمان الی زوائد ابن حبان ص555۔

(ھیثمی نے اس کتاب میں لفظ اہل البیت حذف کر دیا ہے)۔

الصواعق المحرقہ ص237، ابن حجر۔ حاکم: مستدرک الصحیحین ج3، ص150۔

حاکم کہتے ہیں: یہ حدیث بشرط صحیح مسلم صحیح ہے۔

سیوطی: الخصائص الکبری ج2، ص266۔ در منثور ج6، ص218۔

اور سیوطی کہتے ہیں: یہ حدیث احمد بن حنبل، حاکم اور ابن حبان نے ابو سعید خدری سے نقل کی ہے۔

تخریج حدیث نمبر 15: مجمع الذوائد: 272/9، رقم: 15008۔

کومخاطب قرار دیتے ہوئے کہا: اے معاویہ بن خدیج! ہمارے بغض سے اجتناب کر، کیونکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو بھی ہم سے بغض اور حسد کرے گا اسے روز قیامت آتشیں کوڑوں سے دھتکار کے بھگا دیا جائے گا۔

حدیث نمبر 16

عترت رسول ﷺ کے حق کا اعتراف نہ کرنے والا منافق، حرامی اور ولد الحیض ہوگا

اخرج ابن عدی، والبیہقی فی "شعب الایمان" عن علی، قال: قال رسول ﷺ: (من لم یعرف حق عترتی والانصار فھو لاحدی ثلاث. اما منافق، واما لزنی. واما لغیر طھور. یعنی حملته امه علی غیر طھر.)

ترجمہ: ابن عدی اور بیہقی [اپنی کتاب شعب الایمان میں] نے علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو میری عترت اور انصار کے حق کو نہ پہچانے وہ تین حالتوں سے خالی نہیں: یا وہ منافق ہوگا، یا زنا زادہ یا پھر اس کا نطفہ ایام عادت میں استقرار پایا ہوگا (یعنی اس کی ماں کے رحم میں اس کا نطفہ اس وقت قائم ہوا ہو جب اس کی ماں حیض کی حالت میں ہو)۔

حدیث نمبر 17

رسول ﷺ کا آخری ارشاد: میرے اہل بیت کے بارے میں میرا پاس رکھنا

اخرج الطبرانی فی الاوسط، عن ابن عمر: قال: (آخر ما تکلم به

تخریج حدیث نمبر 16: طبرانی: المعجم الکبیر ج1، ص124، 132 (قلمی نسخہ، ظاہریہ لائبریری دمشق سوریہ)۔ مجمع الزوائد ج9، ص172۔ کنز العمال جلد6، ص218۔ منتخب کنز العمال ج5، ص94۔ درمنثور ج6، ص7۔ کنز العمال ج6، ص218۔ منتخب کنز العمال ج5، ص94۔ الفصول المهمة ص27۔ الصواعق المحرقه، ص231۔

رسول ﷺ: (اخلفونی فی اھل بیتی)۔

ترجمہ: طبرانی کتاب "المعجم الاوسط" میں ابن عمر سے نقل کرتے ہیں: رسول اکرم نے آخری وقت (جب آپ دنیا سے رخصت ہو رہے تھے) جس جملہ کو ارشاد فرمایا وہ یہ تھا: اہل بیت کے بارے میں تم میرا لحاظ رکھنا)

حدیث نمبر 18

حب اہل بیت کے بغیر تمام اعمال بیکار ہیں

اخرج الطبرانی فی الاوسط، عن الحسن بن علی رضی اللہ عنہما، ان رسول اللہ ﷺ قال: (الزموا مودتنا اھل البیت فانہ من لقی اللہ وھو یودنا دخل الجنۃ بشفاعتنا، والذی نفسی بیدہ لا ینفع عبدا عملہ الا بمعرفۃ حقنا)

ترجمہ: طبرانی کتاب "المعجم الاوسط" میں علی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہم اہل بیت کی محبت ومودت کی گرہ (اپنے دلوں میں) مضبوط باندھ لو، اور اسے اپنے اوپر لازم قرار دے لو، کیونکہ جو بھی ہماری محبت لے کر مرے گا وہ ہماری شفاعت سے جنت میں داخل ہوگا، (اور بلا شک جس کے دل میں ہماری محبت نہ ہوگی وہ جہنم میں جائے گا) قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، کسی کا کوئی عمل فائدہ مند نہیں ہوگا مگر ہمارے حق کی معرفت کے ساتھ۔

حدیث نمبر 19

اہل بیت کا دشمن بروز قیامت یہودی اٹھے ہوگا

اخرج الطبرانی فی الاوسط، عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، قال: خطبنا رسول ﷺ فسمعتہ وھو یقول: (ایھا الناس من ابغضنا اھل البیت

تخریج حدیث نمبر 17: مجمع الزوائد: 257/9، رقم: 14961

تخریج حدیث نمبر 18: ھیثمی: مجمع الزوائد ج 9، ص 146۔ الصواعق المحرقہ، ص 90۔

حشرہ اللہ تعالٰی یوم القیامۃ یھودیا)

ترجمہ: طبرانی ''المعجم الاوسط'' میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک دن) خطبہ دیا جس میں آپ کو میں نے یہ فرماتے ہوئے سنا: اے لوگو! جس نے اہل بیت سے بغض رکھا خدا روز قیامت اسے یہود میں محشور کرے گا۔

حدیث نمبر 20

جو بنی ہاشم کو دوست نہ رکھے وہ مؤمن نہیں

اخرج الطبرانی فی الاوسط ،عن عبداللہ بن جعفر، قال:سمعت رسول اللہ ﷺ یقول: (یا بنی ھاشم انی قد سالت اللہ لکم ان یجعلکم نجباء رحماء وسالتہ ان یَھْدِیَ ضَالَّکُمْ، وَ یُؤمِنَ خَائِفَکُمْ، ویُشْبِعَ جائعکم ، والذی نفسی بیدہ لا یؤمن احد حتی یُحِبَّکم بحبی، أترجون ان تدخلوا الجنۃ بشفاعتی ولا یرجوھا بنو عبدالمطلب)

ترجمہ: طبرانی ''المعجم الاوسط'' میں عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اسلام سے میں نے سنا کہ آپ نے فرمایا: اے بنی ہاشم! میں نے خدا سے تمھارے لئے (چند چیزوں کو چاہا ہے): یہ کہ وہ تمھیں شجاع قرار دے، اور باہمی رحم وکرم کا خوگر بنائے، یہ کہ جو تم میں بھٹک جائے اس کی راہنمائی فرمائے ،اور جو تم میں خائف اور کمزور ہوں ان کو امن وامان میں رکھے، جو بھوکے ہوں انھیں شکم سیر کرے، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں

تخریج حدیث نمبر 19: مجمع الذوائد:9/273-272،رقم:15009

تخریج حدیث نمبر 20: ھیثمی: مجمع الزوائد ج9،ص172۔

ھیثمی نے اس حدیث کو اس کتاب میں طبرانی سے نقل کیا ہے۔ ابن حجر عسقلانی: لسان المیزان، ج 3،ص 10۔ کنز العمال ج 6،ص 203۔ حاکم: مستدرک الصحیحین ج3،ص148۔حاکم کہتے ہیں: یہ حدیث بشرط مسلم صحیح ہے۔ الصواعق المحرقہ،ص140۔

میری جان ہے، کوئی بھی شخص سچا مسلمان اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ میرے واسطے سے تم سے محبت نہ کرے، اے لوگو! کیا تم یہ سوچ سکتے ہو کہ میری شفاعت کے ذریعہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ، اور بنی عبدالمطلب یہ امید نہ رکھیں! یہ ہرگز نہیں ہوسکتا بلکہ وہ میری شفاعت کے تمھاری نسبت زیادہ حقدار ہیں۔

حدیث نمبر 21

اہل بیت امت مسلمہ کے لئے امان ہیں

اخرج ابن ابی شیبة ,و مسدد فی مسندیهما ,والحکیم الترمذی ,فی نوادر الاصول ,و ابو یعلی و الطبرانی عن سلمة بن اکوع ، قال: قال رسول الله ﷺ: (النجوم أمانٌ لأهل السماء و اهل بيتي امان لامتي)

ترجمہ: ابویعلیٰ وطبرانی نے سلمہ بن اکوع سے نقل کیا ہے کہ رسول اسلام نے فرمایا: جیسے اہل آسمان کیلئے ستارے باعث امان ہیں اسی طرح میری امت کیلئے میرے اہل بیت امن ونجات کے مرکز ہیں۔

حدیث نمبر 22

دو چیزوں سے تمسک رکھنے والا کبھی گمراہ نہ ہوگا

عن ابی هریر: قال: قال رسول الله ﷺ: (انی خلفت فیکم اثنین لن تضلوا بعدهما کتاب الله و نسبتی و لن یفترقا حتی یردا علی الحوض)

تخریج حدیث نمبر 21: مجمع الذوائد:9/277رقم:15025۔کنزل العمال:12/101-102۔ دخائر العقبیٰ:ص49۔

تخریج حدیث نمبر 22: تخریج:مستدرک الصحیحین ج3,ص457۔

جو حدیث اس کتاب میں نقل ہوئی ہے اس کے الفاظ میں تھوڑا سا فرق پایا جاتا ہے۔

کنز العمال ج6,ص216، ج7,ص217۔ مجمع الزوائد ج9,ص174۔ (نقل از طبرانی)

محب الدین طبری: ذخائر العقبیٰ ص17۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں تمھارے درمیان دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں ان کے ہوتے ہوئے تم ہرگز گمراہ نہیں ہو گے، اور وہ کتاب خدا اور میرا نسب ہے (یعنی میری نسل اور عترت) جو کبھی بھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے، یہاں تک کہ وہ باہم حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوں گے۔

حدیث نمبر 23

اہل بیت اور کتاب اللہ سے تمسک رکھنے والا گمراہ نہ ہوگا

اخرج البزار، عن علی رضی اللہ عنہ: قال: قال رسول اللہ ﷺ: (انی مقبوض وانی قد ترکت فیکم الثقلین. کتاب اللہ و اهل بیتی، وانکم لن تضلوا بعدھما)

ترجمہ: بزار نے علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اسلام صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! اس حال میں کہ میری عنقریب روح قبض ہونے والی ہے تمھارے درمیان دو گراں قدر چیزیں چھوڑ رہا ہوں: کتاب خدا اور میرے اہل بیت، ان کے ہوتے ہوئے تم ہرگز گمراہ نہیں ہو گے۔

(بقیہ پچھلے صفحہ کا حاشیہ)

محب الدین طبری نے اس حدیث کو حضرت علی سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا نے فرمایا:

النجوم امان لاهل السما فاذا ذهبت النجوم ذهب اهل السما و اهل بیتی امان لاهل الارض فاذا ذهب اهل بیتی ذهب اهل الارض۔

ستارے آسمان والوں کیلئے امان ہوتے ہیں لہذا جب بھی ستارے آسمان سے ختم ہو جائیں تو آسمان والے بھی ختم اور نابود ہو جائینگے، اسی طرح میرے اہل بیت اہل زمین کیلئے امان ہیں لہذا اگر اہل بیت روئے زمین سے چلے جائیں تو اہل زمین کا بھی خاتمہ ہو جائیگا۔

اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد طبری کہتے ہیں: یہ حدیث میں نے احمد بن حنبل کی "کتاب المناقب" سے نقل کی ہے۔

تخریج حدیث نمبر 23: مجمع الزوائد:9/257رقم:14959

حدیث نمبر 24

اہل بیت کی مثال سفینہ نوح کی ہے

عن عبد اللہ بن الزبیر: ان النبی ﷺ قال: (مثل اھل بیتی مثل سفینۃ نوح من رکب فیھا نجا، ومن تخلف عنھا غرق)

ترجمہ: عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے اہل بیت کی مثال سفینہ نوح جیسی ہے، جو اس پر سوار ہوا تھا اس نے نجات حاصل کی اور جس نے روگردانی کی وہ غرق ہوا تھا۔ (اسی طرح جو اہل بیت کا دامن تھامے گا وہ نجات حاصل کرے گا اور جو روگردانی کرے گا وہ جہنم میں جائے گا)۔

حدیث نمبر 25

حدیث سفینہ

اخرج البزار، عن ابن عباس: قال: قال رسول اللہ ﷺ: (مثل اھل بیتی مثل سفینۃ نوح من رکب فیھا نجا، ومن تخلف عنھا غرق)

ترجمہ: بزار ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے اہل بیت کی مثال سفینہ نوح جیسی ہے، اس پر جو سوار ہوا تھا اس نے نجات حاصل کی، اور جس نے روگردانی کی وہ غرق ہوا تھا۔ (اسی طرح جو اہل بیت کا دامن تھامے گا وہ نجات حاصل کرے گا اور جو روگردانی کرے گا وہ جہنم میں جائے گا۔

تخریج حدیث نمبر 24: مسند بزار ص 277۔ مجمع الزوائد ج9، ص163۔ المعجم الکبیر ج1، ص 125۔ ذخائر العقبی ص 20۔ منتخب کنز العمال ج5، ص29۔

تخریج حدیث نمبر 25: مجمع الذوائد: 265/9، رقم: 14979

حدیث نمبر 26

حدیث سفینہ اور حدیث باب حطہ

اخرج الطبرانی عن ابی ذر: سمعت رسول اللہ ﷺ: (مثل اهل بیتی فیکم مثل سفینة نوح فی قوم نوح من رکبها نجا، ومن تخلف عنها هلك، ومثل باب حطة فی بنی اسرائیل)

ترجمہ: طبرانی نے ابوذر (رضی اللہ عنہ) سے نقل کیا ہے کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: تمھارے درمیان میرے اہل بیت کی مثال بالکل ویسی ہے جیسی قوم نوح میں کشتی نوح تھی، جو اس پر سوار ہوا اس نے نجات حاصل کی، اور جس نے روگردانی کی وہ ہلاک ہوا، اور میرے اہل بیت کی مثال تم میں باب حطہ (1) (جیسی ہے جیسا کہ بنی اسرائیل میں تھیں)۔

تخریج حدیث نمبر 26: المعجم الکبیر ج 1، ص 125۔ مجمع الزوائد ج 9، ص 265۔ کنز العمال ج 6، ص 216۔ حلیۃ الاولیاء ج 4، ص 306۔ مرقاۃ المفاتیح ج 5، ص 610۔ تاریخ بغداد ج 12، ص 19۔ کنوز الحقائق ص 132۔ ذخائر العقبی ص 20۔ الصواعق المحرقہ ص 75۔ ینابیع المودۃ ص 28۔ نزل الابرار ص 33۔ میزان الاعتدال ج 1، ص 224۔ الخصائص الکبری ج 2، ص 266۔ المعجم الصغیر، ص 78۔ زوائد مسند بزار، ص 277۔

(1) حطہ کے لغوی معنی جھڑنے اور نیچے گرنے کے ہیں، باب حطہ ایک دروازہ تھا جس کے لئے خداوند متعال نے بنی اسرائیل سے کہا تھا کہ اس کے اندر سجدہ کرتے ہوئے داخل ہونا ہے تاکہ ان کے سارے گناہ ان سے جھڑ جائیں اور وہ بخش دیے جائیں، اس سلسلے میں سورہ بقرہ کی آیت نمبر 58 اور سورہ اعراف کی آیت نمبر 161 دیکھئے۔

(2) اس حدیث کو طبرانی نے دو طرح نقل کیا ہے اگر چہ یہ دونوں حدیثیں ایک ہی جیسی ہیں لیکن ایک میں کچھ لفظ زیادہ آئے ہیں جو اس طرح ہے:

(مثل اهل بیتی مثل سفینة نوح من رکبها نجا، ومن تخلف عنها غرق ومن قاتلنا فی آخر الزمان فکانما قاتل مع الدجال)

میرے اہل بیت کی مثال سفینہ نوح جیسی ہے، جو اس پر سوار ہوا تھا اس نے نجات حاصل کی تھی، اور جس نے روگردانی کی تھی وہ غرق ہو گیا تھا، (اسی طرح ہم سے جو متمسک رہے گا وہ نجات پائے گا اور جو روگردانی کرے گا وہ ہلاک ہو جائے گا) اور جس نے بھی ہم سے آخری زمانے میں جنگ کی گویا اس نے دجال کی طرف سے جنگ کی۔

حدیث نمبر 27

حدیث سفینہ اور حدیث باب حطہ بنی اسرائیل میں

اخرج الطبرانی فی الاوسط، عن ابی سعید الخدری: قال: سمعت رسول الله ﷺ یقول: (انما مثل اهل بیتی کمثل سفینۃ نوح من رکبها نجا، ومن تخلف عنها غرق، و انما مثل اهل بیتی فیکم مثل باب حطة فی بنی اسرائیل من دخله غفرله)

ترجمہ: طبرانی ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپ نے فرمایا: میرے اہل بیت کی مثال سفینۂ نوح جیسی ہے، جو اس پر سوار ہوا اس نے نجات حاصل کی، اور جس نے روگردانی کی وہ غرق ہوا، اور میرے اہل بیت کی مثال تم میں ویسی ہے جیسے باب حطہ ہے بنی اسرائیل میں جو اس میں داخل ہوگیا تھا وہ بخش دیا گیا تھا۔ (اسی طرح میرے اہل بیت کے قلعہ محبت میں داخل ہوگا وہ بخش دیا جائے گا)

حدیث نمبر 28

آل واصحاب رسول کی محبت اسلام کی بنیاد ہے

اخرج البخاری فی تاریخه، عن الحسن بن علی، قال: قال رسول الله ﷺ:
(لکل شیء اساس و اساس الاسلام حب اصحاب رسول الله وحب اهل بیته)

ترجمہ: ابن نجار اپنی تاریخ میں نقل کرتے ہیں کہ امام حسن مجتبیٰ نے فرمایا: جس طرح

تخریج حدیث نمبر 27: مجمع الذوائد: 265/9 رقم: 14981

تخریج حدیث نمبر 28: مجمع الزوائد ج9، ص168۔ کنز العمال ج6، ص216۔ المعجم الصغیر للطبرانی ص170۔ المعجم الاوسط للطبرانی۔ فیض القدیر ج4، ص356۔ جواہر العقدین سمہودی ج2، ص72۔ (قلمی نسخہ، ظاہریہ کتاب خانہ دمشق)؛ تفسیر در منثور ج6، ص7۔ کنز العمال ج6، ص618۔

ہر چیز کی ایک بنیاد اور اساس ہوتی ہے، اسی طرح اسلام کی بنیاد رسول اللہ کے اصحاب اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کی محبت ہے۔

حدیث نمبر 29

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اولاد فاطمہ زہرا کے باپ اور عصبہ ہیں

اخرج الطبرانی عن عمر: قال: قال رسول اللہ ﷺ: (کل بنی انثی فان عصبتھم لابیھم ما خلا ولد فاطمۃ، فانی عصبتھم فانا ابوھم)

ترجمہ: طبرانی نے سیدنا عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر عورت کے بچوں کی نسل ان کے باپ کی طرف منسوب ہوتی ہے لیکن فاطمہ کی اولاد میری طرف منسوب ہے، بیشک میں ان کا باپ ہوں۔

حدیث نمبر 30

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ولی اور عصبہ ہیں

اخرج الحاکم عن جابر، عن فاطمۃ الزھرا (رضی اللہ عنھا) قال: قال رسول اللہ ﷺ: (کل بنی ام ینتمون الی عصبۃ الا ولد فاطمۃ فانا ولیھم وانا عصبتھم)

ترجمہ: حاکم نے جابر سے، انھوں نے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر ماں کی اولاد اپنے باپ کے خاندان کی طرف منسوب ہوتی ہے، لیکن فاطمہ کی اولاد میری طرف منسوب ہے، میں ان کا ولی اور منسوب الیہ ہوں۔ (۱)

تخریج حدیث نمبر 29: ذخائر العقبی: ص 211۔ تاریخ بغداد: 285/11

تخریج حدیث نمبر 30: المعجم الکبیر ج 1 ص 124۔ کنز العمال ج 6 ص 2220۔ الصواعق المحرقہ ص 185۔ ذخائر العقبی ص 121۔ تاریخ بغداد ج 121، ص 285۔ مقتل الخوارزمی ج 2، ص 88۔ مجمع الزوائد ج 9، ص 17۔

(۱) العصب (بالتحریک) یہ عاصب کی جمع ہے جیسے طالب کی جمع طلب، باپ کی جانب سے رشتہ داروں کو عصبہ کہا جاتا ہے۔ دیکھئے: صفوۃ الصفوۃ ج 1، ص 101۔ تاریخ طبری ج 2، ص 187۔

حدیث نمبر 31

حسنین فرزندان رسول ہیں

اخرج الحاکم عن جابر: قال: قال رسول الله: (کل بنی ام ینتمون الی عصب ینتمون الیهم الا ولدی فاطمة فانا ولیهما وعصبتهما)

ترجمہ: حاکم جابر سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر ماں کے بچے اپنے آبائی خاندان کی طرف منسوب ہوتے ہیں، لیکن میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دونوں بچے میری طرف منسوب ہیں، میں ان کا ولی اور رشتہ دار ہوں۔

حدیث نمبر 32

رسول اللہ کے سببی اور نسبی رشتے بروز قیامت منقطع نہ ہوں گے

اخرج الطبرانی فی الاوسط. عن جابر، انه سمع عمر بن الخطاب یقول الناس حین تزوج بنت علی: الا تهنئونی سمعت رسول الله (ﷺ) یقول: (ینقطع یوم القیامة کل سبب ونسب الا سببی ونسبی)

ترجمہ: طبرانی نے "المعجم الاوسط" میں جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو لوگوں سے یہ کہتے ہوئے اس وقت سنا کہ جب ان کی بنت علی (ام کلثوم) سے شادی برقرار ہوئی: تم مجھے مبارک باد کیوں نہیں پیش کرتے کیونکہ میں نے رسول اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: روز قیامت تمام سببی اور نسبی رشتے منقطع ہو جائیں گے سوائے میرے سببی اور نسبی رشتوں کے۔

تخریج حدیث نمبر 31: ذخائر العقبی: ص 211، عن عمر۔ تاریخ بغداد: 285/11۔ العلل المتناهیة: 260/1۔ مجمع الزوائد: 274/9 رقم: 15014 عن فاطمة الکبری۔

تخریج حدیث نمبر 32: مستدرک الصحیحین ج 3، ص 164۔ کنز العمال ج 6، ص 216۔ منتخب کنز العمال: ج 5، ص 216۔ المعجم الکبیر ج 1، ص 124۔ حلیة الاولیاء ج 7، ص 314۔

حدیث نمبر 33

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا سلسلہ نسب وسبب کبھی نہ ٹوٹے گا

اخرج الطبرانی عن ابن عباس: قال: قال رسول اللہ ﷺ: (کل سبب و نسب منقطع یوم القیامۃ الا سببی ونسبی) (تمام راوی ثقہ ہیں)

ترجمہ: طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے سببی اور نسبی رشتوں کے علاوہ روز قیامت تمام سببی اور نسبی رشتے منقطع ہو جائیں گے۔

تخریج حدیث نمبر 33: مجمع الزوائد: 275/9، رقم: 15020 رجالہ ثقات۔ طبرانی کبیر: رقم: 11621 (خسر مصطفیٰ داماد مرتضیٰ)

اس حدیث میں حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جس سعادت کے حصول پر مبارک باد طلب کی ہے وہ سعادت ان کا داماد مرتضیٰ و بتول رضی اللہ عنہما ہونا ہے۔ بعض حضرات اس میں کچھ شک اور تردد کا اظہار کرتے ہیں۔ ان کے لیے اول تو یہ احادیث صحیح ہی کافی ہیں مگر مزید اطمینان قلبی اور ایمان کی تازگی کے لیے اہل سنت اور اہل تشیع دونوں کی معتبر کتب سے درج ذیل حوالہ جات ملاحظہ فرمایئے:

کتب اہل سنت:

(۱) طبقات ابن سعد: 463/8 (۲) الاشیعاب: 1954/4

(۳) اسد الغابہ: 387/7 (۴) سیر اعلام النبلاء: 500/3

(۵) حیاۃ الصحابۃ: 665/2 (۶) ذخائر العقبیٰ: ص: 286

(۷) المعارف ابن قتیبہ: 79 (۸) تاریخ طبری: 16/5 وغیرہ

کتب اہل تشیع:

(۱) فروع کافی: 311/2 (۲) تہذیب احکام: 238/2

(۳) استصار فیما اختلاف من الاخبار: 352/2

(۴) مجالس المومنین: 204/1 (۵) مناقب آل ابی طالب: 162/3

(۶) کتاب الشافی: 216 (۷) منتہی الآمال: 135/1

(۸) منتخب التواریخ: 94

معتبر کتب کے مطابق حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا زوجہ فاروق اعظم کا مہر 40 ہزار درہم طے ہوا تھا۔ (احقر مجددی۔ مترجم)

والفضل ما شہدت بہ الأعلاء

حدیث نمبر 34

رسول خدا کا سببی اور دامادی رشتہ کبھی نہ ٹوٹے گا

اخرج ابن عساکر. فی تاریخہ عن ابن عمر: قال: قال رسول اللہ ﷺ: (کل نسب وصہر منقطع یوم القیامۃ الا نسبی وصہری)

ترجمہ: ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں ابن عمر رضی اللہ عنہ (عبداللہ) سے نقل کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میرے نسبی اور دامادی رشتوں کے علاوہ روز قیامت تمام نسبی اور دامادی رشتے منقطع ہوجائیں گے۔

حدیث نمبر 35

اہل بیت سے مخالفت کرنے والے شیطانی گروہ سے تعلق رکھتے ہیں

اخرج الحاکم، عن ابن عباس قال: قال رسول اللہ ﷺ: (النجوم امان لاہل الارض من الغرق و اہل بیتی امان لامتی من الاختلاف فاذا خالفہا قبیل اختلفوا فصاروا حزب ابلیس)

ترجمہ: حاکم ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس طرح ستارے اہل زمین کو (پانی میں) غرق ہونے سے محفوظ رکھتے ہیں اسی طرح میرے اہل بیت میری امت کو اختلاف وتفرقہ سے بچانے والے ہیں،

تخریج حدیث نمبر 34: کنز العمال: 285/13۔ معجم الکبیر: 45/3 رقم: 2634۔ معجم الاوسط: 282/6 رقم: 5602۔ سنن الکبری بیہقی: 102/7 رقم: 13395 عن مسور بن مخرمہ

تخریج حدیث نمبر 35: معجم کبیر ج 1، ص 124۔ کنز العمال ج 2، ص 102۔ فتح البیان ج 7، ص 34۔ فیض القدیر، ج 5، ص 35۔ مستدرک الصحیحین ج 3، ص 158۔ الفصول المہم ص 68۔ کنز العمال ج 6، ص 217۔ منتخب کنز العمال ج 5، ص 94۔ جمع الجوامع ج 1، ص 451۔ الصواعق المحرقہ ص 140۔

لہٰذا اگر کسی گروہ اور قبیلہ نے ان کی مخالفت کی تو وہ شیطانی گروہ میں شامل ہو جائے گا۔

حدیث نمبر 36

اولادِ رسول ﷺ عذاب میں مبتلا نہ ہو گی

اخرج الحاکم، عن انس: قال: قال رسول اللہ: (وعدنی ربی فی اھل بیتی من اقر منھم بالتوحید ولی بالبلاغ انہ لا یعذبھم)

ترجمہ: حاکم نے انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے رب نے میرے اہل بیت کے بارے میں مجھ سے یہ وعدہ کیا ہے کہ جو بھی ان (میرے اہل بیت) میں سے توحید کا اقرار اور میری رسالت کو تسلیم کرے گا اسے عذاب میں مبتلا نہیں کرے گا۔

حدیث نمبر 37

اہل بیت رسول ﷺ میں سے کوئی جہنم میں نہ جائے گا

اخرج ابن جریر فی تفسیرہ عن ابن عباس: فی قولہ تعالیٰ: (ولسوف یعطیك ربك فترضی)، قال: (من رضی محمد ان لا یدخل احد من اھل بیتہ النار)

ترجمہ: ابن جریر طبری نے اپنی تفسیر میں آیہ (ولسوف یعطیك ربك فترضی) [اور تمھارا پروردگار عنقریب اس قدر عطا کرے گا کہ تم خوش ہو جاؤ گے] کی

تخریج حدیث نمبر 36: ذخائر العقبی: ص54۔ میزان الاعتدال: 192/3۔ مستدرک حاکم: 163/3 رقم: 4718۔

تخریج حدیث نمبر 37: مستدرک الصحیحین ج3، ص150۔ مناوی: فیض القدیر ج4، ص77۔ تفسیر طبری ج30، ص232۔ فضائل الخمس، ج2، ص65۔ محب الدین طبری: ذخائر العقبی ص19۔ کنز العمال ج6، ص215۔ منتخب کنز العمال ج9، ص92۔ الصواعق المحرقہ ص95۔ الدر المنثور ج6، ص316۔

تفسیر کے ذیل میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس طرح نقل کیا ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا کا مطلب یہ ہے کہ ان کے اہل بیت میں سے کوئی بھی جہنم میں نہیں جائے گا۔

حدیث نمبر 38

اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا جہنم میں نہیں جائے گی

اخرج البزار، و ابویعلی، والعقیلی، والطبرانی وابن شاھین عن ابن مسعود: قال: قال رسول اللہ ﷺ: (ان فاطمہ احصنت فرجھا فحرم اللہ ذریتھا علی النار)

ترجمہ: بزار، ابویعلی، عقیلی، طبرانی اور ابن شاہین نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسلام نے فرمایا: چونکہ فاطمہ زہرا نے اپنے ستر اور پردہ کو محفوظ رکھا تو خدا نے (اس کی وجہ سے) ان کی اولاد پر آگ کو حرام قرار دیا۔

حدیث نمبر 39

فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ان کے دونوں بیٹے جہنم میں نہیں جائیں گے

اخرج الطبرانی عن ابن عباس: قال: قال رسول اللہ ﷺ لفاطمہ: (ان اللہ غیر معذبک ولا ولدک)

ترجمہ: طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: خدا تجھے اور تیری اولاد کو عذاب نہیں کرے گا۔

تخریج حدیث نمبر 38: مجمع الذوائد: 327/9 رقم: 15199۔ ذخائر العقبیٰ: ص 95۔ المجروحین: 88/2۔ مختصر تاریخ دمشق: 126/7۔ کشف الأشار: 235/3۔ الفوائد المجموعہ: ص 392۔

تخریج حدیث نمبر 39: مجمع الذوائد: 326/9 رقم: 15198۔ طبرانی کبیر: رقم: 11685 (رجالہ ثقات)

حدیث نمبر 40

کبھی گمراہ نہ ہونے کا آسان نسخہ

اخرج الترمذی وحسنه عن جابر: قال: قال رسول اللہ ﷺ: (یا ایها الناس انی ترکت فیکم ما اخذتم به لن تضلوا: کتاب الله وعترتی)

ترجمہ: ترمذی نے حسن سند کے ساتھ جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! میں تمھارے درمیان وہ چیز چھوڑے جا رہا ہوں کہ اس کے ہوتے ہوئے تم گمراہ نہ ہوگے، وہ قرآن مجید اور میری عترت ہے۔

حدیث نمبر 41

رسول ﷺ کی شفاعت محبان اہل بیت سے مخصوص ہے

اخرج الخطیب فی تاریخه عن علی: قال: قال رسول اللہ ﷺ: (شفاعتی لامتی من احب اهل بیتی)

ترجمہ: خطیب بغدادی اپنی تاریخ میں علی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں جو میرے اہل بیت کو دوست رکھے گا میری شفاعت اسی کو نصیب ہوگی۔

حدیث نمبر 42

رسول خدا ﷺ سب سے پہلے اپنے اہل بیت کی شفاعت کریں گے

اخرج الطبرانی عن ابن عمر: قال: قال رسول اللہ ﷺ: (اول من اشفع له من امتی اهل بیتی)

تخریج حدیث نمبر 40: کنز العمال ج1، ص48۔ طبرانی: المعجم الکبیر ج1، ص129۔ ترمذی: الجامع الصحیح: 5:621، رقم: 3786

تخریج حدیث نمبر 41: تاریخ بغداد: 146/2

ترجمہ: طبرانی نے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے پہلے جس کی میں شفاعت کروں گا وہ میرے اہل بیت ہوں گے۔

حدیث نمبر 43

رسول صلی اللہ علیہ وسلم قیامت میں قرآن اور اہل بیت کے بارے میں باز پرس کریں گے

اخرج الطبرانی ،عن المطلب بن عبد الله بن حنطب، عن ابیه، قال: خطبنا رسول لله ﷺ بالجحفه فقال: الست اولی بکم من انفسکم؟ قالوا: بلی یا رسول الله! قال: فانی سائلکم عن اثنین، عن القرآن و عترتی)

ترجمہ: طبرانی نے عبدالمطلب بن عبداللہ بن حنطب سے انھوں نے اپنے باپ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام جحفہ میں ہمارے درمیان خطبہ ارشاد فرمایا جس میں یہ کہا: کیا میں تمھارے نفسوں پر تم سے زیادہ حق تصرف نہیں رکھتا؟ سب نے کہا: کیوں نہیں یارسول اللہ! آپ ہمارے نفوس پر اولی بالتصرف ہیں، رسول اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت فرمایا: میں (روز قیامت) تم سے دو چیزوں کے بارے میں سوال کروں گا (ایک) قرآن اور (دوسری) میری عترت (کہ تم نے ان کے ساتھ کیسا سلوک کیا تھا؟)

حدیث نمبر 44

قیامت میں چار چیزوں کے بارے میں سوال ہوگا

اخرج الطبرانی ،عن ابن عباس، قال: قال رسول الله ﷺ: (لا تزول قدما عبد یوم القیامه حتی یسال عن اربع، عن عمره فیما افناه وعن جسده فیما ابلاه

تخریج حدیث نمبر 42: الجامع الصغیر ج2،ص49۔ محب الدین طبری: ذخائر العقبی ص20۔ کنز العمال ج6،ص215۔ الصواعق المحرقہ ص111۔ مجمع الزوائد ج1، ص280۔ مناوی: فیض القدیر ج2 ص90۔

تخریج حدیث نمبر 43: مجمع الزوائد: 195/5

وعن ماله فيما انفقه، ومن اين اكتسبه، وعن محبتنا اهل البيت)

ترجمہ: طبرانی نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: روز قیامت کوئی بندہ خدا ایک قدم بھی نہیں بڑھا سکے گا جب تک اس سے ان چار چیزوں کے بارے میں سوال نہ کرلیا جائے گا:

۱۔ اپنی ساری عمر کس طرح صرف کی؟

۲۔ اپنا جسم و بدن کہاں نابود کیا؟

۳۔ مال کس راستے سے کمایا اور کس کام میں خرچ کیا؟

۴۔ ہم اہل بیت کی محبت کے بارے میں، کہ تھی یا نہیں؟

حدیث نمبر 45

سب سے پہلے اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم حوض کوثر پر وارد ہوں گے

اخرج الديلمي، عن علي: قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: (اول من يرد على الحوض اهل بيتي)

ترجمہ: دیلمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سب سے پہلے جو حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوگا وہ میرے اہل بیت ہوں گے۔

تخریج حدیث نمبر 44: مجمع الزوائد ج 5، ص 195۔ اسد الغابہ ج 3، ص 147۔ ابو نعیم: حلیۃ الاولیاء ج 1، ص 64۔

ابو نعیم نے اس حدیث کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس طرح نقل کیا ہے:

(ايها الناس! الست اولى بكم من انفسكم؟ قالوا: بلى يا رسول الله. قال: فانى كائن لكم على الحوض فرطا وسائلكم عن الثلين، عن القرآن وعترتي)

اے لوگو! کیا میں تمہارے نفسوں پر تم سے زیادہ حق تصرف نہیں رکھتا؟ سب نے کہا: کیوں نہیں یا رسول اللہ! آپ ہمارے نفوس پر اولی بالتصرف ہیں، تو رسول اسلام نے اس وقت فرمایا: میں تم سے پہلے حوض کوثر پر وارد ہوں گا اور تم سے وہاں دو چیزوں کے بارے میں سوال کروں گا، قرآن اور میری عترت۔

کنز العمال ج 7، ص 212۔ کفایہ الطالب ص 183۔ ہیثمی: مجمع الزوائد ج 10، ص 346۔

تخریج حدیث نمبر 45: کنز العمال: 100/12، رقم: 34178

حدیث نمبر 46

اپنی اولاد کو تین باتوں کی تلقین کرو

اخرج الدیلمی، عن علی: قال: قال رسول اللہ ﷺ: (ادبوا اولادکم علی ثلاث خصال: حب نبیکم، حب اهل بیته، وعلی قراء القرآن، فان حمل القرآن فی ظل اللہ یوم لا ظل الا ظله مع انبیائه واصفیائه)

ترجمہ: دیلمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنی اولاد کی ان تین عادتوں کے ذریعہ پرورش کرو (یعنی انھیں تین باتوں کی عادت ڈالو): اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت، ان کے اہل بیت سے دوستی اور قرآن کریم کی تلاوت، کیونکہ قرآن کے پڑھنے اور حفظ کرنے والے اس دن کہ جس دن سایہ الٰہی کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا لیکن یہ اس کے انبیا اور اوصیا کے ساتھ (لطف الٰہی کے) سایہ تلے ہوں گے۔

حدیث نمبر 47

جو محب اہل بیت ہوگا وہی پل صراط پر ثابت قدم رہے گا

اخرج الدیلمی، عن علی: قال: قال رسول اللہ ﷺ: (اثبتکم علی الصراط اشدکم حبا لاهل بیتی واصحابی)

ترجمہ: دیلمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پل صراط پر تم لوگوں میں سے وہی زیادہ دیر تک ثابت قدم رہ سکتا ہے جو میرے

تخریج حدیث نمبر 46: متقی هندی: کنز العمال ج 8، ص 278۔ مناوی: فیض القدیر ج 1 ص 225۔ سیوطی: الجامع الصغیر ج 1، ص 24۔ نبهانی: الفتح الکبیر ج 1، ص 59۔ الصواعق المحرقہ ص 103۔ کنوز الحقائق ص 188۔ مجمع الزوائد ج 9، ص 131۔ الفتاوی الحدیثیہ ص 18۔

تخریج حدیث نمبر 47: کامل ابن عدی: 2304/6۔ کنز العمال: 96/12، رقم: 34157

اہل بیت اور (نیک کردار) اصحاب کو جتنا زیادہ چاہتا ہوگا۔

حدیث نمبر 48

سادات کے خدمت گار بخش دیئے جائیں گے

اخرج الدیلمی، عن علی: قال: قال رسول اللہ ﷺ: (اربع انا لهم شفیع یوم القیامۃ، المکرم لذریتی، والقاضی لهم الحوائج، والساعی لهم فی امورهم، عندما اضطروا الیہ، والمحب لهم بقلبہ ولسانہ)

ترجمہ: دیلمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روز قیامت چار قسم کے لوگ ایسے ہوں گے جن کی میں شفاعت کروں گا:

۱۔ جس نے میری ذریت (اولاد) کا اکرام واحترام کیا۔

۲۔ جس نے میری ذریت (اولاد) کی حاجت روائی کی۔

۳۔ جو میری ذریت کے مشکلات پر اس وقت ان کی مدد کرے جب وہ ان مشکلات میں حیران و پریشان ہوں۔

۴۔ وہ جو ان سے دل وزبان سے محبت کرتا ہو۔

حدیث نمبر 49

آل محمد کو اذیت دینے والے پر خدا سخت غضبناک ہوتا ہے

اخرج الدیلمی، عن ابی سعید: قال: قال رسول اللہ ﷺ: (اشتد غضب

تخریج حدیث نمبر 48: ذخائر العقبیٰ:ص50۔ کنز العمال:100/12 رقم:34180۔ اتحاف السادۃ المتقین:73/8۔ جواہر العقدین:283/2

تخریج حدیث نمبر 49: متقی ہندی: کنز العمال ج6،ص217،ج8،ص151۔ الصواعق المحرقۃ ص237۔ مقتل الخوارزمی ج6 ص25۔ محب الدین طبری: ذخائر العقبیٰ ص18۔ اس کتاب میں مذکورہ حدیث کو امام رضا سے نقل کیا گیا ہے۔ مناوی: فیض القدیر ج1،ص515۔ الصواعق المحرقۃ ص184۔

الله على من آذانى فى عترتى)

دیلمی نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ اس پر سخت غضبناک ہوتا ہے جو میری عترت پر اذیت کے ذریعہ مجھے ستائے۔

حدیث نمبر 50

چھ قسم کے لوگوں کو خدا برا جانتا ہے

اخرج الديلمى، عن ابى هرير: قال: قال رسول الله ﷺ: (ان الله يبغض الآكل فوق شبعه والغافل عن طاعة ربه والتارك لسنة نبيه والمخفر ذمته والمبغض عترة نبيه والمؤذى جيرانه)

ترجمہ: دیلمی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان چھ قسم کے لوگوں کے بارے میں کہ جنہیں خدا بری نگاہ سے دیکھتا ہے، ارشاد فرمایا:

۱۔ خدا اس شخص پر غضبناک ہوتا ہے جو شکم سیر ہونے کے باوجود کھانا کھائے۔

۲۔ اور جو اپنے پروردگار کی اطاعت سے غافل رہے۔

۳۔ اور جو سنت رسول کو ترک کرے۔

۴۔ اور جو عہد شکنی اور بیوفائی کرے۔

۵۔ اور جو اپنے نبی کی آل (عترت) سے بغض رکھے۔

۶۔ اور جو اپنے پڑوسیوں کو ستائے۔

حدیث نمبر 51

نیک سادات تعظیم اور برے سادات درگزر کے مستحق ہیں

اخرج الديلمى، عن ابى سعيد الخدرى: قال: قال رسول الله ﷺ: (اهل بيتى والانصار كرشى و عيبتى، و موضع سرى و امانتى فاقبلوا من محسنهم،

تخریج حدیث نمبر 50: کنزالعمال: 87/16 رقم: 44029

وتجاوزوا عن مسیئھم)

ترجمہ: دیلمی نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے اہل بیت (سادات) اور انصار میرے قلب وجگر اور میرا ظرف ہیں، لہٰذا ان میں سے جو نیک ہوں ان کا خیر مقدم (تعظیم) کرو اور ان میں سے جو برے ہوں ان سے درگزر کرو۔

حدیث نمبر 52

فرزندان عبدالمطلب پر کیے گئے احسان کا بدلہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم دیں گے

اخرج ابو نعیم فی الحلی، عن عثمان بن عفان: قال: قال رسول اللہ ﷺ: (من اولی رجلا من بنی عبد المطلب معروفا فی الدنیا فلم یقدر المطلبی علی مکافاتہ فانا اکافئہ عنہ یوم القیامۃ)

ترجمہ: ابونعیم نے اپنی کتاب حلیۃ الاولیا میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو عبدالمطلب کی اولاد میں سے کسی ایک کے ساتھ اس دنیا میں کوئی نیکی کرے گا اور وہ (مطلبی) اس دنیا میں اس کا بدلہ ادا نہ کر سکا تو میں روز قیامت اس کا بدلا ادا کروں گا۔

حدیث نمبر 53

قیامت میں اولاد عبدالمطلب پر نیکی کا بدلہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم دیں گے

اخرج الخطیب عن عثمان بن عفان: قال: قال رسول اللہ ﷺ: (من صنع

تخریج حدیث نمبر 51: متقی ھندی: کنز العمال ج9،ص191۔ الصواعق المحرقۃ:ص225۔ الفصول المھمۃ ص72۔

تخریج حدیث نمبر 52: حلیۃ الاولیاء:366/10

تخریج حدیث نمبر 53: کنز العمال ج6،ص203۔ ذخائر العقبی ص19۔ الصواعق المحرق ص111۔ فیض القدیر ج6،ص172۔ کنز العمال ج6،ص216۔ الصواعق المحرقۃ: ص185۔ ینابیع المودۃ:ص370۔ تاریخ بغداد:103/10

صنیعۃً الی احد من خلف عبد المطلب فی الدنیا فعلیّ مکافاتہ اذا لقینی)

ترجمہ: خطیب بغدادی نے عثمان بن عفان سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے عبد المطلب کی اولاد میں سے کسی ایک کے ساتھ اس دنیا میں کوئی نیکی کی ہے (اور وہ اس دنیا میں اس کا بدلہ ادا نہ کرسکا) تو روز قیامت جب وہ مجھ سے ملاقات کرے گا تو، اس کا بدلہ میرے اوپر واجب ہے۔

حدیث نمبر 54

اہل بیت پر کئے گئے احسان کا بدلہ قیامت میں رسول خدا ﷺ دیں گے

اخرج ابن عساکر، عن علی: قال: قال رسول اللہ ﷺ: (من صنع الی احد من اھل بیتی یداً کافاتہ یوم القیامۃ)

ترجمہ: ابن عساکر نے علی سے نقل کیا ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: جو میرے اہل بیت میں سے کسی ایک کے ساتھ کوئی نیکی کرے گا میں روز قیامت اس کا بدلہ ادا کروں گا۔

حدیث نمبر 55

اہل بیت سے تمسک ذریعہ نجات ہے

اخرج الباوردی عن ابی سعید: قال: قال رسول اللہ ﷺ: (انی تارک فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا، کتاب اللہ سبب طرفہ بید اللہ وطرفہ بایدیکم، وعترتی اھل بیتی، وانھما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض)

تخریج حدیث نمبر 54: کنز العمال: 95/12، رقم: 34152۔

تخریج حدیث نمبر 55: الصواعق المحرقۃ: ص 185۔ فیض القدیر ج 6، ص 172۔ ذخائر العقبی ص 19۔ متقی ھندی: کنز العمال ج 6، ص 216۔ حلیۃ الاولیاء ج 1، ص 355۔ تاریخ بغداد ج 10، ص 17، 66۔ مجمع الزوائد ج 10، ص 363۔ متقی ھندی: کنز العمال ج 6، ص 216۔ ج 7، ص 665۔

متقی ہندی نے اس حدیث کو اس طرح نقل کیا ہے: (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ترجمہ: باوردی نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
تمھارے درمیان دو ایسی چیزیں چھوڑ رہا ہوں کہ ان سے اگر تم نے تمسک کیا تو تم کبھی گمراہ نہ ہو گے: وہ کتاب خدا ہے کہ جس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں ہے اور اس کا دوسرا سرا تمھارے ہاتھ میں ہے، اور دوسری میری عترت ہے جو میرے اہل بیت ہیں، اور یہ دونوں چیزیں کبھی بھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گی، یہاں تک کہ یہ دونوں باہم حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوں گی۔

حدیث نمبر 56

قرآن اور اہل بیت نجات امت کا وسیلہ ہیں

اخرج احمد والطبرانی عن زید بن ثابت: قال: قال رسول اللہ ﷺ: (انی تارك فیکم خلیفتین کتاب اللہ حبل ممدود ما بین السماء والارض و عترتی اھل بیتی، وانھما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض)

ترجمہ: احمد اور طبرانی نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(پچھلے صفحہ کا بقیہ حاشیہ)

(یا ایھا الناس! انی تارك فیکم ما اخذتم به لن تضلوا بعدی، امرین احدھما اکبر من الآخر، کتاب اللہ حبل ممدود ما بین السما والارض، وعترتی اھل بیتی، وانھما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! تمھارے درمیان دو ایسی چیزیں چھوڑ رہا ہوں کہ ان سے اگر تم نے تمسک کیا تو تم گمراہ نہ ہو گے: ان میں سے ایک امر دوسرے سے اکبر ہے اور وہ کتاب خدا ہے کہ جو رسی کی مانند زمین و آسمان کے درمیان کھینچی ہوئی ہے، (یعنی جس کا ایک سرا آسمان تک پہنچا ہوا ہے جو خدا کے ہاتھ میں ہے اور اس کا دوسرا سرا زمین تک پہنچا ہوا ہے جو تمھارے ہاتھ میں ہے) اور دوسرے میری عترت ہے جو میرے اہل بیت ہیں، اور یہ دونوں چیزیں کبھی بھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گی، یہاں تک کہ یہ دونوں باہم حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوں گی۔

تخریج حدیث نمبر 56: مسند احمد: 232/6، رقم: 21068۔ معجم کبیر: 154/5، رقم: 4923

نے فرمایا: تمھارے درمیان دو خلیفہ (جانشین) چھوڑ رہا ہوں، ایک کتاب خدا ہے جو آسمان اور زمین کے درمیان (رسی کی مانند) کھینچی ہوئی ہے (یعنی خدا کی کتاب رسی کی مانند ہے کہ جس کا ایک سرا آسمان میں ہے جو خدا کے ہاتھ میں ہے، اور دوسرا سرا زمین میں ہے جو تمھارے ہاتھ میں ہے) اور دوسرے میری عترت ہے جو میرے اہل بیت ہیں، اور یہ دونوں چیزیں کبھی بھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونگی، یہاں تک کہ یہ دونوں باہم حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوں گی۔

حدیث نمبر 57

چھ قسم کے لوگوں پر خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت کی ہے

اخرج الترمذی و الحاکم، والبیہقی فی "شعب الایمان" عن عائشة: مرفوعا: قال رسول اللہ ﷺ: (ست لعنتهم ولعنهم الله و كل نبي مجاب: الزائد في كتاب الله، والمكذب بقدر الله، والمتسلط بالجبروت، فيعز بذالك من اذل الله، ويذل من اعز الله، والمستحل لحرام الله والمستحل من عترتي ما حرم الله، والتارك لسنتي)

تخریج حدیث نمبر 57: خطیب تبریزی: مشکاۃ المصابیح ص573۔ الجامع الصحیح (ترمذی شریف) ج1، ص38۔ حاکم: مستدرک الصحیحین ج1، ص36۔ حاکم اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں: اس حدیث کے تمام اسناد صحیح ہیں، میں تو اس کے راویوں کو کہیں سے ضعیف نہیں پاتا ہوں، اگرچہ امام بخاری ور امام مسلم نے اس حدیث کو اپنی کتابوں میں نہیں نقل کیا ہے ا مستدرک میں ایک دوسری جگہ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں: یہ حدیث شرط بخاری کے مطابق صحیح ہے۔

کنز العمال ج1، ص44۔ المسند ج5، 181۔ ہیثمی: مجمع الزوائد ج9، ص163۔

ہیثمی کہتے ہیں: اس حدیث کو احمد بن حنبل نے خوب اور جید سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔

ابن حجر: الصواعق المحرقہ ص136۔

ابن حجر کہتے ہیں: اس حدیث کو بیس سے زیادہ صحابہ کرام نے نقل کیا ہے۔

ترجمہ: ترمذی، حاکم اور بیہقی (کتاب شعب الایمان میں مرفوع سند کے ساتھ) نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: چھ قسم کے لوگ ایسے ہیں جن پر میں نے، خدا نے اور ہر مستجاب الدعوات نبی نے لعنت کی ہے، اور وہ یہ لوگ ہیں:

۱۔ جو خدا کی کتاب میں زیادتی کرے۔

۲۔ جو قضاوقدر الٰہی کو جھٹلائے۔

۳۔ جو حکومت پر جبراً قبضہ کر کے اس کے ذریعہ ان لوگوں کو کہ جن کو خدا نے ذلیل قرار دیا ہے عزت دے، اور ان کو ذلیل کرے جنھیں خدا نے عزت بخشی ہے۔

۴۔ جو خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال سمجھے۔

۵۔ جو میری عترت کی اس عزت وحرمت کو (برباد کرنا) حلال سمجھے جو انھیں خدا نے عطا کی ہے۔

۶۔ جو میری سنت کو ترک کرے۔

حدیث نمبر 58

چھ قسم کے لوگ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر میں ملعون ہیں

اخرج الدیلمی فی الافراد والخطیب فی المتفق عن علی: قال: قال رسول اللهﷺ: (ست لعنهم الله ولعنتهم، وكل نبي مجاب: الزائد في كتاب الله والمكذب بقدر الله والراغب عن سنتي الى بدع والمستحل من عترتي ما حرم الله والمتسلط على امتي بالجبروت ليعز من اذل الله ويذل من اعز الله والمرتد اعرابيا بعد هجرته)

تخریج حدیث نمبر58: الفردوس للدیلمی: 2/232رقم: 3498۔ مستدرک حاکم: 2/573 رقم:3945۔ معجم کبیر:43/17رقم:89

ترجمہ: دار قطنی نے کتاب الافراد میں اور خطیب بغدادی نے کتاب المتفق میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چھ قسم کے لوگ ایسے ہیں جن پر میں نے، خدا نے اور ہر مستجاب الدعوات نبی نے لعنت کی ہے، اور وہ یہ لوگ ہیں:

۱۔ جو خدا کی کتاب میں اضافہ کرے۔

۲۔ جو اللہ کی قضا و قدر کو جھٹلائے۔

۳۔ جو میری سنت کو ترک کر کے بدعت کے روبراہ ہو جائے۔

۴۔ جو میرے اہل بیت کے بارے میں ان امور کو حلال سمجھے جنھیں خدا نے حرام قرار دیا ہے۔

۵۔ جو میری امت پر قہر و غلبہ کے ذریعہ اس لئے مسلط ہو جائے کہ جن لوگوں کو خدا نے ذلیل قرار دیا ہے انھیں عزت دے، اور ان کو ذلیل کرے جنھیں خدا نے عزت بخشی ہے۔

۶۔ وہ اعرابی (لوگ) جو خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کرنے کے بعد دوبارہ دور جاہلیت کی طرف پلٹ جائیں۔

حدیث نمبر 59

تین چیزیں جن سے دین و دنیا سنورتے ہیں

اخرج الحاکم فی تاریخه والدیلمی، عن ابی سعید: قال: قال رسول اللہ ﷺ: (ثلاث من حفظهن حفظه الله له دینه و دنیاه ومن ضیعهن لم یحفظ الله له شیئا، حرمة الاسلام، وحرمتی، وحرمة رحمی)

ترجمہ: حاکم (اپنی تاریخ میں) اور دیلمی نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ

تخریج حدیث نمبر 59: معجم کبیر: 126/3، رقم: 2881، معجم الاوسط: 162/1 رقم: 205

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں کہ اگر انسان ان کی حفاظت کرے تو خدا اس کے دین و دنیا کو محفوظ رکھتا ہے، اور جو شخص ان کی حفاظت کے بجائے ان کو ضائع کردے، خدا اس کے لئے کسی چیز کی حفاظت نہیں کرے گا، اور وہ تین چیزیں یہ ہیں:

۱۔ اسلام کا احترام

۲۔ میرا احترام

۳۔ میرے اہل بیت کا احترام۔

حدیث نمبر 60

ساری دنیا میں سب سے بہتر بنو ہاشم ہیں

اخرج الدیلمی، عن علی: قال: قال رسول اللہ ﷺ: (خیر الناس العرب، وخیر العرب القریش، وخیر قریش بنو هاشم)

ترجمہ: دیلمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمام انسانوں میں سب سے بہتر انسان عرب ہیں، اور عرب میں سب سے بہتر قریش ہیں، اور قریش میں سب سے بہتر بنی ہاشم ہیں۔

هذا آخره والحمد لله وحده۔

یہ رسالہ کا اختتامیہ ہے اور تمام تر تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں اور یکتائی اسی کے لیے ہے۔

تخریج حدیث نمبر 60: متقی ھندی: کنز العمال ج16، ص341۔ مجمع الزوائد ج9، ص68۔ الصواعق المحرقۃ ص90۔ دیلمی: مسند الفردوس: 178/2، رقم: 2892۔


اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله

وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ (الفتح:29)

ترجمہ: اور وہ جوان کے ساتھ ہیں کافروں پر بڑے سخت اور آپس میں بڑے نرم ہیں۔

الغرر فی فضائل عمر رضی اللہ عنہ

امیر المومنین حضرت سیدنا عمر الفاروق رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب
پر مشتمل چالیس احادیث کا ایمان افروز مجموعہ

حضرت علامہ امام جلال الدین السیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ
(۸۴۹-۹۱۱ھ)

ترجمہ، تخریج، حواشی
علامہ محمد شہزاد مجددی

دار الاخلاص لاہور

الغرر فی فضائل عمر رضی اللہ عنہ

امام جلال الدین السیوطی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وبہ نستعین علی القوم الکافرین

ترجمہ: اس کتاب میں امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فضائل پر مشتمل چالیس احادیث ان کے مآخذ کی نشان دہی کے ساتھ جمع کی ہیں اور ساتھ ہی مشکل اور نادر الفاظ کی وضاحت بھی فرمادی ہے۔

(خطبۂ مولف)

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

وبہ نستعین علی القوم الکافرین۔

(اور ہم کافروں کے خلاف اسی سے مدد چاہتے ہیں)

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے اپنے بندوں میں سے جسے چاہا، اُس کا مرتبہ بڑھا دیا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہی سعادت مندوں اور بدنصیبوں کا مالک ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے آقا و مولا محمد اس کے بندے اور رسول ہیں اور وہی ہیں جنہیں راہ ہدایت کی راہنمائی کے لیے مقرر کیا گیا ہے آپ پر اللہ کا درود و سلام ہو اور ان کے آل و اصحاب پر جو بلند مرتبہ امام ہیں۔

حدیث نمبر 1

عن علی کرّم الله وجهه أنّ رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: (أبوبکر وعمر سیّدا کهول أهل الجنة من الأولین والآخرین ما خلا النبیین و المرسلین)

حدیث صحیح أخرجهُ الامام أحمد وغیره.

ترجمہ: حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ سے روایت ہے کہ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابوبکر اور عمر اولین وآخرین میں سے جنتی بزرگوں کے سردار ہیں، سوائے انبیاء کرام (علیہم السلام) کے۔

یہ حدیث صحیح ہے اسے امام احمد اور دیگر ائمہ نے نقل کیا ہے۔

حدیث نمبر 2

عن سعید بن زید أنّ رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: (أبو بکر فی الجنة، و عمر فی الجنة، و عثمان فی الجنة، و علی فی الجنة، و طلحة فی الجنة، و الزبیر فی الجنة، و عبدالرحمن بن عوف فی الجنة، و سعد بن أبی وقاص فی الجنة، و سعید بن زید فی الجنة، و أبو عبیدة بن الجراح فی الجنة).

حدیثٌ صحیحٌ رواهُ الامام أحمد وغیره.

ترجمہ: حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے

تخریج حدیث نمبر 1: رواه الترمذی عن علی فی باب مناقب ابی بکر و عمر: رقم الحدیث: 3599۔ امام ترمذی کی روایت میں ''لا تخبر هما یا علی'' کے الفاظ زائد ہیں۔ مختارہ، رقم: 2509-2510۔ معجم کبیر، رقم 22/104۔ مسند احمد، رقم: 118/2، رقم: 612۔

تخریج حدیث نمبر 2: جامع ترمذی، مناقب، رقم: 3681۔ سنن ابن ماجہ، المقدمہ، رقم: 135۔ ابو داؤد فی السنة، رقم: 4031۔ امام احمد، فضائل الصحابة، رقم: 85۔

ارشاد فرمایا: ابوبکر جنتی ہے، عمر جنتی ہے، عثمان جنتی ہے، علی جنتی ہے، طلحہ جنتی ہے، زبیر جنتی ہے، عبدالرحمن بن عوف جنتی ہے، سعد بن ابی وقاص جنتی ہے، سعید بن زید جنتی ہے، ابوعبیدہ بن الجراح (رضی اللہ عنہم) جنتی ہے۔

یہ حدیث صحیح ہے اسے امام احمد اور دیگر ائمہ نے روایت کیا ہے۔

وہ دسوں جن کو جنت کا مژدہ ملا
اس مبارک جماعت پہ لاکھوں سلام

حدیث نمبر 3

عن المطلب بن عبداللہ بن حنطب عن أبيه عن جده وما له غيره أن رسول اللہ صلى اللہ عليه وسلم قال: (أبوبكر و عمر مني كمنزلة السمع و البصر). أخرجه أبو يعلى وغيره.

ترجمہ: حضرت مطلب بن عبداللہ بن حنطب اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) میرے لیے ایسے ہیں جیسے آنکھیں اور کان ہوتے ہیں۔ (اسے ابویعلی اور دیگر ائمہ نے روایت کیا ہے۔)

اصدق الصادقین، سید المتقین
چشم و گوشِ وزارت پہ لاکھوں سلام

حدیث نمبر 4

عن ابن عباس رضي اللہ عنهما أن رسول اللہ صلى اللہ عليه وسلم قال: (أبوبكر و عمر من هذا الدين كمنزلة السمع و البصر من الرأس).

تخریج حدیث نمبر 3: رواہ ترمذی، بلفظ "هذان السمع و البصر" في مناقب ابي بكر و عمر: 3604۔ امام احمد، فضائل الصحابة: 282/1، رقم: 577۔

تخریج حدیث نمبر 4: مستدرک حاکم: 78/3، رقم: 4498۔ فضائل الصحابة: 282/1۔ ابن عساکر: 116/30۔ عن جابر، کنز العمال، رقم: 32671۔

أخرجه ابن النجار، و أخرجه الخطيب عن جابر أيضا۔

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما اس دین میں ایسے ہیں جیسے چہرہ میں آنکھیں اور کان ہوتے ہیں۔

اسے ابن النجار اور خطیب نے اپنی تاریخ میں جابر سے روایت کیا۔

حدیث نمبر 5

عن أنس رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: (أبو بكر وزيري يقوم مقامي و عمر ينطق على لساني و أنا من عثمان و عثمان مني، اكأني بك يا أبا بكر تشفع لأمتي)۔

أخرجه ابن النجار۔

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ، بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ابوبکر میرا وزیر اور قائم مقام ہے اور عمر میری زبان سے بولتا ہے اور عثمان میرا ہے میں عثمان کا ہوں۔ اور اے ابوبکر گویا تم میری امت کی شفاعت کرو گے۔

اسے ابن النجار نے روایت کیا ہے۔

(حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس صفت سے یاد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ ان محدثین میں سے ہیں جن کی زبانوں سے فرشتے کلام کرتے ہیں)

حدیث نمبر 6

عن ابن مسعود رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال:

تخریج حدیث نمبر 5: الفردوس للديلمي: 437/1، رقم: 1782۔ كنز العمال، رقم: 33063۔ فضائل الخلفاء الراشدين للاصفهاني، رقم 233، عن جابر۔ الضعفاء الكبير للعقيلي۔

(ابوبکر و عمر مني كعيني في رأسي، و عثمان بن عفان مني كلساني في فمي، و علي بن أبي طالب مني كروحي في جسدي)۔

أخرجه ابن النجار۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) میرے لیے ایسے ہیں جیسے چہرے میں آنکھیں
اور عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) میرے لیے ایسے ہے جیسے منہ میں زبان
اور علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) میرے لیے ایسے ہے جیسے میرے جسم میں میری روح ہے۔ (اسے ابن النجار نے نقل کیا ہے۔)

حدیث نمبر 7

عن ابن عباس رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال:

(ابوبكر و عمر مني بمنزلة هارون من موسى)۔

أخرجه الخطيب في تاريخه۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) میرے لیے ایسے ہیں جیسے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کے لیے حضرت ہارون (علیہ السلام)۔

اسے خطیب نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے۔

تخریج حدیث نمبر 6: کنز العمال، رقم: 33062۔

تخریج حدیث نمبر 7: ابن عساکر: 206/30۔ کنز العمال، رقم 32682۔ ابن عدی: 142/6۔ ذخیرۃ الحفاظ: 2126/4۔

حدیث نمبر 8

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: (أبو بکر و عمر خیر أھل السموات والأرض و خیر من بقی إلی یوم القیامۃ).

أخرجہ الدیلمی فی مسند الفردوس.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) زمین و آسمان والوں سے بہتر ہیں اور قیامت تک آنے والے ہر شخص سے بہتر ہیں۔

اسے دیلمی نے مسند الفردوس میں روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر 9

عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: (عمر بن الخطاب سراج أھل الجنۃ).

أخرجہ أبو نعیم فی فضائل الصحابۃ وغیرہ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عمر بن خطاب اہل جنت کے آفتاب ہیں۔

اسے ابونعیم نے فضائل الصحابۃ میں اور دیگر ائمہ نے بھی روایت کیا ہے۔

تخریج حدیث نمبر 8: مسند الفردوس: 438/1، رقم: 1783۔ ابن عساکر: 182/3۔ کنز العمال، رقم: 32686۔

تخریج حدیث نمبر 9: حلیۃ الاولیاء، ابو نعیم: 6 / 3 3 3۔ الفردوس بمأثور الخطاب: 3 / 5 5، رقم: 4146۔ مجمع الزوائد: 77/9۔ کامل ابن عدی: 190/4۔

حدیث نمبر 10

عن ابن عباس أخيه الفضل أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: (عمر مني و أنا من عمر، والحق بعدي مع عمر حيث كان)۔

رواه الطبراني في معجمه الكبير وغيره۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

عمر مجھ سے ہے اور میں عمر سے ہوں، اور میرے بعد حق عمر کے ساتھ ہے وہ جہاں بھی ہو۔

اسے امام طبرانی نے معجم الکبیر میں روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر 11

عن ابن عمر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: (إن الله جعل الحق على لسان عمر و قلبه)۔

حديث صحيح أخرجه الترمذي وغيره۔

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

بے شک اللہ تعالیٰ نے حق عمر کی زبان اور قلب میں رکھ دیا ہے۔

یہ حدیث صحیح ہے اور اسے امام ترمذی نے جامع الترمذی میں بیان کیا ہے۔

تخریج حدیث نمبر 10: الاصابة:212/5۔

تخریج حدیث نمبر 11: جامع الترمذی:617/5، رقم:3682۔ صحیح ابن حبان:312/15، رقم:6889۔ مصنف ابن ابی شیبة:355/6، رقم:31988۔ طبرانی معجم الاوسط: رقم:29/249۔ مسند احمد:53/2

حدیث نمبر 12

عن أيوب بن موسى أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: (إن الله جعل الحق على لسان عمر و قلبه و هو الفاروق فرّق الله به بين الحق و الباطل).

أخرجه ابن سعد هكذا مرسلاً۔

ترجمہ: حضرت ایوب بن موسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

بے شک اللہ تعالیٰ نے حق عمر کی زبان اور قلب میں رکھ دیا ہے اور وہ فاروق ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعے حق کو باطل سے جدا کر دیا ہے۔

ابن سعد نے اس کو اسی طرح سے بطور مرسل روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر 13

عن بلال رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: (إن الله جعل الحق في قلب عمر و على لسانه).

أخرجه ابن عساكر۔

ترجمہ: حضرت بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

بے شک اللہ تعالیٰ نے حق کو عمر کے دل اور زبان میں رکھ دیا ہے۔

اسے ابن عساکر نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر 14

عن ابن عمر رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم ضرب

تخریج حدیث نمبر 12: الطبقات الكبرى: 270/3۔ انساب الاشراف ص: 152۔ ضعيف الجامع الصغير: 82/1، رقم: 1586۔

تخریج حدیث نمبر 13: معجم الكبير طبرانی، رقم: 1077۔ مجمع الزوائد: 64/9، رقم: 14424۔ ایضاً رقم: 14425۔

صدر عمر بیدہ حین أسلم وقال: (اللهم أخرج ما فی صدر عمر من غل وداء و أبدله إيماناً-ثلاثاً-).

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضرت عمر جب مسلمان ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سینے پر ہاتھ مار کر تین بار فرمایا: اے اللہ! عمر کے سینے سے کینہ اور بیماری کو نکال کر ایمان ڈال دے۔

حدیث نمبر 15

عن علی کرّم اللہُ وجههُ أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: (خیر هذه الأمة بعد نبیها أبو بکر و عمر).

أخرجه ابن عساکر۔

ترجمہ: حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس امت میں ان کے نبی کے بعد سب سے بہتر ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔

اسے ابن عساکر نے نقل کیا ہے۔

حدیث نمبر 16

وعنه قال صلی الله علیه وسلم: (خیر أمتی بعدی أبو بکر و عمر).

أخرجه ابن عساکر أیضاً عن علی والزبیر معاً.

ترجمہ: حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: میرے بعد میری امت میں بہترین ہستیاں ابو بکر اور عمر ہیں۔

تخریج حدیث نمبر 14: مستدرک حاکم: 91/3، رقم: 4492۔ معجم الاوسط طبرانی: 20/2، رقم: 1096۔ مجمع الزوائد: 62/9، رقم: 14417۔

تخریج حدیث نمبر 15: معجم الاوسط طبرانی: 298/1، رقم: 292۔ مسند احمد: 115/1، رقم: 932۔ مصنف عبد الرزاق: 448/3۔ (اسنادہ صحیح)

تخریج حدیث نمبر 16: صحیح بخاری: 1342/2، رقم: 3468۔ فضائل الصحابۃ: 77676/1۔ الریاض النضرۃ: 320/1، رقم: 175۔ الزوائد المسند: 182/2۔

ابن عساکر نے حضرت علی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما سے اس کو ایسے ہی نقل کیا ہے۔

حدیث نمبر 17

عن أنس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: (دخلت الجنة فإذا أنا بقصر من ذهب، فقلت: لمن هذا القصر؟ فقالوا: لشاب من قريش، فظننت أني هو، قلت: و من هو؟ قالوا: عمر بن الخطاب، فلولا ما علمت من غيرتك لدخلته.

حديث صحيح أخرجه الإمام أحمد وغيره.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

میں جنت میں داخل ہوا تو وہاں سونے کا ایک محل دیکھا تو پوچھا: یہ محل کس کا ہے، فرشتوں نے کہا: قریش کے ایک جوان کا۔ میں نے گمان کیا کہ وہ میں ہی ہوں، میں نے پوچھا وہ کون ہے؟ انہوں نے کہا عمر بن الخطاب۔ اے عمر! اگر تیری غیرت کا خیال نہ ہوتا تو میں اس کے اندر جا کر دیکھتا۔

یہ حدیث صحیح ہے۔ اسے امام احمد نے نقل کیا ہے۔

حدیث نمبر 18

عن سالم عن أبيه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: (رأيت في المنام أني أنزع بدلو بكرة على قليب، فجاء أبو بكر فنزع دلواً أو دلوين و في نزعه ضعف والله يغفر له، ثم أخذ عمر فاستحالت بيده غرباً فلم أر عبقرياً في الناس يفري فريه حتى ضرب الناس بعطن).

حديث صحيح أخرجه البخاري وغيره.

الغَرْب عین کی زبر اور راء کی جزم کے ساتھ بڑے ڈول کو کہتے ہیں۔ والعبقری نہایت

تخریج حدیث نمبر 17: صحیح بخاری: 1340/3، رقم: 3477۔ مسند احمد: 107/3، رقم: 12065۔ مسند احمد: 76/9، رقم: 14457، 14460۔ صحیح مسلم: 1863/4، رقم: 2395۔

تخریج حدیث نمبر 18: صحیح بخاری کتاب التعبیر: 2575/6، رقم: 6616۔ صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابۃ: 1862/4، رقم 2393۔

بہادر انسان۔

ترجمہ: حضرت سالم رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک کنویں سے پانی کا ڈول کھینچ رہا ہوں۔ اتنے میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور ایک یا دو ڈول کھینچے اور ان کے کھینچنے میں کمزوری تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کی بخشش فرمائے۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے آ کر اسے پکڑا اور اپنے ہاتھ سے مکمل طور پر کھینچ لیا، میں نے آج تک کسی طاقتور ترین انسان کو اس طرح پانی کھینچتے نہیں دیکھا یہاں تک کہ وہ لوگوں میں ضرب المثل بن گیا۔

یہ حدیث صحیح ہے اور اسے امام بخاری رحمۃ اللہ وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر 19

عن سَمُرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: (رأيت كأن دلواً دليت من السماء فجاء أبوبكر فأخذ بعراقيها فشرب شرباً ضعيفاً. ثم جاء عمر فأخذ بعراقيها فشرب حتى تضلع ثم جاء عثمان فأخذ بعراقيها حتى تضلع ثم جاء علي فأخذ بعراقيها فانتشطت وانتضح عليه منها).

أخرجه الإمام أحمد وغيره.

ترجمہ: حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں نے دیکھا گویا ایک ڈول نما برتن آسمان سے لٹکایا گیا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آ کر اس برتن کو ایک طرف سے پکڑ کر اس میں سے پینا شروع کیا اور بہت تھوڑا پیا، پھر عمر رضی اللہ عنہ آئے اور اس کو ایک طرف سے خوب

تخریج حدیث نمبر 19: مسند احمد 21/5، معجم الکبیر طبرانی: 231/7، رقم: 6965۔ مجمع الزوائد: 183/7۔

سیراب ہو کر پیا، پھر علی رضی اللہ عنہ آئے اور اس برتن میں سے خوب اچھی طرح پیا اور اس میں سے کچھ ان کے اوپر بھی گرا۔

اسے امام احمد اور دیگر ائمہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر 20

عن ابن عمر رضی الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: (رأيت في النوم أني أعطيت عساً مملوءاً لبناً فشربت منه حتى تملأت حتى رأيته يجري في عروقي بين الجلد و اللحم ففضلت فضلة فأعطيتها عمر بن الخطاب) فأولوها قالوا: يا نبي الله هذا (ﷺ) علم أعطاكه الله فملأت منهٔ و فضلت فضلة فأعطيتها عمر بن الخطاب، فقال: (أصبتم).

حديث صحيح أخرجه الحاكم وغيره.

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

میں سو رہا تھا کہ (خواب میں دودھ سے بھرا ہوا پیالہ لا کر دیا گیا میں نے اس میں سے خوب سیراب ہو کر دودھ پیا یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ اس دودھ کی تاثیر میرے رگ و پے میں سرایت کر گئی پھر بھی اس میں سے کچھ بچ گیا تو وہ بقیہ میں نے عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کو دے دیا، تو صحابہ کرام نے یہ سن کر اس کی تعبیر بیان کرتے ہوئے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اس کی تعبیر وہ علم ہے جو اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر آپ کو عطا فرمایا ہے اور آپ اس سے معمور ہیں اور اس میں سے جو بقیہ بچ گیا وہ آپ نے عمر ابن خطاب رضی

تخریج حدیث نمبر 20: مستدرک حاکم: 92/3، رقم: 4496۔ امام احمد، فضائل الصحابة: 253/1، رقم: 319۔ طبرانی کبیر: 293/12، رقم: 13155۔ مجمع الزوائد: 68/9، رقم: 14437۔

اللہ عنہما کو عطا فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگوں نے درست کہا۔

یہ حدیث صحیح ہے، اسے امام حاکم نے مستدرک میں اور دیگر ائمہ حدیث نے بھی روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر 21

عن ابن عمر رضی الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: (رأيت قبيل الفجر كأني أعطيت المقاليد والموازين، فأما المقاليد فهذه المفاتيح، و أما الموازين فهذه التي يوزن بها فوُضعتُ في كفّة ووضعت أمتي في كفة فوزنت بهم فرجحت ثم جيء بأبي بكر فوزن، فوزن بهم، ثم جيء بعمر فوزن، فوزن بهم، ثم جيء بعثمان فوزن، فوزن بهم، ثم رفعت).

أخرجه الامام أحمد.

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: میں نے نماز فجر سے پہلے خواب میں دیکھا کہ جیسے مجھے کنجیاں اور پیمانے عطا کیے گئے ہیں کنجیوں سے مراد تو یہی چابیاں ہیں اور پیمانے وہ ہیں جن سے ناپ تول کا کام کیا جاتا ہے تو ترازو کے ایک پلڑے میں مجھے رکھا گیا اور دوسرے میں میری امت کو ڈال دیا گیا تو وزن میں، میں اُن پر بھاری رہا، پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے تو ان کا امت کے ساتھ وزن کیا گیا تو وہ بھی ان پر بھاری رہے، پھر عمر رضی اللہ عنہ آئے تو ان کا وزن کیا گیا تو وہ بھی ان کے مقابلے میں بھاری رہے، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے ان کا وزن کیا گیا تو وہ بھی ان پر بھاری رہے، اس کے بعد ترازو اٹھا لیا گیا۔

اسے امام احمد نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔

تخریج حدیث نمبر 21: مسند احمد: 76/2، رقم 5469۔ مصنف ابن ابی شیبہ: 352/6، رقم: 3196۔ مجمع الزوائد: 42/9، رقم: 14386۔

حدیث نمبر 22

و عنه رضی الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: (رضى الله رضى عمر، و رضى عمر رضى الله).

أخرجه الحاكم في تاريخه.

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

اللہ کی رضا عمر کی رضا ہے اور عمر کی رضا اللہ کی رضا ہے۔

اس کو امام حاکم نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے۔

حدیث نمبر 23

عن ابن مسعود رضی الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: (اللهم أعزّ الإسلام بعمر بن الخطاب أو بأبي جهل بن هشام) فجعل الله دعوة رسوله لعمر بن الخطاب فبنى به الاسلام و هدم به الأديان.

أخرجه الطبراني في معجمه الكبير بسند صحيح.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے اللہ عمر بن خطاب یا ابوجہل بن ھشام کے ذریعے اسلام کو عزت عطا فرما!

تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی دعا پر عمر بن خطاب کو چنا اور اسلام کی بنیاد کو ان کے ذریعے مضبوط کیا اور باطل ادیان کو مٹایا۔

اسے امام طبرانی نے معجم الکبیر میں سند صحیح سے روایت کیا۔

تخریج حدیث نمبر 22: کنز العمال: 274/11، رقم: 32748۔ ایضاً: 277/11، رقم: 32786۔

تخریج حدیث نمبر 23: طبرانی معجم کبیر: 159/10، رقم: 10314۔ مجمع الزوائد: 55/9، رقم: 14404۔

حدیث نمبر 24

عن أبي بكر الصديق كرّم الله وجهه و رضي عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: (اللهم اشدد الاسلام بعمر بن الخطاب)۔
أخرجه الطبراني في الأوسط۔

ترجمہ: حضرت ابوبکر صدیق کرّم اللہ وجہہٗ ورضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
اے اللہ! عمر بن خطاب کے ذریعے اسلام کو مضبوط فرما!
اسے امام طبرانی نے معجم اوسط میں روایت کیا۔

حدیث نمبر 25

عن أنس بن مالك أن رسول الله صلى الله عليه وسلم دعا عشية الخميس فقال: (اللهم أعز الاسلام بعمر بن الخطاب أو بعمرو بن هشام) فأصبح عمر يوم الجمعة فأسلم۔
أخرجه الطبراني في الأوسط أيضاً۔

ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بلاشبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کی شب دعا فرمائی:
اے اللہ! عمر بن خطاب یا عمرو بن ھشام کے ذریعے اسلام کو عزت دے تو عمر فاروق نے جمعہ کی صبح اسلام قبول کرلیا۔
امام طبرانی نے معجم اوسط میں ایضاً روایت کیا ہے۔

تخریج حدیث نمبر 24: طبرانی معجم الاوسط: 294/6، رقم: 6453۔ مجمع الزوائد: 56/9، رقم: 14405۔

تخریج حدیث نمبر 25: طبرانی معجم الاوسط: 240/2، رقم: 1860۔ مجمع الزوائد: 56/9، رقم: 14406۔

حدیث نمبر 26

عن عائشه رضی الله عنها أن رسول الله صلى الله علیه وسلم قال: (ما كان من نبی إلّا فی أمته معلَّم أو معلَّمان و إن یکن فی أمتی منهم فهو عمر بن الخطاب ان الحق علی لسان عمر و قلبه)۔

أخرجه الطبرانی فیه أیضاً۔

المُعلَّم بفتح اللام: الملهم۔

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ، بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کوئی نبی ایسا نہیں ہوا جس کی امت میں ایک یا دو ملھم (صاحب الہام) نہ ہوئے ہوں، اگر ان میں سے کوئی میری امت میں ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتا، بے شک حق عمر کی زبان اور دل پر ہے۔

اسے امام طبرانی نے ایضاً روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر 27

عن عصمة أن رسول الله صلى الله علیه وسلم قال: (لو كان بعدی نبی لكان عمر)۔ أخرجه الطبرانی۔

ترجمہ: حضرت عصمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔

تخریج حدیث نمبر 26: طبرانی معجم الاوسط: 66/9، رقم 9137۔ الطبقات الکبری: 335/2، مجمع الزوائد: 64/9، رقم: 14426۔

تخریج حدیث نمبر 27: جامع الترمذی: 619/5، رقم 3686۔ مستدرک حاکم: 92/3، رقم: 4495۔ معجم الکبیر طبرانی: 298/17، رقم: 822۔ مجمع الزوائد: 67/9، رقم: 14433۔

اسے امام طبرانی نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر 28

عن ابی سعید الخدری قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: (لو کان الله باعثاً رسولاً بعدی، لبعث عمر بن الخطاب)۔

أخرجهٔ الطبرانی۔

ترجمہ: حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اگر اللہ میرے بعد کسی رسول کو بھیجتا تو عمر بن خطاب کو بھیجتا۔

اسے امام طبرانی نے روایت کیا۔

حدیث نمبر 29

عن ابن عباس رضی الله عنهما أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: (أتانی جبریل علیه السلام فقال: أقرىء عمر السلام و قل له: إن رضاه حکم، و إن غضبه عز)۔

أخرجه الطبرانی۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جبریل امین علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا: عمر کو میرا اسلام کہیے اور اسے بتایئے: اس کی رضا حکمت اور جلال عزت ہے۔

اسے امام طبرانی نے روایت کیا ہے۔

تخریج حدیث نمبر 28: مجمع الزوائد: 68/9، رقم 14434۔

تخریج حدیث نمبر 29: مجمع الزوائد: 68/9، رقم: 14435۔ معجم الاوسط: 242/6، رقم: 6297، مصنف ابن ابی شیبہ: 359/6، رقم: 320/9

حدیث نمبر 30

عن أبي هريرة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم: (إن الله عزّ وجلّ باهى ملائكته بعبيده عشية عرفة عامة، وباه بعمر بخاصة).

أخرجه الطبراني.

ترجمہ: حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں: بے شک اللہ تعالیٰ عرفہ کی شام اپنے فرشتوں کے سامنے اپنے بندوں پر عمومی فخر فرماتا ہے جبکہ عمر بن خطاب پر خصوصی فخر فرماتا ہے۔

اسے امام طبرانی نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر 31

عن ابن عباس قال: نظر رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم إلى عمر و تبسّم إليه. فقال: (يا ابن الخطاب أتدري بما تبسمت إليك؟ قال: الله و رسوله أعلم. قال: (إن الله عزوجل باهى بأهل عرفة، و باهى بك خاصة).

أخرجه الطبراني.

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم عمر فاروق کی طرف دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا: اے ابن خطاب جانتے ہو میں کیوں مسکراتا ہوں؟ انہوں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ عرفات والوں پر فخر کرتا ہے لیکن تم پر خاص طور پر فخر فرماتا ہے۔

اسے امام طبرانی نے روایت کیا ہے۔

تخریج حدیث نمبر 30: معجم الاوسط طبرانی: 7/18، رقم: 6726۔ کتاب السنۃ: 2/586، رقم: 1273۔ مجمع الزوائد: 9/69، رقم: 14440۔

تخریج حدیث نمبر 31: معجم کبیر طبرانی: 11/182، رقم: 11430۔ مجمع الزوائد: 9/70، رقم: 14441۔

حدیث نمبر 32

عن مولاة حفصة قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: (ان الشيطان لم يلق عمر منذ أسلم إلا خر لوجهه)۔

أخرجه الطبراني في الكبير وحسن بعضهم سنده۔

ترجمہ: ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی کنیز سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بے شک عمر نے جب سے اسلام قبول کیا ہے شیطان اس کے سامنے آنے پر منہ کے بل گر جاتا ہے۔

اسے امام طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کیا ہے بعض ائمہ نے اس کی سند کو حسن کہا ہے۔

حدیث نمبر 33

عن أبي الطفيل أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: بينا أنا أنزع الليلة إذ وردت على غنم سود و عفر، فجاء أبو بكر فنزع ذنوبا أو ذنوبين و في نزعه ضعف والله يغفر له فجاء عمر فاستحالت غربا فملأ الحياض وأروى الأودية فلم أر عبقريا أحسن نزعاً من عمر، فأولت السود العرب والعفر العجم)۔

أخرجه الطبراني بسند صحيح۔

ترجمہ: حضرت ابو طفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ایک رات میں کنویں سے پانی کھینچ رہا تھا کہ اچانک میرے پاس سیاہ اور

تخریج حدیث نمبر 32: طبرانی معجم کبیر: 305/24، رقم: 774 الفردوس بمأثور الخطاب: 380/2، رقم: 3693۔ مجمع الزوائد: 70/9، رقم: 14442۔

تخریج حدیث نمبر 33: مسند احمد: 455/5، رقم: 23852۔ الریاض النضرہ: 350/1، رقم: 230۔ مجمع الزوائد: 72/9، رقم: 14447۔

خاکی رنگ کی بکریاں آئیں، پھر ابوبکر آئے اور انہوں نے ایک یا دو ڈول نکالے جبکہ ان کے کھینچنے میں ضعف تھا، اللہ انہیں معاف کرے، پھر عمر آئے اور ڈول پکڑ کر خوب کھینچا یہاں تک کہ تالاب بھر دیے اور بکریاں سیراب کر دیں، میں نے عمر سے بڑھ کر کسی طاقتور جوان کو یوں پانی کھینچتے نہیں دیکھا۔

میں نے کالی بکریوں کی تعبیر عرب اور خاکی سے عجم کو مراد لیا۔

اسے امام طبرانی نے سند صحیح سے روایت کیا۔

حدیث نمبر 34

عن جابر بن عبداللہ قال: کنا جلوساً عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فأقبل عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ و علیہ قمیص أبیض، فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: (یا عمر أجدید قمیصك هذا أم غسیل)؟ فقال: غسیل، فقال: (البس جدیداً و عش حمیداً و مت شهیداً یعطیك اللہ قرة عین فی الدنیا و الآخرة)۔

أخرجه البزّار۔

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ عمر بن خطاب آ گئے، انہوں نے سفید قمیض پہن رکھی تھی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: اے عمر! تمہاری یہ قمیض نئی ہے یا پرانی؟ تو انہوں نے جواب دیا: پرانی۔ تو آپ نے فرمایا: نیا پہنو! اچھی زندگی جیو! اور شہادت کی موت پاؤ! اللہ دنیا و آخرت میں تمہاری آنکھوں کو ٹھنڈا رکھے۔

اسے بزار نے روایت کیا ہے۔

تخریج حدیث نمبر 34: معجم کبیر طبرانی: 283/12، رقم 13127۔ صحیح ابن حبان: 320/15، رقم: 6897۔ مجمع الزوائد: 76/9، رقم: 14456

حدیث نمبر 35

عن أبي ذر في حديث أن رسول الله صلى الله عليه وسلم رأى عمر فقال:
(لا تصيبنكم فتنة ما دام هذا فيكم).
أخرجه الطبراني.

ترجمہ: ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر کو دیکھ کر فرمایا:
جب تک یہ شخص تم میں موجود ہے تم فتنہ میں مبتلا نہ ہو گے۔
اسے امام طبرانی نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر 36

عن أبي سعيد الخدري قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: (من أبغض عمر فقد أبغضني، و من أحب عمر فقد أحبني، وإن الله باهى بالناس عشية عرفة عامة، و باهى بعمر خاصة، وإنه لم يبعث الله نبيا إلا كان في أمته محدث، و إن يكن في أمتي منهم أحد فهو عمر). قالوا: يا رسول الله كيف يحدث؟ قال: (تتكلم الملائكة على لسانه).
أخرجه الطبراني.

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
جس نے عمر سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا، جس نے عمر سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی، اور بے شک اللہ عرفہ کی شام عام لوگوں پر عمومی فخر کرتا ہے اور عمر پر خصوصی طور پر فخر فرماتا ہے، اور یقیناً اللہ نے کوئی نبی نہیں

تخریج حدیث نمبر 35: طبرانی معجم الاوسط: رقم: 2019، مجمع الزوائد: 74/9، رقم: 14452
تخریج حدیث نمبر 36: طبرانی معجم الاوسط: 18/7، رقم 6726۔ مجمع الزوائد: 69/9، رقم: 14439۔

بھیجا مگر اس کی امت میں کوئی صاحب الہام پیدا کیا ہو، اگر ایسا کوئی میری امت میں ہوتا تو عمر ہوتا، صحابہ نے پوچھا: یا رسول اللہ! کیسے الہام کیا جاتا ہے؟ فرمایا: فرشتے اس کی زبان سے کلام کرتے ہیں۔

اسے امام طبرانی نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر 37

عن الأسود بن سريع أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يعني عمر: (هذا رجل لا يحب الباطل)۔

أخرجه الإمام احمد و الطبراني۔

ترجمہ: حضرت اسود بن سریع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یہ شخص (یعنی عمر) باطل پسند نہیں ہے۔

اسے امام احمد اور طبرانی نے روایت کیا۔

حدیث نمبر 38

عن قدامة بن مظعون أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أشار إلى عمر فقال: (هذا غلق الفتنة) وقال: (لا يزال بينكم و بين الفتنة باب شديد الغلق ما عاش هذا بين ظهرانيكم)۔

أخرجه الطبراني و البزار۔

ترجمہ: حضرت قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

تخریج حدیث نمبر 37: امام احمد، فضائل الصحابۃ: 207/1، رقم: 334۔ حلیۃ الاولیاء: 46/1۔ مجمع الزوائد: 62/9، رقم: 14419۔

تخریج حدیث نمبر 38: معجم کبیر طبرانی: 38/9، رقم: 8321۔ مجمع الزوائد: 73/9، رقم: 14451 مسند البزار، رقم: 2506۔

یہ فتنوں کی بندش ہے۔ فرمایا: جب تک یہ تم میں موجود ہے، تمہارے اور فتنوں کے مابین ایک مضبوط دروازہ حائل رہے گا۔

اسے طبرانی اور بزّار نے روایت کیا۔

حدیث نمبر 39

عن سهل بن أبي حثمة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: (إذا أنا مت وأبوبكر وعمر وعثمان فإن استطعت أن تموت فمت).

أخرجه أبو نعيم وغيره.

ترجمہ: حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب میں (صلی اللہ علیہ وسلم)، ابوبکر، عمر اور عثمان (رضی اللہ عنہم) وفات پا جائیں تو اگر تم مر سکو تو مر جانا۔

اسے ابونعیم نے حلیہ میں اور ابن عساکر نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر 40

عن عمار بن ياسر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: (يا عمار أتاني جبريل آنفاً فقلت: يا جبريل حدثني بفضائل عمر بن الخطاب في السماء فقال: يا محمد لو حدثتك بفضائل عمر مثل ما لبث نوح في قومه ألف سنة إلا خمسين عاما ما نفدت فضائل عمر، وإن عمر لحسنة من حسنات أبي بكر).

أخرجه أبو يعلى والطبراني في الكبير والأوسط.

تخریج حدیث نمبر 39: طبرانی معجم الاوسط: 83/7، رقم: 6918۔ ابونعیم، حلیۃ الاولیاء فضائل الصحابۃ: 225/1، رقم: 288۔ کنز العمال، رقم: 33125۔ المجروحین: 345/1، رقم: 443۔ ابن عدی: 30/3۔ مجمع الزوائد: 43/9، رقم 14369۔

تخریج حدیث نمبر 40: مسند ابی یعلی: 179/3، رقم: 1603۔ مجمع الزوائد: 67/9، رقم: 14432، التنزیہ الشریعۃ: 346/1۔

ترجمہ: عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے عمار! ابھی جبریل میرے پاس آئے تو میں نے کہا: اے جبریل! مجھے آسمانوں میں عمر بن خطاب کے فضائل بیان کرو! تو انہوں نے کہا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر میں حضرت نوح علیہ السلام کی عمر (950 سال) کے برابر عرصہ عمر فاروق کے فضائل بیان کرتا رہوں تو بھی ان کے فضائل کا بیان مکمل نہ ہوگا، اور بے شک عمر تو ابوبکر کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہیں۔

اسے ابو یعلیٰ اور طبرانی نے معجم کبیر اور اوسط میں نقل کیا ہے۔

خاتمة

أخرج الإمام أحمد والبزار و الطبراني عن عبد الله بن مسعود قال: فضل عمر بن الخطاب الناس بأربعة: بذكرى الأسرى يوم بدر أفتى بقتلهم فأنزل الله عزوجل (لَوْلَا كِتَابٌ مِنَ اللهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ).

و بذكر الحجاب أمر نساء النبي صلى الله عليه وسلم أن يحتجبن فقالت له زينب: وإنك علينا يا ابن الخطاب و الوحي ينزل في بيوتنا. فأنزل الله عزوجل (وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ) و بدعوة النبي صلى الله عليه وسلم (اللهم أيد الإسلام بعمر) و رأيه في أبي بكر كان أول من بايعه.

ترجمہ: امام احمد، امام بزار اور امام طبرانی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا: فرماتے ہیں! عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو صحابہ کرام پر چار چیزوں سے فضیلت حاصل ہے:

(۱) اسیران بدر کے قتل پر ان کی رائے کی تائید میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ

عَظِيْمٌ ﴿٦٨﴾ (الانفال:٦٨) ترجمہ: ”اگر اللہ پہلے ایک بات لکھ نہ چکا ہوتا تو اے مسلمانو! تم نے جو کافروں سے بدلے کا مال لیا، اس میں تم پر بڑا عذاب آتا۔“

(۲) دوسری فضیلت احکام حجاب کے حوالے سے کہ جب آپ نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم کو پردہ کے بارے میں کہا تو ام المومنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اے ابن خطاب! آپ ہم پر بھی حکم چلاتے ہیں، حالانکہ وحی ہمارے گھر میں نازل ہوتی ہے، تو اللہ تعالیٰ نے آیت حجاب نازل فرمائی۔ (الاحزاب:۵۳) ”اور جب تم ان سے کوئی ضرورت کی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو۔“

(۳) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آپ کے حق میں دعا: اے اللہ عمر کے ذریعے اسلام کی تائید فرما۔ اور

(۴) چوتھی فضیلت آپ کا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بارے میں رائے دینا اور سب سے پہلے ان کی بیعت کرنا۔

(مسند بزار:156/5 رقم:1748۔ مجمع الزوائد:67/9)

و أخرج الطبراني عن طارق بن شهاب قالت أم أيمن يوم قتل عمر: اليوم وهى الاسلام۔ و أخرج أيضاً عن عبدالله بن مسعود: ان كان إسلام عمر لفتحا و هجرته لنصرا، و إمارته رحمة، والله ما استطعنا أن نصلي عند البيت حتى أسلم عمر۔ و في رواية: ما استطعنا أن نصلي عند البيت الكعبة ظاهرين۔

امام طبرانی نے حضرت طارق بن شھاب کی روایت نقل کی ہے، کہ حضرت اُمّ ایمن نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن فرمایا، آج کے دن اسلام کمزور ہو گیا اور اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی کہ: عمر کا اسلام ہماری فتح تھا، ان کی ہجرت امداد اور امارت

رحمت تھی، اللہ کی قسم! ہمیں اس وقت تک بیت اللہ کے نزدیک نماز پڑھنے کی ہمت نہ ہوئی جب تک عمر اسلام نہ لے آئے، اور دوسری روایت میں ہے: کہ ہمیں استطاعت نہ ہوئی کہ ہم ظاہری طور پر خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں۔ (۱)

لہٰذا آپ کے فضائل شمار سے باہر اور بیان سے بالاتر ہیں۔ یقیناً میرا (امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) ارادہ تو یہ تھا کہ اس رسالہ کے ذریعہ آپ کی خدمت سے برکت حاصل کروں اور ان لوگوں کو نفع پہنچاؤں۔ جو اپنے امام کی جہالت کے باعث حضرت (فاروق) کے کثیر مناقب میں سے چند سے بھی واقف نہیں ہیں۔ اور اللہ ہی ولی توفیق ہے:

وحسبنا اللہ و نعم الوکیل والحمد للہ اولاً و آخراً و باطناً و ظاہراً،

و صلی اللہ علی رسولہ و نبیہ سیدنا محمد وآلہٖ و صحبہ و شیعتہ و حزبہ آمین!

والحمد للہ رب العلمین ---- وما توفیقی الا باللہ!

تکمیل ترجمہ 25-4-12

(بدھ بعد ظہر)

---

(۱) طبرانی معجم کبیر: 165/9، رقم: 8820۔ مستدرک حاکم: 90/3 رقم: 4487 (صحیح الاسناد)۔ احمد: فضائل الصحابہ: 335/1، رقم: 482۔ طبرانی: 162/9۔ مجمع الزوائد: 62/9-63۔

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ

هذان سيدا كهول اهل الجنة من الاولين و الآخرين (ترمذی)

ترجمہ: ابوبکر و عمر اولین و آخرین میں جنتی بزرگوں کے سردار ہیں۔

گستاخِ شیخین رضی اللہ عنہما کی شرعی حیثیت

(ترجمہ)

القام الحجر لمن زکّی ساب ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما

(گستاخ شیخین کی صفائی پیش کرنے والے کے منہ میں پتھر کا لقمہ)

حضرت علامہ امام جلال الدین السیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ

(۸۴۹-۹۱۱ھ)

ترجمہ، تخریج، حواشی

علامہ محمد شہزاد مجددی

دار الاخلاص لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ والصلاۃ والسلام علی محمد وآلہ وصحبہ۔

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور صلاۃ وسلام محمد مصطفیٰ اور اُن کی آل پر اور اصحاب پر۔

میں نے بعض مبتدی (طلباء) سے سنا کہ حضرات شیخین کریمین یعنی سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کو برا کہنے والے کی گواہی جائز ہے۔تو مجھے شدید غیرت آئی سو میں نے ایسا کہنے والے کو سختی سے منع کیا مگر وہ اپنی روش سے باز نہ آیا اور اس نے اپنی روش نہ بدلی، لہٰذا میں نے دینی اصلاح اور مسلمانوں کی ہدایت کے لیے یہ رسالہ ترتیب دیا اور اس بارے میں ائمہ کے متعلقہ اقوال کو نقل کیا اور اس بارے میں موجود اختلاف کے حوالے سے بہترین معلومات کی نشان دہی کرتے ہوئے اسے دو فصلوں پر ترتیب دیا ہے، پہلی فصل ان دونوں حضرات کے فضائل پر مشتمل ہے۔

پہلی فصل

(1) قال اللہ تعالیٰ:

اِلَّا تَنۡصُرُوۡهُ فَقَدۡ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذۡ اَخۡرَجَهُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا ثَانِىَ اثۡنَيۡنِ اِذۡ هُمَا فِى الۡغَارِ اِذۡ يَقُوۡلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنۡزَلَ اللّٰهُ سَكِيۡنَتَهٗ عَلَيۡهِ (التوبہ:40)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اگر تم محبوب کی مدد نہ کرو تو بے شک اللہ نے ان کی مدد فرمائی جب کافروں کی شرارت سے انہیں باہر تشریف لے جانا ہوا۔ صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے، جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اللہ نے اس پر اپنا سکینہ اتارا۔

مفسرین کرام فرماتے ہیں: جس پر سکینہ اترا وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو مستقل طور پر اطمینان کی حالت میں ہوتے تھے۔

(2) قال اللہ تعالیٰ:

وَسَيُجَنَّبُهَا الۡاَتۡقَىۙ ۝ الَّذِىۡ يُؤۡتِىۡ مَالَهٗ يَتَزَكّٰىۚ ۝۱۸ وَمَا لِاَحَدٍ عِنۡدَهٗ مِنۡ نِّعۡمَةٍ تُجۡزٰٓىۙ ۝۱۹ اِلَّا ابۡتِغَآءَ وَجۡهِ رَبِّهِ الۡاَعۡلٰىۚ ۝۲۰ وَلَسَوۡفَ يَرۡضٰى ۝۲۱ (اللیل:21-17)

قال المفسرون: هي نازلة في ابي بكر رضي الله عنه۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اور بہت اس سے دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیزگار جو اپنا مال دیتا ہے کہ ستھرا ہو اور کسی کا اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے۔ صرف اپنے رب

کی رضا چاہتا ہے جو سب سے بلند ہے اور بے شک قریب ہے کہ وہ راضی ہوگا۔

مفسرین فرماتے ہیں: یہ آیات حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں اتری ہیں۔[1]

حدیث نمبر 3

وعن انس عن ابی بکر رضی اللہ عنہما قال قلت: للنبی صلی اللہ علیہ وسلم وانا فی الغار، لو ان احدھم نظر تحت قدمیہ لابصرنا قال: "ما ظنك باثنین اللہ ثالثھما" (خرجہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا:

جب ہم غار ثور میں تھے تو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: اگر ان (کفار) میں سے کسی ایک نے بھی اپنے قدموں سے نیچے کی طرف دیکھا تو وہ ہمیں بھی دیکھ لیں گے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر! تیرا ان دو کے بارے میں کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہو۔

---

(۱) تفصیل وحوالہ جات کے لیے درج ذیل کتب تفاسیر سے رجوع کیا جاسکتا ہے۔

(۱) جامع البیان عن تاویل آی القرآن (ابن جریر طبری) ج10، ص419 طبع موسۃ الرسالۃ، بیروت۔ (۲) تفسیر ابن ابی حاتم: ج10، ص3441۔ (۳) تفسیر بغوی: معالم التنزیل: ج8، ص449، طبع دار الطیبہ، ریاض۔ (۴) تفسیر قرطبی: ج20، ص88، طبع دار عالم الکتب، الریاض۔ (۵) تفسیر خازن: ج7، ص256، دار الفکر بیروت۔ (۶) تفسیر کبیر: امام رازی: ج17، ص185۔ (۷) تفسیر نسفی: ج4، ص278، طبع بیروت۔ (از مترجم)

تخریج حدیث نمبر 3: بخاری: 1337/3، رقم: 3453۔ مسلم: 1854/4، رقم: 2381۔ ترمذی: 278/5، رقم: 3096۔ کتاب التفسیر (التوبۃ)، مسند احمد: 4/1، رقم: 11، صحیح ابن حبان: 14/18، رقم: 6279۔

حدیث نمبر 4

وعن عمرو بن العاص رضی الله عنه قال. قلت یا رسول الله : ای الناس احب الیك قال : (عائشة) فقلت من الرجال قال (ابوها) قلت ثم من قال (عمر بن الخطاب) فعد رجالا) اخرجاه .

ترجمہ: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: میں نے پوچھا آپ کو لوگوں میں سے زیادہ محبوب کون ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عائشہ! میں نے پوچھا: مردوں میں سے زیادہ محبوب ،کون ہے؟ فرمایا: اس کا باپ سب سے زیادہ محبوب ہے۔ میں نے پوچھا: اس کے بعد کون؟ فرمایا: عمر بن خطاب۔ پھر مختلف لوگوں کا ذکر فرمایا۔

حدیث نمبر 5

وعن ابی هريرة رضی الله عنه قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم يقول: "بينما راع فی غنمه عدا عليه الذئب، فأخذ منها شاة، فطلبه الراعی، فالتفت إليه الذئب، فقال: من لها يوم السبع يوم ليس لها راع غيری، وبينما رجل يسوق بقرة قد حمل عليها، فالتفتت اليه فكلمته، فقالت: إنی لم أخلق لهذا، ولكنی خلقت للحرث قال الناس: سبحان الله، قال النبی صلی الله عليه وسلم "فانی اومن بذلك وابو بكر وعمر" اخرجاه وفی رواية لهما : "وما ثم ابو بكر وعمر" ای لم يكونا فی المجلس، فشهد لهما بالايمان بذلك لعلمه بكمال ايمانهما۔

تخریج حدیث نمبر 4: بخاری فی المناقب والمغازی، رقم:3389۔ صحیح مسلم، فضائل الصحابہ، رقم:4396

تخریج حدیث نمبر 5: صحیح بخاری:1339/3، رقم:3463۔ صحیح مسلم، کتاب الفضائل: 1858/4، رقم:2388۔ احمد بن حنبل، فضائل الصحابہ:179/1، رقم: 184۔ جامع الترمذی:615/5، رقم:3677۔ صحیح ابن حبان:404/4، رقم:6485۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

ایک چرواہا اپنا ریوڑ چرا رہا تھا کہ اچانک بھیڑیا جھپٹا اور اس نے ریوڑ میں سے ایک بکری اٹھالی، چرواہے نے اس کا تعاقب کیا اور اپنی بکری اس سے چھڑوالی، تو بھیڑیے نے چرواہے کی طرف دیکھ کر کہا: اس دن بکری کو کون چھڑوائے گا جس دن میرے علاوہ کوئی رکھوالا نہیں ہوگا؟ نیز فرمایا:

ایک شخص گائے کو ہانکتا لے جا رہا تھا کہ یکدم اس پر سوار ہوگیا، تو گائے نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا اور بولی: مجھے اس کام کے لیے پیدا نہیں کیا گیا، بلکہ میں تو کھیتی باڑی کے کام کے لیے پیدا کی گئی ہوں۔ حاضرین مجلس نے حیرت سے کہا: سبحان اللہ! یعنی (اظہار تعجب کیا کہ جانور بھی بولتے ہیں۔ تو اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اس پر ایمان رکھتا ہوں اور ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہما) بھی ایمان رکھتے ہیں۔

بخاری و مسلم کی دوسری روایت میں ہے: کہ یہ دونوں حضرات اس وقت مجلس میں موجود نہیں تھے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کمال ایمان سے آگاہی کے سبب ان دونوں کے ایمان کی گواہی دی۔[1]

---

(۱) اس حدیث کو امام بخاری و مسلم رحمہا اللہ تعالیٰ نے بالترتیب: کتاب الحرث والمزارعۃ، کتاب الانبیاء میں بلاعنوان اور کتاب المناقب میں مناقب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ میں نقل کیا ہے جبکہ امام مسلم نے کتاب فضائل الصحابۃ میں مناقب خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے باب میں درج کیا ہے۔ امام ترمذی علیہ الرحمہ بھی اسے مناقب کے باب میں لائے ہیں۔

ترمذی میں "فامنت بذلك أنا وابوبكر وعمر" کے الفاظ ہیں۔

مشکوۃ المصابیح میں یہ روایت "باب المعجزات" اور "مناقب شیخین" کے باب میں موجود ہے۔

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

حدیث نمبر 6

وعن انس رضی اللہ عنہ: ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صعد أحدا، و ابوبکر و عمر و عثمان، فرجف بهم، فقال: "اثبت أحد، فإنما عليك نبي، و صديق، و شهيدان".

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ اُحد پر تشریف لائے تو وہ لرزنے لگا، تو آپ نے فرمایا: اے اُحد! ساکن ہو جا تیرے اوپر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید موجود ہیں۔

اس روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک عظیم معجزہ اور حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کی عظیم منقبت کا تذکرہ ہے۔ چنانچہ صاحب مشکوۃ نے بحوالہ شرح السنۃ نقل کیا ہے: کہ جب اس چرواہے نے بھیڑیے سے بکری چھین لی، تو وہ بھیڑیا ایک ٹیلے پر چڑھ کر سرین کے بل بیٹھ گیا اور اگلے دونوں پاؤں کھڑے کر کے اپنی دم ان دونوں پاؤں کے درمیان داخل کر لی اور چرواہے کو مخاطب کر کے بولا: میں نے اپنا وہ رزق لینا چاہا ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا کیا ہے لیکن تم نے میرا رزق مجھ سے چھین لیا ہے۔ چرواہے نے حیرت سے اسے مخاطب کر کے کہا خدا کی قسم! جیسا عجوبہ میں نے آج دیکھا ہے، ایسا تو کبھی نہیں دیکھا کہ ایک بھیڑیا انسانوں کی طرح کلام کر رہا ہے، بھیڑیا بولا: اس سے بڑا عجوبہ تو اس شخص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کا حال ہے، جو کھجوروں کے درختوں کے پیچھے دو پہاڑی سلسلوں کے درمیان (مدینہ میں) رہتا ہے، وہ شخص تمہیں وہ باتیں بھی بتا دے گا جو تمہارے بعد وقوع پذیر ہونے والی ہیں اور وہ باتیں بھی بتا دے گا جو تم سے پہلے ہو چکی ہیں۔ یہ شخص (چرواہا) جو ایک یہودی تھا بھیڑیے کی زبانی سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھیڑیے کا قصہ بیان کر کے مسلمان ہو گیا۔ نبی کریم علیہ السلام نے اس کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: یہ باتیں قیامت کی نشانیاں ہیں، وہ وقت آیا ہی چاہتا ہے کہ جب آدمی (گھر سے) باہر جائے گا اور جب لوٹ کر آئے گا تو اس کے جوتے اور اس کا کوڑا (وغیرہ) اس کو وہ تمام باتیں بتا دے گا جو اس کے گھر والوں نے اس کی عدم موجودگی میں کی ہوں گی۔ (شرح السنۃ)

تخریج حدیث نمبر 6: صحیح مسلم: 8880/4، رقم: 50۔ الترمذی رقم: 3781۔ مسند احمد: 419/2، ابن ماجہ: 48/1، رقم: 134۔ مجمع الزوائد: 236/9، رقم: 14920۔ مجمع الزوائد: 237/9، رقم: 14922۔

حدیث نمبر 7

وعن ابن عمر رضی الله عنهما قال: كنا نخير بين الناس فی زمن النبی صلی الله عليه وسلم. فنخير ابا بكر، ثم عمر، ثم عثمان۔ (اخرجه البخاری) زاد الطبرانی: فنعلم بذلك النبی صلی الله عليه وسلم. ولا ينكره"۔

ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ:

ہم عہد نبوی میں لوگوں کے درجات کا تذکرہ کرتے ہوئے پہلے ابوبکر پھر عمر اور پھر عثمان کا ذکر کرتے تھے۔(اسے امام بخاری نے روایت کیا ہے۔)

امام طبرانی نے یہ اضافہ کیا ہے کہ: جب نبی کریم علیہ السلام کو بتایا جاتا تو آپ اس کا انکار نہ فرماتے تھے۔

حدیث نمبر 8

و عن حذيفة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم: "اقتدوا بالذين من بعدی أبو بكر و عمر"۔

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

میرے بعد ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) کی پیروی کرنا۔

حدیث نمبر 9

وعن ابی سعيد الخدری رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم "ما من نبی الا وله وزيران من اهل السماء ووزيران من اهل الارض فاما وزيرای من اهل السماء: فجبريل وميكائيل وأما وزيرای من اهل الارض: فأبو

تخریج حدیث نمبر 7: صحیح بخاری: 1337/3، کتاب المناقب، رقم: 3494، 3455۔ مسند احمد: 26/2۔

تخریج حدیث نمبر 8: جامع ترمذی فی مناقب ابی بکر و عمر، رقم: 3595۔ ترمذی نے اسے حسن کہا ہے۔ ابن ماجه، مقدمه، رقم: 94۔

بکر و عمر (رواہ الترمذی وحسنہ)۔

ترجمہ: ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کوئی نبی ایسا نہیں جس کے دو وزیر آسمان والوں میں سے اور دو وزیر زمین والوں میں سے نہ ہوں تو آسمان والوں میں سے میرے دو وزیر جبرئیل و میکائیل اور زمین والوں میں میرے دو وزیر ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔

(اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حسن ہے۔)

حدیث نمبر 10

وعن انس رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لابی بكر و عمر "هذان سيدا كهول أهل الجنة من الأولين و الآخرين، الا النبيين والمرسلين" رواه الترمذی وحسنه

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ابوبکر اور عمر اولین و آخرین میں سے جنتی بزرگوں کے سردار ہیں، سوائے انبیاء و مرسلین کرام (علیہم السلام) کے۔

اسے ضیاء المقدسی نے مختارہ میں اور اکثر ائمہ نے نقل کیا ہے۔

فرماتے ہیں یہ دونوں ہیں سردار دو جہاں
اے مرتضیٰ! عتیق و عمر کو خبر نہ ہو

تخریج حدیث نمبر 9: جامع الترمذی: 616/5، باب المناقب رقم: 3680۔ مستدرک حاکم 290/2، رقم: 3047۔ فضائل الصحابہ: 164/1، رقم: 152۔

تخریج حدیث نمبر 10: رواہ الترمذی عن علی فی باب مناقب ابی بکر و عمر، رقم الحدیث: 3599 امام ترمذی کی روایت میں "لاتخبر هما یاعلی" کے الفاظ زائد ہیں۔ مختارہ، رقم: 2509-2510۔ معجم کبیر، رقم: 22/104۔

حدیث نمبر 11

وعن سعید بن زید رضی اللہ عنہ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول "ابوبکر و عمر فی الجنۃ" الحدیث رواہ: اصحاب السنن الاربعۃ وقال الترمذی حسن صحیح۔

ترجمہ: حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے، آپ نے ارشاد فرمایا:

ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) جنتی ہیں۔

اسے اصحاب سنن اربعہ نے روایت کیا ہے۔ ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے۔

حدیث نمبر 12

وعن ابی سعید رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: (ان اھل الدرجات العلی لیراھم من تحتھم کما ترون النجم الطالع فی أفق السماء، وإنّ آبا بکر و عمر منھم وانعما)

رواہ الترمذی وحسنہ۔

ترجمہ: ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جنت میں بلند درجوں والے نیچے سے یوں دکھائی دیں گے جیسے آسمان پر چمکتے ہوئے ستارے دکھائی دیتے ہیں اور بے شک ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی ان میں سے ہیں اور ان پر یہ انعام کیا گیا ہے۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور حسن کہا ہے۔

تخریج حدیث نمبر 11: ترمذی، مناقب، رقم: 3681۔ ابن ماجہ، المقدمہ، رقم: 135۔ ابو داؤد فی السنۃ، رقم: 4031۔ فضائل الصحابہ، لأحمد، رقم: 85۔

تخریج حدیث نمبر 12: جامع الترمذی: 5/607۔ ابو داؤد: 4/287۔ مسند احمد: 3/27، ابن ماجہ: 1/37۔ طبرانی: 6/233۔ مجمع الزوائد: 9/42، رقم: 14367۔

حدیث نمبر 13

وعن انس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: کان یخرج علی اصحابہ من المہاجرین والأنصار وھم جلوس فیھم ابو بکر وعمر ولا یرفع الیہ أحد منھم بصرہ الا ابو بکر وعمر، فانھما کانا ینظران إلیہ وینظر إلیھما، ویبتسمان إلیہ ویبتسم إلیھما۔ رواہ الترمذی۔

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

بے شک جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مہاجر و انصار صحابہ کرام کے پاس تشریف لاتے اور وہ اس حال میں بیٹھے ہوتے کہ حضرت سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی ان میں موجود ہوتے تو صحابہ میں سے سوائے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے کوئی آپ کی طرف نگاہ نہیں اُٹھاتا تھا صرف یہ دونوں اصحاب ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں کی طرف دیکھتے یہ دونوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھ کر مسکراتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُن دونوں کی طرف دیکھ کر تبسم فرماتے۔

حدیث نمبر 14

وعن ابن عمر رضی اللہ عنھما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرج ذات یوم، فدخل المسجد و ابو بکر وعمر احدھما عن یمینہ والآخر عن شمالہ وھو آخذ بایدیھما۔

وقال: ھکذا نبعث یوم القیامۃ۔ رواہ الترمذی۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

تخریج حدیث نمبر 13: جامع الترمذی: 612/5، رقم: 3668۔ مسند احمد: 150/3، رقم: 12538۔ مستدرک حاکم: 209/1، رقم: 418۔ الریاض النضرۃ: 338/1۔

تخریج حدیث نمبر 14: جامع الترمذی: 612/5۔ ابن ماجہ: 38/1۔ مستدرک حاکم: 68/3۔ طبرانی، معجم الاوسط: 232/6۔

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن باہر تشریف لائے اور مسجد میں داخل ہوئے جبکہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما میں سے ایک ان کے دائیں اور ایک ان کے بائیں تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُن دونوں میں سے ہر ایک کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور فرما رہے تھے کہ ہم قیامت کے دن اسی طرح اُٹھیں گے۔ اسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر 15

وعن جابر بن عبد الله رضی الله عنهما قال: قال عمر لابی بکر: یا خیر الناس بعد رسول الله صلی الله علیه وسلم. فقال ابوبکر: اما انك قلت ذلك، فلقد سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول (ما طلعت الشمس علی رجل خیر من عمر) رواه الترمذی۔

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ: ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا: اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل شخص۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم بھی ایسا کہتے ہو۔ جبکہ بلاشبہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ سورج کبھی عمر سے بہتر شخص پر طلوع نہیں ہوا ہے۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر 16

وعن ابن عمر رضی الله عنهما قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم "انا اول من تنشق عنه الارض، ثم ابوبکر، ثم عمر" رواه الترمذی وحسنه۔

تخریج حدیث نمبر 15: جامع الترمذی: 618/5، رقم: 3684۔ مستدرک حاکم: 96/3، رقم: 4508۔

تخریج حدیث نمبر 16: جامع الترمذی: 622/5۔ طبرانی، معجم کبیر: 235/12، رقم: 13190۔ صحیح ابن حبان: 324/15۔ مستدرک حاکم: 465/2، 68/3۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

سب سے پہلے زمین جس کے لیے کھلے گی وہ میں ہوں اس کے بعد ابوبکر اور اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہما۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور اسے حسن کہا ہے۔

حدیث نمبر 17

وعن عبد الله بن حنطب رضی الله عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم، رای ابا بکر وعمر، فقال "هذان السمع والبصر" (رواه الترمذی وحسنه).

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن حنطب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی طرف دیکھ کر فرمایا:

یہ دونوں میرے لیے بمنزلہ سماعت وبصارت ہیں۔

اسے امام ترمذی نے بیان کیا یہ صحیح ہے۔

اصدق الصادقین، سید المتقین
چشم و گوش وزارت پہ لاکھوں سلام

حدیث نمبر 18

وعن ابی أروی الدوسی رضی الله عنه قال کنت عند النبی صلی الله علیه وسلم فاقبل ابو بکر وعمر، فقال: "الحمد لله الذی ایدنی بکما" رواه البزار فی مسنده۔

تخریج حدیث نمبر 17: اسے امام ترمذی نے مناقب ابی بکر وعمر میں روایت کیا ہے، رقم: 3604۔ فضائل الصحابۃ، امام احمد: 282/1، رقم 577۔

تخریج حدیث نمبر 18: مسند البزار: 287/2۔ طبرانی، معجم الاوسط: 227/6۔ مستدرک حاکم: 74/3۔ مجمع الزوائد: 38/9، رقم: 14347۔

ترجمہ: حضرت اَروٰی الدوسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ اتنے میں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما تشریف لے آئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

شکر ہے اللہ کا جس نے تم دونوں کے ذریعے میری مدد فرمائی۔

(اسے امام بزار نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے)۔

حدیث نمبر 19

وعن عمار بن یاسر رضی الله عنه قال : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم "اتانی جبریل آنفا، فقلت حدثنی بفضائل عمر بن الخطاب (فی السما) فقال یا محمد: لو حدثتك بفضائل عمر منذ ما لبث نوح فی قومه الف سنة الا خمسین عاما، ما نفدت فضائل عمر، وإن عمر لحسنة من حسنات ابی بکر" رواه ابو یعلی فی مسنده

ترجمہ: عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے عمار! ابھی جبریل میرے پاس آئے تو میں نے کہا: اے جبریل! مجھے آسمانوں میں عمر بن خطاب کے فضائل بیان کرو! تو انہوں نے کہا: اے محمد! (ﷺ) اگر میں حضرت نوح علیہ السلام کی عمر (950 سال) کے برابر عرصہ عمر فاروق کے فضائل بیان کرتا رہوں تو بھی ان کے فضائل کا بیان مکمل نہ ہوگا، اور بے شک عمر تو ابوبکر کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہیں۔

اسے ابویعلیٰ اور طبرانی نے معجم کبیر اور اوسط میں نقل کیا ہے۔

تخریج حدیث نمبر 19: مسند ابی یعلی: 179/3، رقم: 1603۔ مجمع الزوائد: 67/9، رقم: 14432۔ الصریہ الشریعۃ: 346/1۔

حدیث نمبر 20

وعن ابی سعید الخدری رضی الله عنه قال: خطب رسول الله صلی الله علیه وسلم الناس فقال "ان الله خیر عبدا بین الدنیا وبین ما عنده. فاختار ما عند الله" فبکی ابو بکر، فعجبنا لبکائه ان یخبر رسول الله صلی الله علیه وسلم عن عبد خیر. فان رسول الله صلی الله علیه وسلم هو المخیر. وان ابو بکر أعلمنا به۔ اخرجه الشیخان۔

ترجمہ: ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

کہ بے شک اللہ نے ایک بندے کو اختیار دیا کہ وہ دنیا اور جو اللہ کے پاس ہے ان دونوں میں سے کسی ایک کو اختیار کر لے تو اس نے جو اللہ کے پاس تھا اسے اختیار کیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رو پڑے تو ہم سب کو ان کے رونے پر حیرت ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس بندے کے بارے میں بتا رہے ہیں کہ اُسے اختیار دیا گیا اور یہ رو رہے ہیں جبکہ وہ اختیار دیا گیا شخص خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس بات کا ہم سب سے زیادہ علم رکھتے تھے۔

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر 21

وعن ابن عباس رضی الله عنهما قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم "ان من امن الناس علی فی صحبته وماله: ابوبکر، ولو کنت متخذا خلیلا غیر ربی لاتخذت ابابکر، لکن اخوة الاسلام ومودته لا تبقین فی المسجد باب الا سد الا باب ابی بکر" اخرجه البخاری

تخریج حدیث نمبر 20: جامع الصحیح البخاری: 190/4، صحیح مسلم: 1854/4

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:
لوگوں میں سے اپنے مال اور صحبت کے ذریعے مجھ پر سب سے بڑھ کر احسان کرنے والا ابوبکر صدیق ہے اور اگر میں اپنے رب کے علاوہ کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا لیکن اسلامی بھائی چارہ اور محبت قائم ہے تو مسجد کی طرف کوئی دروازہ سوائے ابوبکر صدیق کے دروازے کے کھلا نہ چھوڑا جائے۔
اسے امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر 22

وعن جبير بن مطعم رضي الله عنه (عن أبيه) قال: أتت امرأة الى النبي صلى الله عليه وسلم فامرها أن ترجع اليه قالت: أرأيت إن جئت ولم أجدك كأنها تقول الموت قال: "ان لم تجديني فأت ابابكر" اخرجاه۔

ترجمہ: حضرت جبیر ابن مطعم رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دوبارہ آنے کو کہا تو اس خاتون نے کہا کہ حضور اگر میں دوبارہ آؤں اور آپ کو نہ پاؤں، گویا وہ یہ کہنا چاہتی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما چکے ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مجھے نہ پاؤ تو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے پاس چلی جانا۔
اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

تخریج حدیث نمبر 21: صحیح بخاری: 177/1، کتاب الصلوۃ، رقم: 454۔ صحیح مسلم: 1854/4، رقم: 2382۔ صحیح بخاری: 1337/3، رقم: 3454، 3691۔

تخریج حدیث نمبر 22: صحیح بخاری: 1338/3، رقم 3459۔ صحیح مسلم: 1856/4، فضائل الصحابۃ: 2386۔

حدیث نمبر 23

وعن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قال کنت جالسا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم، إذ اقبل ابوبکر، فسلم وقال

إنی کان بینی وبین عمر بن الخطاب شیء، فأسرعت إلیه ثم ندمت، فسالته ان یغفرلی فابی علی، فاقبلت إلیك، فقال یغفر الله لك یا اباابکر ثلاثا، ثم ان عمر ندم فاتی منزل اباابکر، فقال: إثم ابوبکر. فقالوا: لا فأتی النبی صلی الله علیه وسلم، فجعل وجه النبی صلی الله علیه وسلم یتمعر، حتی اشفق ابوبکر، فجثی علی رکبتیه، فقال: والله آنا کنت اظلم مرتین. فقال النبی صلی الله علیه وسلم: "ان الله بعثنی الیکم، فقلتم کذبت، وقال ابوبکر: صدقت، و واسانی بنفسه وماله، فهل انتم تارکوا لی صاحبی، مرتین "فما اوذی بعدها (رواه البخاری).

ترجمہ: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور سلام کے بعد عرض کیا کہ میرے اور عمر ابن الخطاب کے درمیان کچھ رنجش ہوگئی تھی تو مجھ سے اس کے ساتھ کچھ زیادتی ہوگئی، پھر مجھے ندامت محسوس ہوئی اور میں نے اُس سے معذرت کی لیکن انہوں نے انکار کردیا اور میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوگیا ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا:

اے ابوبکر! اللہ تمہاری بخشش فرمائے۔ بعدازاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نادم ہوکر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر آئے اور پوچھا کہ کیا ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) موجود ہیں تو جواب ملا نہیں، تو وہ بھی بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں آپہنچے، ان کے آنے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر شدید ناگواری کے آثار ظاہر ہوئے یہاں تک کہ حضرت

تخریج حدیث نمبر 23: صحیح بخاری: 1339/3، رقم: 3461۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ اس کی تاب نہ لاتے ہوئے اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور عرض کیا کہ اللہ کی قسم ہے میں نے دو بار زیادتی کی تھی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ نے مجھے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا تم نے مجھے جھٹلایا اور ابوبکر نے میری تصدیق کی اور اپنی جان اور مال سے میری معاونت کی تو کیا تم لوگ مجھے میرے ساتھی کے بارے میں تنگ کرو گے یہ دو بار فرمایا اس واقعہ کے بعد کبھی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو کسی صحابی سے کوئی تکلیف نہیں پہنچی۔

اسے امام بخاری نے روایت کیا۔

حدیث نمبر 24

وعن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، "من جر ثوبہ خیلاء لم ینظر اللہ الیہ یوم القیامۃ"

فقال ابوبکر: إن أحد شقي ثوبي يسترخي الا ان اتعاهد ذلك منه فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "انك لست تصنع ذلك خيلاء" رواه البخاري۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس نے اپنے کپڑے کو تکبر سے کھینچا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر نہیں فرمائے گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میری تہبند ایک طرف سے سرک جاتی ہے حالانکہ میں اسے مضبوطی سے باندھتا ہوں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم تکبر سے ایسا نہیں کرتے ہو۔

اسے امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

تخریج حدیث نمبر 24: صحیح بخاری: 1340/3، کتاب المناقب، رقم: 3465، رقم: 5447۔ سنن ابی داؤد، کتاب اللباس: 56/4، رقم: 4085۔ مسند احمد: 67/2، رقم: 5351۔

حدیث نمبر 25

وعن ابی هریرة رضی الله عنه قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول: "من انفق زوجین من شیء من الاشیاء فی سبیل الله دعی من ذلك من ابواب الجنة. یا عبد الله: هذا خیر. فمن کان من اهل الصلاة دعی من باب الصلاة. ومن کان من اهل الجهاد من باب الجهاد. ومن ان من اهل الصدقة دعی من باب الصدقة. ومن کان من هل الصیام دعی من باب الریان فقال ابوبکر: ما علی هذا الذی یدع من تلك الابواب من ضرورة. وقال: هل یدعی منها کلها أحد یا رسول الله قال: "نعم. وارجو ان تکون منهم یا ابابکر" أخرجه الشیخان.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ:

جو کوئی ہر چیز کا جوڑا جوڑا اللہ کی راہ میں خرچ کرے تو اس کی وجہ سے وہ جنت کے ہر دروازے سے بلایا جائے گا۔ اے عبداللہ یہی بھلائی ہے۔ تو جو کوئی نمازیوں میں سے ہوگا اسے باب الصلوٰۃ سے پکارا جائے گا اور جو مجاہد ہوگا وہ باب الجہاد سے پکارا جائے گا اور جو شخص صدقہ کرنے والوں میں سے ہوگا، اسے صدقہ کے دروازہ سے بلایا جائے گا جو شخص روزہ داروں میں سے ہوگا اسے (باب الریان) روزے داروں کے دروازہ سے پکارا جائے گا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا جو شخص ان سب دروازوں سے بلایا جائے گا اس کو پھر کوئی اندیشہ نہ ہوگا۔ پھر دریافت کیا یارسول اللہ! کیا کوئی ایسا شخص بھی ہوگا جسے ان سب دروازوں سے پکارا جائے گا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

تخریج حدیث نمبر 25: صحیح بخاری: 1340/3، کتاب المناقب، رقم: 3466۔ مسند احمد: 268/2، رقم: 7621۔ صحیح ابن حبان: 206/8، رقم: 3418 مصنف ابن ابی شیبة: 353/6، رقم: 31965۔

فرمایا کہ ہاں، میں اُمید کرتا ہوں کہ اے ابوبکر تم اُنہیں میں سے ہو۔

حدیث نمبر 26

وعن عروة بن الزبير رضي الله عنه قال: عبد الله بن عمرو بن العاص عن اشد ما صنع المشركون برسول الله صلى الله عليه وسلم قال رأيت عقبة بن ابي مُعَيط جاء الى النبي صلى الله عليه وسلم وهو يصلي، فوضع رداءه في عنقه فخنقه به خنقا شديدا، فجاء ابوبكر حتى دفعه عنه: فقال "اتقتلون رجلا ان يقول ربي الله وقد جاء كم بالبينات من ربكم" رواه البخاري.

ترجمہ: حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ مشرکین کی سختیوں کا ذکر کرتے ہوئے بتاتے تھے کہ میں نے عقبہ بن ابی معیط کو دیکھا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جبکہ وہ حالت نماز میں تھے تو اس نے اپنی چادر آپ کی گردن مبارک میں ڈال کر اسے بڑے زور سے کھینچا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آکر اُس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور ہٹایا اور فرمایا کیا تم اس شخص سے لڑتے ہو جو کہتا ہے کہ اللہ میرا رب ہے اور تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے واضح نشانیوں کے ساتھ آیا ہے۔

اسے امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر 27

وعن علي رضي الله عنه انه قال: ايها الناس اخبروني من اشجع الناس؟ قالوا: قلنا انت يا امير المؤمنين قال اما اني ما بارزت أحدا إلا انتصفت منه.

تخریج حدیث نمبر 26: صحيح بخاري: فضائل الصحابه 1345/3، رقم 3415۔ ايضاً: مناقب الانصار: 1400/3، رقم: 3643۔ تفسير القرآن، سورة المؤمن: رقم: 4537۔ مسند احمد: 204/2 رقم: 6908۔ مستدرک حاکم: 70/3 رقم: 4424۔ مجمع الزوائد: 17/6۔ الاحاديث المختارة 221/6۔

ولكن اخبروني بأشجع الناس؟ قالوا لا نعلم. فما قال: ابوبكر انه لما كان يوم بدر جعلنا لرسول الله صلى الله عليه وسلم عريشا فقلنا: من يكون مع رسول الله صلى الله عليه وسلم، لئلا يهوى اليه احد من المشركين، فوالله ما دنى منا احد الا و ابوبكر شاهرا بالسيف على راس رسول الله صلى الله عليه وسلم ما يهوى اليه احد الا اهوى اليه فهذا اشجع الناس.

فقال علي: ولقد رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم، واخذته قريش، فهذا يجاه وهذا يتلتله وهم يقولون: انت الذي جعل الآلهة الٰها واحدا؟

قال والله ما دنى منا احد الا ابوبكر، يضرب هذا ويجا هذا ويتلتل هذا، وهو يقول: ويلكم (اتقتلون رجلا ان يقول ربي الله) ثم رفع على بردة كانت عليه، فبكى حتى اخضلت لحيته، ثم قال: انشدكم الله أمؤمن آل فرعون خير ام ابوبكر؟

فسكت القوم فقال لا تجيبوني فوالله لساعة من ابي بكر خير من مثل مؤمن آل فرعون. ذلك رجل كتم ايمانه وهذا رجل أعلن ايمانه" رواه البزار.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ: اے لوگوں مجھے بتاؤ کہ لوگوں میں سب سے بہادر شخص کون ہے؟ لوگ کہتے ہیں ہم نے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ، تو آپ نے فرمایا، رہا میں تو آج تک کسی نے مجھے نہیں للکارا مگر میں نے اُسے پورا سبق سکھایا لیکن مجھے یہ بتاؤ کہ لوگوں میں سب سے بڑا شجاع اور بہادر شخص کون ہے؟ تو لوگوں نے جواب دیا کہ ہم نہیں جانتے۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کیونکر غزوۂ بدر کے دن جب ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خیمہ لگایا تو صحابہ سے پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بطور پہرہ دار کون رہے گا تاکہ کوئی مشرک آپ تک نہ پہنچ سکے تو اللہ کی قسم ہم

تخریج حدیث نمبر 27: مختصر مسند البزار: 283/2۔ فضائل الخلفاء، ابو نعیم، ص: 97۔ رقم: 237۔ مجمع الزوائد: 29/9، رقم: 14333۔

میں سے کوئی بھی سوائے ابو بکر صدیق کے وہاں نہ ٹھہرا اور آپ اپنی تلوار لہراتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس حال میں پہرہ دے رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف جانے والے ہر شخص کا سامنا آپ سے ہوتا تھا۔ تو یہ لوگوں میں سب سے بہادر انسان ہیں۔ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھا کہ قریش مکہ نے انہیں پکڑ رکھا ہے اور انہیں شدید زدوکوب کرتے ہوئے کہہ رہے ہیں تم ہی ہو وہ شخص جس نے ہمارے معبودوں کو ایک معبود بنایا ہے۔ فرمایا اللہ کی قسم کہ ہم میں سے کوئی آگے نہ بڑھا سوائے ابو بکر کے۔ کبھی کسی کو مارا اور کبھی کسی کو روکا اور کبھی کسی کو جھڑکا اور ساتھ انہیں یہ کہہ رہے تھے کہ تمہارا ستیاناس ہو کیا تم اس شخص سے جھگڑا کرتے ہو جو کہتا ہے اللہ میرا رب ہے۔ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے جو چادر اوڑھ رکھی تھی وہ اپنے چہرے پر ڈال لی اور خوب روئے۔ یہاں تک کہ ان کی داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی۔ پھر فرمایا: میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، مؤمن آل فرعون بہتر ہے یا ابو بکر؟ تو لوگ خاموش ہو گئے، تو آپ نے فرمایا: قسم بخدا! تم مجھے جواب نہیں دے سکو گے۔ اللہ کی قسم! ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایک گھڑی مؤمن آل فرعون جیسے کئی لوگوں سے بہتر ہے، کیونکہ وہ شخص تھا جس نے اپنا ایمان پوشیدہ رکھا اور یہ وہ ہے جو اعلانیہ ایمان لایا۔

اسے امام بزار نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر 28

وعن عائشة رضی الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فی مرضه: "ادعی لی اباہکر وعاك حتی اکتب کتابا. فانی اخاف ان یتمنی متمن ویابی

اللہ والمؤمنون الا ابابکر۔ رواہ مسلم۔

ترجمہ: حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: وہ کہتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایام علالت میں مجھے فرمایا:

میرے لیے اپنے والد ابو بکر اور اپنے بھائی کو بلا لو تا کہ ایک تحریر لکھوں کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کوئی تمنا کرنے والا تمنا کرے یا کہنے والا کہے میں خلافت کا زیادہ حقدار ہوں، اللہ تعالیٰ اور مومنین ابو بکر کے علاوہ کسی اور کو قبول کرنے سے انکار کر دیں گے۔

اسے امام احمد اور امام مسلم نے روایت کیا۔

حدیث نمبر 29

وعن ابی موسٰی الاشعری رضی اللہ عنہ قال: مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم، فاشتد مرضہ فقال "مروا ابابکر فلیصل بالناس" قالت عائشۃ: یا رسول اللہ ان ابابکر رجل رقیق القلب إذا قام مقامك لم یستطع ان یصلی بالناس فقال: "مری ابابکر فلیصل بالناس" فعادتہ فقال "مری ابابکر فلیصل بالناس" فعادت فقال "مری ابابکر فلیصل بالناس، انکن صواحب یوسف" فاتاہ الرسول فصلی بالناس فی حیاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

رواہ الشیخان۔

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض بڑھ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ابو بکر کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) بہت نرم دل انسان ہیں۔ جب وہ آپ کے مصلی امامت پر

تخریج حدیث نمبر 28: صحیح بخاری: 126/8، صحیح مسلم: 1857/4۔ مسند احمد: 534/6۔

تخریج حدیث نمبر 29: صحیح بخاری، کتاب الاذان: 1 / 0 4 2، رقم: 7 4 6۔ صحیح بخاری: 252/1، رقم: 684، 6873۔ جامع الترمذی: 613/5۔

کھڑے ہوں گے تو لوگوں کو نماز نہ پڑھا سکیں گے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ انہوں نے پھر وہی بات عرض کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ! ابوبکر کو کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، تم یوسف علیہ السلام کے زمانے کی عورتوں کی طرح ہو۔ تب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں لوگوں کو نماز پڑھائی۔

(اسے امام بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے)۔

حدیث نمبر 30

وعن ابی هریرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: "اما انك یا ابابكر اول من یدخل الجنة من امتی" رواه ابو داؤد۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اے ابوبکر تم میری امت میں سے سب سے پہلے جنت میں داخل ہو گے۔

(اسے امام ابوداؤد نے روایت کیا ہے)۔

حدیث نمبر 31

وعن عمر بن الخطاب رضی الله عنه قال "ابوبکر سیدنا وخیرنا واحبنا الی رسول الله صلی الله علیه وسلم" رواه الترمذی وحسنه۔

ترجمہ: حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابوبکر صدیق ہمارے سردار ہیں اور ہم سب سے بہتر ہیں اور ہم میں سب سے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہیں۔

تخریج حدیث نمبر 30: سنن ابی داؤد: 213/4، رقم: 4652۔ مستدرک حاکم: 77/3، رقم: 4444۔ طبرانی، معجم الاوسط: 93/3، رقم: 2594۔

تخریج حدیث نمبر 31: جامع الترمذی: 206/2۔ طبرانی: 298/4۔ کتاب السنة: 446/2۔

(اسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور حسن کہا ہے)۔

حدیث نمبر 32

وعن ابی هريرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم "ما لاحد عندنا ید الا و کافیناه الا ابوبکر، فان له عندنا یدا یکافئه الله بها یوم القیامة، وما نفعنی مال احد قط، ما نفعنی مال ابی بکر، ولو کنت متخذا خلیلا لاتخذت ابابکر خلیلا، الا وان صاحبکم خلیل الله" رواه الترمذی وحسنه۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کسی شخص کی صحبت اور ذاتی مال کے اعتبار سے مجھ پر ابوبکر سے زیادہ کسی کا احسان نہیں اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر بن ابی قحافہ کو بناتا۔ لیکن ایمانی دوستی و بھائی بندی ہے، تمہارا نبی خلیل اللہ ہے۔

(اسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور حسن کہا ہے)۔

حدیث نمبر 33

وعن ابن عمر رضی الله عنهما ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لابی بکر "انت صاحبی علی الحوض وصاحبی فی الغار" رواه الترمذی وحسنه۔

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم حوض پر بھی میرے ساتھی ہو اور غار میں بھی میرے ساتھی ہو۔

(اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور حسن کہا ہے)۔

تخریج حدیث نمبر 32: جامع الترمذی: 207/2۔

تخریج حدیث نمبر 33: جامع الترمذی: 208/2۔

حدیث نمبر 34

وعن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال "امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نتصدق، فوافق ذلک مالا عندی فقلت الیوم اسبق ابابکر، ان سبقته یوما: قال فجئت بنصف مالی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ما ابقیت لاهلک"؟ قلت مثله. واتی ابوبکر بکل ما عنده فقال: "یا ابابکر ما بقیت لاهلک؟ قال: أبقیت لهم اللہ و رسوله. قلت: واللہ لا سبقه بشیء أبدا. رواہ ابو داود و الترمذی وقال حسن صحیح.

ترجمہ: حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں (ایک موقع پر) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ (یعنی اللہ کی راہ میں اپنے اپنے مال کا کچھ حصہ پیش کرنے) کا حکم ہمیں دیا اور آپ کا یہ حکم مال کے اعتبار سے میرے موافق پڑ گیا (یعنی حسن اتفاق سے اس وقت میرے پاس بہت مال و دھن تھا) لہذا میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر میں کسی دن ابوبکر سے بازی لے جا سکتا ہوں تو وہ آج کا دن ہے کہ (اپنے مال کی زیادتی و فراوانی سے فائدہ اٹھا کر زیادہ سے زیادہ راہِ خدا میں پیش کروں گا اور) اس معاملہ میں ان کو پیچھے چھوڑ دوں گا۔ حضرت عمر کہتے ہیں، پس میں نے آدھا مال لا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (اتنا زیادہ مال واسباب دیکھ کر) مجھ سے پوچھا: گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ آئے ہو؟ میں نے عرض کیا: جتنا لایا ہوں اتنا ہی گھر والوں کے لیے چھوڑ آیا ہوں۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر آئے اور ان کے پاس جو کچھ تھا سب لا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ آئے ہو؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے

تخریج حدیث نمبر 34: جامع الترمذی: 208/2۔ سنن ابی داؤد

جواب دیا، ان کے لیے اللہ اور اللہ کے رسول کو چھوڑ آیا ہوں۔ (حضرت عمر کہتے ہیں کہ) میں نے دل میں کہا: ابوبکر پر میں کبھی بھی سبقت نہیں لے جا سکوں گا۔" (اسے امام ابوداؤد اور امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور اسے حسن صحیح کہا ہے)۔

حدیث نمبر 35

وعن عائشة رضی الله عنها ان ابابكر دخل على رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال "انت عتيق الله من النار" فيومئذ سمي عتيقاً۔ رواه الترمذي، وخرجه البزار بمثله من حديث عبد الله بن الزبير۔

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ابوبکر بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں آئے تو فرمایا: تم آگ سے اللہ کے آزاد کردہ ہو۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔

بزار نے عبداللہ بن زبیر سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر 36

وعنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "لا ينبغي لقوم فيهم ابوبكر ان يؤمهم غيره" رواه الترمذي۔

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کسی قوم کے لیے جائز نہیں کہ ان میں ابوبکر موجود ہوں اور امامت ان کے سوا کوئی اور کروائے۔

تخریج حدیث نمبر 35: جامع الترمذی: 616/5، کتاب المناقب، رقم: 3679۔ مستدرک حاکم: 450/2، رقم: 3557۔ مسند البزار: 170/6، رقم: 2213۔ مجمع الزوائد: 40/9۔

تخریج حدیث نمبر 36: جامع الترمذی: 614/5، مناقب، رقم: 3673۔

(اسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے)۔

حدیث نمبر 37

وعن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "لما عرج بی الی السماء، ما مررت بسما لا وجدت اسمی فیہا مکتوبا: محمد رسول اللہ، ابوبکر الصدیق" رواہ البزار۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

معراج کی رات میرا جس آسمان پر بھی گزر ہوا وہاں لکھا ہوا ملا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور میرے نام کے بعد ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کا نام ہے۔

(اسے امام بزار نے روایت کیا ہے)۔

حدیث نمبر 38

وعن اسید بن صفوان قال: لما توفی ابوبکر سجی بثوبہ فارتجت المدینۃ بالبکاء، ودھش الناس، کیوم قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، وجاء علی بن ابی طالب مسرعا مسترجعا، وھو: الیوم انقطعت خلافۃ النبوۃ حتی وقف علی باب البیت الذی فیہ ابوبکر، فقال: رحمک اللہ یا ابابکر، کنت اول القوم اسلاما، واخلصھم ایمانا، واشدھم یقینا، واخوفھم اللہ واعظمھم غنی واحفظھم علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، واحدبھم علی الاسلام، وآمنھم علی اصحابہ، واحسنھم صحبۃ، وافضلھم مناقب واکثرھم سوابق و ارفعھم درجۃ، واقربھم من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، واشبھھم بہ ھدیا وخلقا وسمتا، واوثقھم عندہ، واشرفھم منزلۃ، واکرمھم علیہ فجزاک اللہ عن الاسلام وعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعن المسلمین خیرا۔ رواہ البزار۔

تخریج حدیث نمبر 37: مجمع الزوائد: 19/9، رقم: 14296، 14297۔ مسند البزار، رقم: 2482۔

تخریج حدیث نمبر 38: مجمع الزوائد: 30/9، رقم: 14335۔ مسند البزار: 138/3، رقم: 928۔ تاریخ دمشق: 440/30، الریاض النضرۃ: 248/2۔

ترجمہ: حضرت اُسید بن صفوان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وصال ہوگیا اور آپ کو چادر اُڑھادی گئی تو سارا مدینہ منورہ آہ وزاری سے گونج اُٹھا اور وہ حالت ہوگئی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت ہوئی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ آبدیدہ رنجیدہ انا للہ پڑھتے ہوئے تشریف لائے اور فرمایا آج خلافت نبوت ختم ہوگئی۔ پھر آپ اس حجرہ پر پہنچے جہاں حضرت ابوبکر کا جنازہ رکھا ہوا تھا اور وہ دروازہ پر کھڑے ہوکر فرمانے لگے، ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! خدا تم پر رحمت نازل فرمائے! تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست اور ساتھی تھے اور آپ کے مونس وغمخوار اور معتمد علیہ تھے، تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصی رازدار اور مشیر خاص تھے، تم سب سے پہلے اسلام لائے اور خلوص ایمان اور شدت یقین اور خشیت خداوندی میں سب سے بڑھے ہوئے تھے۔ تم نے دین کی حمایت کی خاطر بہت تکالیف برداشت کیں، تم سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فدائی اور اسلام کے شیدائی تھے اور اپنے دوستوں کے لیے سراسر خیر وبرکت اور بہترین ساتھی تھے تم بڑے عالی مناقب، صاحب خیر، بلند مرتبہ، عالی حوصلہ تھے اور رشد وہدایت اور رحمت و فضیلت میں سب سے زائد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے۔ دربار رسالت میں تمہاری قدر ومنزلت سب سے زیادہ تھی اور تم سب سے زیادہ قابل اکرام اور قابل اعتماد سمجھے جاتے تھے۔ حق تعالیٰ اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے!

اسے امام بزار نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر 39

وعن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "ان اللہ عزوجل یکرہ ان یخطا ابوبکر الصدیق فی الارض" رواہ الحارث بن ابی اسامۃ فی مسندہ۔

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بے شک اللہ عزوجل اس بات کو ناپسند کرتا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو زمین میں خطا کار قرار دیا جائے۔

(اسے حارث بن ابی اسامہ نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے)۔

حدیث نمبر 40

وعن عمر رضی اللہ عنہ قال: وددت انی شعرۃ فی صدر ابی بکر۔ رواہ مسدد فی مسندہ۔

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کاش میں ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے سینے کا ایک بال ہوتا۔

(اسے مسدد نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے)۔

حدیث نمبر 41

وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "بینما انا نائم رایتنی فی الجنۃ فاذا امراۃ تتوضا الی جانب قصر فقلت لمن ھذا القصر؟ قالوا لعمر. فذکرت غیرتک فولیت مدبرا فبکی عمر و قال: أعلیک

تخریج حدیث نمبر 39: طبرانی کبیر:124/20۔ مسند الحارث بن ابی اسامہ:886/2۔

تخریج حدیث نمبر 40: کنز العمال:737/12، رقم:35626۔

تخریج حدیث نمبر 41: صحیح بخاری:1340/3، رقم:3477۔ کنز العمال:356/26، رقم:35626۔ مسند احمد:107/3، رقم:12065۔ مسند احمد:76/9، رقم:14457-14460۔

واغار یارسول اللہ" رواہ البخاری

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جنت میں ہوں، ایک عورت کو دیکھا محل کے ایک جانب وضو کر رہی ہے میں نے پوچھا یہ محل کس کا ہے؟ تو بتایا عمر بن خطاب کا، مجھے تمہاری غیرت یاد آئی اس لیے واپس آ گیا، تو عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور کہا کیا میں آپ پر غیرت کروں گا۔

(اسے امام بخاری نے روایت کیا ہے)۔

حدیث نمبر 42

وعن ابن عمر رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال "بینما انا نائم شربت یعنی اللبن حتی انظر الی الری یجری فی اظفاری، ثم ناولتہ عمر" فقالوا فما اولتہ یارسول اللہ قال: "العلم"۔ رواہ الشیخان

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے لیے ایک دودھ کا پیالہ لایا گیا اس میں سے میں نے پیا حتی کہ ناخن تک سیراب ہو گیا اس کے بعد بقیہ عمر رضی اللہ عنہ کو دے دیا صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ آپ نے اس کی تعبیر کی ہے، بتایا علم۔

(اسے امام بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔)

تخریج حدیث نمبر 42: کنز العمال: 273، بخاری: 198/4۔ مسلم: 1860/4-1859/4۔

حدیث نمبر 43

وعن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول "رایت الناس عرضوا علی، وعلیھم قمص: منھا ما یبلغ الثدی، ومنھا ما یبلغ دون ذلك، وعرض علی عمر، وعلیہ قمیص اجترہ" قالوا فما اولتہ یا رسول اللہ؟ قال: "الدین." رواہ الشیخان

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

میں نے خواب میں دیکھا کہ لوگوں کو مجھ پر پیش کیا جارہا ہے ان پر قمیض ہے کسی کے سینہ تک، کسی کے ٹخنے کے نیچے تک پھر عمر بن الخطاب کو پیش کیا گیا تو وہ اپنی قمیض کو گھسیٹ رہے تھے۔ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے کیا تعبیر کی تو فرمایا: دین۔

(اسے امام بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے)۔

حدیث نمبر 44

وعن سعد بن ابی وقاص قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "یا ابن الخطاب، والذی نفسی بیدہ ما لقیك الشیطان سالکا فجا قط إلا سلك الشیطان فجا غیر فجك" رواہ البخاری

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے خطاب کے بیٹے! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ شیطان جب بھی تیری گزرگاہ پر تیرے سامنے آتا ہے تو اپنا راستہ بدل

تخریج حدیث نمبر 43: صحیح بخاری: 1349/3، رقم: 3477۔ صحیح مسلم: 1859/4، رقم: 2390۔

تخریج حدیث نمبر 44: بخاری: 199/4۔ مسلم: 1863/4۔

لیتا ہے۔

(اسے امام بخاری نے روایت کیا ہے)۔

حدیث نمبر 45

وعن ابن مسعود رضی الله عنه قال: ما زلنا اعزة منذ اسلم عمر۔ رواه البخاری۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

جب سے عمر مسلمان ہوئے ہمیں کبھی ذلت کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔

(اسے امام بخاری نے روایت کیا ہے)۔

حدیث نمبر 46

وعن ابن عمر رضی الله عنهما ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: "اللهم اعز الاسلام باحب هذین الرجلین الیك: بابی جهل او بعمر بن الخطاب فکان احبهما الیه عمر" رواه الترمذی، وقال حسن صحیح۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے اللہ ان دونوں میں سے جو تیرے نزدیک محبوب ہو اس کے ذریعہ اسلام کو عزت عطا فرما یعنی ابی جہل یا عمر بن خطاب۔

(اسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور اسے حسن صحیح کہا ہے)۔

حدیث نمبر 47

وعن ابن عمر رضی الله عنهما أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال:

تخریج حدیث نمبر 45: صحیح بخاری: 41/7، رقم: 3684، 3863۔ مسند احمد: 277/1، رقم: 368، 372۔ مستدرک حاکم: 84/3۔ طبرانی 183/9، رقم: 8821۔

تخریج حدیث نمبر 46: جامع الترمذی: 617/5۔ مسند احمد: 95/2۔ مستدرک حاکم: 83/3۔

"ان الله جعل الحق علی لسان عمر، وقلبه" وقال ابن عمر: وما نزل بالناس امر قط، فقالوا وقال الا نزل القرآن علی نحو ما قال عمر۔ رواه الترمذی، وقال حسن صحیح

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بے شک اللہ نے حق عمر کے قلب اور زبان پر رکھ دیا ہے۔

ابن عمر کہتے ہیں: جب بھی صحابہ کو کوئی معاملہ پیش آیا تو انہوں نے ایک رائے قائم کی اور عمر فاروق نے بھی ایک رائے دی مگر قرآن عمر کی رائے کے موافق نازل ہوتا تھا۔

(اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور حسن صحیح کہا ہے)۔

حدیث نمبر 48

وعن عقبة بن عامر رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: "لو کان بعدی نبی، لکان عمر بن الخطاب"۔ رواه الترمذی وحسنه۔

ترجمہ: حضرت عُقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) ہوتا۔

(اسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور اس کی تحسین کی ہے)۔

حدیث نمبر 49

وعن عائشة رضی الله عنها قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم "انی لانظر الی شیاطین الانس والجن قد فروا من عمر (قالت فرجعت) رواه

تخریج حدیث نمبر 47: جامع الترمذی: 617/5، مسند احمد: 95,53/2۔

تخریج حدیث نمبر 48: جامع الترمذی: 619/5۔ مستدرک حاکم: 85/3۔ مسند احمد: 154/4۔

الترمذی، وقال حسن صحیح۔

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں جنات اور انسان شیطانوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ عمر سے بھاگتے ہیں۔

(اسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور اسے حسن صحیح کہا ہے)۔

حدیث نمبر 50

وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: لما اسلم عمر نزل جبریل، فقال یا محمد لقد استبشر اهل السماء باسلام عمر۔ رواہ ابن ماجۃ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ:

جب عمر (رضی اللہ عنہ) نے اسلام قبول کیا تو جبریل نازل ہوئے اور کہا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! آسمان والے عمر کے اسلام لانے پر مبارک باد کہہ رہے ہیں۔

(اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے)۔

حدیث نمبر 51

وعن ابی بن کعب رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "اول من یصافحہ الحق عمر، واول من یسلم علیہ"۔ رواہ ابن ماجہ

ترجمہ: حضرت اُبَی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

سب سے پہلے حق عمر سے مصافحہ کرے گا اور سب سے پہلے اس پر سلام بھیجے

تخریج حدیث نمبر 49: جامع الترمذی: 621/5۔ صحیح الجامع الصغیر: 489/1۔

تخریج حدیث نمبر 50: سنن ابن ماجہ: 38/1۔ صحیح ابن حبان: 17/9۔ مستدرک حاکم: 84/3۔

تخریج حدیث نمبر 51: سنن ابن ماجہ: 39/1۔ مستدرک حاکم: 84/3۔

گا۔

(اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے)۔

حدیث نمبر 52

وعن ابی ذر رضی اللہ عنہ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول "ان اللہ وضع الحق علی لسان عمر، یقول بہ"۔

ترجمہ: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

بے شک اللہ نے حق کو عمر (رضی اللہ عنہ) کی زبان پر رکھا ہے، وہ اس سے کلام کرتے ہیں۔

(اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے)۔

حدیث نمبر 53

وعن علی رضی اللہ عنہ قال: کنا اصحاب محمد لا نشك ان السکینہ تنطق علی لسان عمر۔ رواہ مسدد وابن منیع فی مسندیھما۔

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

ہم اصحاب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس میں شک نہ کرتے تھے کہ سکینہ عمر (رضی اللہ عنہ) کی زبان پر بولتا ہے، یعنی وہ الہامی کلام فرماتے ہیں۔

(اسے مسدد اور ابن منیع نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے)۔

تخریج حدیث نمبر 52: سنن ابن ماجہ: 40/1، رقم: 108۔ سنن ابی داؤد: 139/3، رقم: 2962۔ مسند احمد: 145/5۔

تخریج حدیث نمبر 53: زوائد المسند: 147/1۔ احمد، فضائل الصحابۃ: 330/1۔ ابو نعیم، الحلیۃ: 42/1۔ المطالب العالیۃ: 40/3۔

حدیث نمبر 54

وعن ابن عباس رضی الله عنهما قال: لما اسلم عمر، قال المشركون: لقد انتصف القوم اليوم منا. وانزل الله تعالى (يا يها النبي حسبك الله ومن اتبعك من المومنين) رواه البزار۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جب عمر (رضی اللہ عنہ) مسلمان ہوئے تو مشرکین نے کہا: آج ہم سے ہماری آدھی قوم (فوت) جدا ہو گئی (یعنی ہم تقسیم ہو گئے) تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی:

یا یها النبی حسبك الله ومن اتبعك من المؤمنين

ترجمہ: اے نبی! اللہ تمہیں کافی ہے اور تمہارے مومن پیروکار۔

(اسے بزار نے روایت کیا ہے)۔

حدیث نمبر 55

وعن ابن عمر رضی الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: عمر سراج اهل الجنة۔ رواه البزار

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عمر (رضی اللہ عنہ) اہل جنت کا چراغ ہیں۔

(اسے بزار نے روایت کیا ہے)۔

تخریج حدیث نمبر 54: مجمع الزوائد: 61/9، رقم: 14416۔ مسند البزار، رقم: 2495۔

تخریج حدیث نمبر 55: مسند البزار: 295/2، کامل ابن عدی: 1507/4۔ مجمع الزوائد: 77/9، رقم: 14461

حدیث نمبر 56

وعن قدامة بن مظعون عن عمه عثمان بن مظعون قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "هذا غلق الفتنة. واشار بيده الى عمر لا يزال بينكم وبين الفتنة باب شديد الغلق ما عاش هذا بين اظهركم" رواه البزار۔

ترجمہ: حضرت قدامہ بن مظعون اپنے چچا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یہ فتنہ کی بندش ہے اور اپنے ہاتھ سے عمر (رضی اللہ عنہ) کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: جب تک یہ تم میں موجود ہیں فتنہ کا دروازہ بند رہے گا۔ تمہارے اور فتنہ کے درمیان ایک مضبوط رکاوٹ رہے گی جب تک عمر (رضی اللہ عنہ) تمہارے درمیان زندہ رہے گا۔

(اسے بزار نے روایت کیا ہے)۔

حدیث نمبر 57

وعن اسماء بنت عميس رضى الله عنهما قالت: دخل رجل من المهاجرين على ابى بكر وهو يشتكى فى مرضه فقال له: استخلف علينا عمر، وقد عتى علينا، ولا سلطان له فكيف لو ملكنا كان اعتى و اعتى، فكيف تقول لله إذا لقيته؟! فقال ابوبكر: اجلسونى فاجلسوه. فقال ان لله تعرفونى فانا اقول اذا لقيته: استخلفت عليهم خير اهلك۔ رواه اسحاق بن راهويه فى مسنده۔

ترجمہ: حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

مہاجرین میں سے ایک شخص ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس ان کی بیماری کے ایام میں آیا اور کہنے لگا کیا آپ ہم پر عمر (رضی اللہ عنہ) کو خلیفہ مقرر کر رہے

تخریج حدیث نمبر 56: مسند البزار: رقم: 2506۔ مجمع الزوائد: 74/9، رقم: 14451۔

تخریج حدیث نمبر 57: ابن الجوزی: ج 2، ص 292۔ المطالب العالیہ: 229/4۔ تاریخ دمشق: 252/44۔

ہیں۔ جبکہ وہ بغیر اقتدار ہی کے ہم پر سختی کرتے ہیں تو جب ہم پر حکمران ہو جائیں گے پھر کس قدر سختی کریں گے، آپ جب اللہ کی بارگاہ میں پیش ہوں گے تو اسے کیا جواب دیں گے؟ تو حضرت صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا:

مجھے بٹھاؤ، لوگوں نے اُنہیں بٹھایا تو انہوں نے فرمایا: کہ جب اللہ مجھ سے پوچھے گا میں اس کی بارگاہ میں پیش ہو کر عرض کروں گا میں نے اُن میں سے سب سے بہتر کو ان پر خلیفہ بنایا ہے۔

(اسحاق ابن راھویہ نے اپنی مسند میں اسے روایت کیا ہے)۔

حضرات شیخین کریمین کی فضیلت میں مروی احادیث کئی کتابوں کی متقاضی ہیں اور یہ ان میں سے چند ایک ہیں۔

حدیث نمبر 58

وقد روی الترمذی عن محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ قال: ما اظن رجلا ینتقص أبابکر و عمر یحب النبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ: امام ترمذی نے محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: انہوں نے فرمایا: جہاں تک میرا خیال ہے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی خامی بیان کرنے والا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہرگز محبت نہیں رکھتا۔

تخریج حدیث نمبر 58: جامع الترمذی: 209/2۔

دوسری فصل

(اس بیان میں کہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کو گالی دینا کبیرہ گناہ ہے اور سلف وخلف میں سے کسی کا اس میں اختلاف نہیں ہے)۔

حدیث نمبر 59

وعن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "لا تسبوا احدا من اصحابی فوالذی نفسی بیدہ لو ان احدکم انفق مثل احد ذھبا ما بلغ مد احدھم ولا نصیفه"۔

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے صحابہ میں سے کسی ایک کو بھی گالی نہ دو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی اُحد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو اجر میں ان کے مُد یا آدھا مُد خرچ کرنے کے برابر نہ ہوگا۔

(اسے احمد، بیہقی، مسلم، ابن ماجہ، ترمذی نے روایت کیا ہے)۔

نوٹ: امام مسلم اور ابن ماجہ نے اس حدیث کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

تخریج حدیث نمبر 59: کنزالعمال: 11/251، رقم: 32463۔ صحیح بخاری (کتاب فضائل الصحابۃ): 3/1343۔ صحیح مسلم: 4/1967، رقم: 2540۔

حدیث نمبر 60

وعن عمر بن الخطاب رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "اكرموا اصحابي فانهم خياركم" رواه النسائي.

ترجمہ: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میرے صحابہ کی تعظیم کرو کیونکہ بے شک وہ تم میں سب سے افضل ہیں۔

(اِسے امام نسائی نے روایت کیا ہے)۔

حدیث نمبر 61

وعن عبد الرحمن بن سالم بن عبد الرحمن بن عويم بن ساعدة عن ابيه عن جده قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "ان الله اختارني، واختار أصحابي، وجعل لي منهم وزراء و انصارا، واصهارا، فمن سبهم، فعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين، لا يقبل الله منه صرفا ولا عدلا. رواه الطبراني في معجمه والحميدي في مسنده باسناد حسن.

ترجمہ: حضرت عبد الرحمن بن سالم بن عبد الرحمن بن عویم بن سَاعِدَہ اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بے شک اللہ نے مجھے چنا اور میرے صحابہ کو چنا اور میرے لیے ان میں سے نائب اور مددگار اور سسرالی رشتہ دار بنایا جس نے انہیں گالی دی اس پر اللہ،

تخریج حدیث نمبر 60: مصنف عبد الرزاق: 11/341، مسند عبد ابن حمید: 1/6465۔ مسند احمد: 1/26۔ سنن ابن ماجہ: 2/791۔ مستدرک حاکم: 1/113۔ شرح معانی الآثار: 4/150۔ النسائی، سنن الکبری: 5/387، رقم: 9222۔

تخریج حدیث نمبر 61: کتاب السنۃ: 2/483۔ طبرانی، معجم کبیر: 20/140۔ طبرانی، معجم الاوسط: 1/281۔ مستدرک حاکم: 3/632۔ ابو نعیم، الحلیۃ: 2/11۔

فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔ اللہ اس کے فرائض ونوافل کو ہرگز قبول نہیں فرمائے گا۔

(اسے امام طبرانی نے اپنی معجم میں اور حمیدی نے اپنی مسند میں اسناد حسن سے روایت کیا ہے)۔

حدیث نمبر 62

وعن ابن عمر رضی الله عنهما: لا تسبوا اصحاب محمد فلمقام احدهم ساعة خير من عمل احدكم عمره. رواه ابن ماجة

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی نہ دو۔ ان میں سے کسی ایک کا گھڑی بھر کا عمل تم میں سے ہر ایک کے عمر بھر کے عمل سے بہتر ہے۔

(اسے امام ابن ماجہ نے روایت کیا ہے)۔

حدیث نمبر 63

وعن عبد الله بن معقل رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم "الله الله فی أصحابی لا تتخذوهم غرضا بعدی، فمن احبهم فبحبی احبهم، ومن ابغضهم فببغضی ابغضهم، ومن آذاهم فقد آذانی ومن آذانی فقد آذی الله ومن آذی الله يوشك ان يأخذه" رواه الترمذی.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن معقل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تخریج حدیث نمبر 62: سنن ابن ماجه، المقدمه: 57/1۔ احمد: فضائل الصحابة: 60/1۔ ایضاً: 57/1۔ کتاب السنة: 484/2۔

تخریج حدیث نمبر 63: کنزل العمال: 253/11 رقم: 32483۔ جامع الترمذی: 696/5۔ مسند احمد: 54/5,78/4۔ التاریخ الکبیر: 131/5۔ صحیح ابن حبان: 189/9۔

میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں اللہ سے ڈرو میرے بعد ان کو نشانہ مت بناؤ جو ان سے محبت رکھے میری محبت کی وجہ سے رکھے اور جو ان سے بغض رکھے وہ میرے بغض کی وجہ سے ہوگا، جس نے ان کو ایذاء پہنچائی گویا کہ مجھے ایذاء پہنچائی، جس نے مجھے ایذاء پہنچائی اس نے اللہ کو ایذاء پہنچائی، عنقریب اس کی گرفت فرمائے گا۔

(اسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے)۔

حدیث نمبر 64

وعن جابر سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: "ان الناس يكثرون، وأصحابي يقلون، فلا تسبوهم، لعن الله من سبهم" رواه ابو يعلى في مسنده.

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

بے شک لوگوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اور میرے صحابہ تھوڑے ہیں، پس انہیں ہرگز گالی نہ دو یا برا نہ کہو جو انہیں گالی دے اس پر اللہ کی لعنت ہو۔

(اسے ابو یعلیٰ نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے)۔

حدیث نمبر 65

وعن انس رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "دعوا لي أصهاري واصحابي فانه من حفظني فيهم كان معه من الله حافظ. ومن لم يحفظني فيهم، تخلى الله عنه ومن تخلى الله عنه يوشك ان ياخذه" رواه ابن منيع في مسنده.

تخریج حدیث نمبر 64: مجمع الزوائد: 746/9، رقم: 16423۔ مسند ابی یعلی: 415/2۔

تخریج حدیث نمبر 65: مجمع الزوائد: 736/9، رقم: 16384۔ 735/9، رقم: 16377۔ کنز العمال: 531/11 رقم: 32481۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میری وجہ سے میرے صحابہ اور میرے سسرال کا خیال رکھو جس نے میرا خیال رکھا اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی حفاظت فرمائے گا۔ جو میری وجہ سے ان کا خیال نہیں رکھے گا اللہ اس سے بری ہو گا جس سے اللہ بری ہو قریب ہے اس کی گرفت فرمائے۔

(اسے ابن منیع نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے)۔

حدیث نمبر 66

وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: "یکون فی آخر الزمان قوم یسمون الرافضۃ یرفضون الاسلام ویلفظونہ فاقتلوھم" رواہ البزار۔

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

آخری زمانے میں ایک قوم ہو گی جس کا نام رافضی ہو گا وہ اسلام سے نکل جائیں گے اور اس کو برا بھلا کہیں گے پس انہیں قتل کر دینا۔

(اسے امام بزار نے روایت کیا ہے)۔

حدیث نمبر 67

واخرج ابو نعیم فی الحلیۃ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "ان اشد الناس عذابا یوم القیامۃ من شتم

تخریج حدیث نمبر 66: مجمع الزوائد: 749/9۔ رقم: 16433۔ زوائد المسند: 103/1۔ کتاب السنۃ: 546/2۔ محض الصواب: 1121/3۔ مسند البزار، رقم: 2777۔ مسند ابی یعلی، رقم: 2586۔

الانبیاء ثم اصحابی ثم المسلمین" واذا نظرت حد الکبیرۃ رایتہ منطبقا علیہ فقد نقل الرافعی عن الاکثرین ان الکبیرۃ تنطبق علیہ۔

ترجمہ: امام ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حلیۃ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

۔ قیامت کے دن سب سے سخت عذاب اُس شخص کو ہوگا جس نے نبیوں میں سے کسی نبی کو گالی دی اس کے بعد جس نے میرے صحابہ میں سے کسی کو گالی دی پھر اس کے بعد جس نے کسی مسلمان کو گالی دی۔

امام سیوطی فرماتے ہیں:

جب میں کبیرہ گناہوں کی حد پر نظر ڈالتا ہوں تو اس نتیجہ پر پہنچتا ہوں کہ اس کا اطلاق بھی اس پر ہوتا ہے۔ اور امام رافعی علیہ الرحمہ نے اکثر ائمہ سے نقل کیا ہے کہ اس پر بھی کبیرہ گناہ کا اطلاق ہوتا ہے۔

ویشھد لہ ما رواہ ابن جریر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال "کل ذنب ختمہ اللہ بنار، او غضب، او لعن، او عذاب، فھو کبیرۃ

ترجمہ: اس کی تائید وشہادت میں وہ روایت بھی ہے جسے امام ابن جریر طبری نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے انہوں نے فرمایا:

ہر وہ گناہ جس کو اللہ نے آگ، غضب، لعنت اور عذاب پر ختم کیا ہے وہ کبیرہ ہے۔

وروی البیہقی فی الشعب عنہ "کل ما نہی اللہ عنہ کبیرۃ" وصحح المتاخرون: انہا کل جریمۃ توذن بقلۃ اکتراث مرتکبہا بالدین، ورقۃ الدین" وممن صحح ذلک ابن السبکی فی جمع الجوامع۔ ثم عد سب الصحابۃ منہا۔ وما اجدرہا جریمۃ موذنۃ بالجراۃ علی اللہ ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم، وقلۃ اکتراث فاعلہا بالدین، لظنہ الخبیث۔ لعنہ اللہ۔ ان مثل ھؤلاء یستحق السبہ

تخریج حدیث نمبر 67: ابونعیم، حلیتہ الاولیاء: 96/4

وهو مبرأ نقي تقي مستاهل للمدح كلا والله بغية الحجر. بل إذا ظن انهم يستحقون السب، اعتقدناً انه يستحق الحرق و زيادة. و إذا عرفت ان سب الشيخين كبيرة بلا خلاف عرفت ان الساب لهما، لا تقبل شهادته إذ لا يقبل إلا عدل وهو من لم يرتكب كبيرة وسنزيد هذا وضوحاً.

ترجمہ: اور امام بیہقی ''شعب الایمان'' میں انہی سے روایت کرتے ہیں:

كل ما نهى الله عنه كبيرة

ترجمہ: ہر وہ چیز جس سے اللہ نے منع کیا ہے کبیرہ ہے۔

اور متاخرین نے اس امر کی تصحیح کی ہے کہ

''ہر وہ معاملہ جس سے دین کی ادنی توہین اور گستاخی کا پہلو نکلتا ہو اس پر اس کا اطلاق ہوگا۔''

اور اس کی تصحیح کرنے والوں میں سے امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے ''جمع الجوامع'' میں وضاحت کی ہے کہ ''صحابہ کرام کو گالی دینا بھی ان کبائر میں سے ہے۔''

اور اس کا تسلسل و تواتر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر جرأت کی طرف لے جاتا ہے۔ اور اس کا فاعل اپنے گمان فاسد کے مطابق اس کو معمولی سمجھتا ہے (اس پر اللہ کی لعنت) اور ایسی ہستی کو گالی کا مستحق سمجھتا ہے۔ جبکہ وہ اس سے پاک اور منزہ و مبرا ہیں اور تعریف و ستائش کے مستحق ہیں اور قریب ہے کہ اسے سنگسار کیا جائے، بلکہ اگر وہ ان جلیل القدر ہستیوں کو گالی کا سزاوار سمجھے تو ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ وہ آگ میں جلائے جانے کے قابل ہے بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ کا مستحق ہے۔

اور جب تم نے جان لیا کہ شیخین رضی اللہ عنہما کو گالی دینا بلا اختلاف کبیرہ گناہ ہے تو یہ بھی جان لیا کہ انہیں گالی دینے والے کی گواہی قابل قبول نہیں، کیونکہ گواہی بغیر عدل کے قبول نہیں ہوگی اور عادل وہ ہے جو کبائر کا مترکب نہ ہو۔ عنقریب ہم اس کو مزید وضاحت سے بیان کریں گے۔

تیسری فصل

حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کو گالی دینے کا حکم

جان لو کہ ہمارے اصحاب شافعیہ کے نزدیک اس کے دو حکم ہیں اسے قاضی،

حسین ائمہ وغیرہ نے بیان کیا ہے:

پہلا حکم یہ ہے کہ: ایسا شخص کافر ہو جاتا ہے اور امام محاملی نے "اللباب" میں

اسی پر اکتفا کیا ہے۔

دوسرا حکم یہ ہے کہ: ایسا شخص فاسق ہے اور اس پر ہمارے اصحاب کا فتویٰ ہے۔

تو جس شخص کی تکفیر بدعت کے سبب نہیں کی جاتی تو ایسی صورت میں اس کی صورت حال ان دو اُمور میں سے کسی ایک سے خالی نہیں یا تو وہ حالت کفر میں ہے یا وہ حالت فسق میں ہے۔ اور ان دونوں میں سے کسی ایک بھی حال کے حامل شخص کی گواہی ہرگز قابل قبول نہیں اور اس بات پر زور دیا گیا ہے اور ایسے لوگوں کا فتوی مردود ہے اور ان کے اقوال کا اعتبار نہیں ہے۔

(اسے امام نووی نے) "شرح المھذب" کی ابتداء میں نقل کیا ہے اور "الروضہ" کے باب القضاء میں خطیب بغدادی وغیرہ کے حوالے سے بیان کر کے اسے برقرار رکھا گیا ہے۔

اور امام محمد الغزالی اور امام بغوی رحمہما اللہ اور امام رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے "باب

الشہادات‘‘ میں یہی کہا ہے اور اگرچہ اس باب میں ’’الروضہ‘‘ کے اضافہ جات میں بدعتی کی گواہی کی قبولیت میں عموم رکھا گیا ہے، یہاں تک کہ ’’صاحب المہمات‘‘ قضاء کے باب اور شرح ’’المہذب‘‘ میں ان دونوں اقوال میں مطابقت پیدا کرنے میں مشکل کا شکار ہوئے ہیں۔ اور یہ دھوکے میں ڈال دینے والا شبہ ہے اور اس قول کو ان علماء نے اختیار کیا ہے جو اس کی قبولیت کے قائل ہیں تو بلاشبہ وہ بدعتی لوگ جن کی قبولیت کا قول امام نووی رحمۃ اللہ نے لیا ہے اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنہیں ان کی بدعت کے سبب فاسق قرار نہیں دیا گیا جبکہ یہاں جن کے بارے میں گفتگو ہو رہی ہے اس سے مراد ایسا شیعہ ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی افضلیت کا قائل ہے یا ایسا شخص جو تقدیر اور رویت باری تعالیٰ کا منکر ہے۔ اور اسی طرح کے اور لوگ جن کے معاملہ میں تاویل کرنا ممکن ہے یہاں سے چند امور ثابت ہوتے ہیں:

(۱) انہوں نے یہ علت اس لیے لگائی ہے کہ اعتقادی دشمنی عدالت پر اثر انداز نہیں ہوتی۔ اور بے شک تم جان چکے ہو کہ شیخین رضی اللہ عنہما کو گالی دینا گناہ کبیرہ اور اس معاملہ میں باعث گرفت ہے۔

(۲) وہ عبارت جو باب القضاء اور شرح المہذب کے حوالے سے گزر چکی ہے۔

(۳) انہوں نے مذکورہ دو مقامات پر اُن کی عدم قبولیت کے بیان سے پہلے لکھا ہے کہ بے شک وہ بدعتی (بدعقیدہ) جس کی ہم تکفیر یا تفسیق نہیں کرتے بے شک اس کی شہادت قبول کی جائے گی۔ پھر اس کے بعد صحابہ کرام اور سلف کے گستاخ کا ذکر کیا گیا ہے۔ تو یقیناً یہ مردود ہے تو معلوم ہوا جو کچھ انہوں نے ’’باب الشہادات‘‘ (گواہیوں کے باب میں) بیان کیا ہے وہ ہمارے یہاں بیان کردہ وضاحت پر محمول ہوگا اور یہاں اس کا اطلاق اس معنی پر محمول کرتے ہوئے ہوگا تو جب اس باب میں بیان

شدہ قاعدہ سے معلوم ہو گیا کہ بے شک فاسق کی گواہی مقبول اور گستاخ کی گواہی اس کے فسق سے موصوف ہونے کی وجہ سے مردود ہے نہ کہ اس کے بدعت سے موصوف ہونے کی خصوصیت کے سبب۔ اور جس شخص کو شیطان نے خیال فاسد میں مبتلا کر دیا ہو کہ گستاخِ شیخین کے لیے تاویل کی گنجائش موجود ہے جو اسے حالتِ فسق سے نکال دیتی ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ میں ایسے شخص کو کیا کہوں اور کیسے؟

حدیث نمبر 70

وقد قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: "سباب المسلم فسوق" رواه مسلم

ترجمہ: بے شک رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

مسلمان کو گالی دینا فسق ہے۔

(اسے امام مسلم نے روایت کیا ہے)۔

جب ایک عام مسلمان کے بارے میں یہ حکم ہے تو امت کے سب سے افضل اور معزز ترین مخلوق کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ اور امام ابن الرفعت کی کتاب "الکفایہ" میں ہے۔

ماوردی کہتے ہیں اہل بدعت کی گواہی کو قبول کرنے کے لیے اسلام کے بعد چھ (۶) شرائط ہیں۔

1- ان کے لیے کوئی تاویل پہلے سے موجود ہو جیسا کہ باغیوں کے لیے تاویل ہے۔ بصورت دیگر وہ فاسق ہے۔

2- اور یہ کہ اس سے اجماع کی مخالفت نہ ہوتی ہو۔

3- ان کے گناہ کی نوعیت اس طرح کی نہ ہو جیسے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی

تخریج حدیث نمبر 70: رواہ مسلم: فی الایمان رقم: 97۔ بخاری: الایمان: رقم: 46۔

عیب جوئی کیونکہ یہ وہ ہستیاں ہیں جو سفر وحضر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے، دینی و دنیوی امور میں ان کے تابع فرمان رہے ہیں اور ان کے خفیہ امور میں بھی ان کی توثیق کی گئی ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اوامر ونواہی شرعیہ کا مبلغ اپنے پاس آنے والے وفود کی طرف ان ہی کو مقرر فرمایا اور انہوں نے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر جہاد بھی فرمایا، پھر اگر یہ عیب جوئی، گالی پر مبنی تھی تو دینے والا لازماً فاسق ہے اور فسق وگمراہی کی نسبت جن کی طرف کی جارہی ہے یا وہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں یا پھر اہل بیعت رضوان میں سے یا وہ صحابہ کرام جو جنگ صفین یا جنگ جمل میں شامل نہیں تھے۔ تو ایسی صورت میں فسق قطعی ہے یا پھر وہ صحابہ کرام جو ان جنگوں میں شامل نہیں تھے تو درست ترین قول کے مطابق پھر بھی یہی حکم ہے۔

4- وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ کرنے والے نہ ہوں اور اس میں اہل انصاف میں سے کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

5- اور اپنے مخالف کے حق میں اپنے موافق کی تصدیق کو نامناسب نہ سمجھتا ہو۔

6- اپنے علاوہ دوسرے اہل حق کی طرح ظاہری طور پر محفوظ ہو اور رافضیوں میں ان چھ شرائط میں سے کوئی ایک شرط بھی نہیں پائی جاتی۔ چہ جائیکہ یہ سب کی سب ان میں پائی جاتیں ہوں۔

ائمہ حدیث فرماتے ہیں ان میں سے آخری امام شمس الدین ذہبی ہیں۔
"میزان الاعتدال" میں لکھتے ہیں۔ بدعت کی دو قسمیں ہیں:

(۱) چھوٹی بدعت جیسا کہ تشیع، یہ اکثر تابعین اور تبع تابعین میں ان کی دین داری، تقویٰ اور سچائی کے باوصف پائی جاتی تھی۔ اسی لیے ان کی حدیث کو رد

نہیں کیا جاتا۔اور

(۲) دوسری بڑی بدعت: جیسا کہ رافضیت اور سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما پر بہتان طرازی وغیرہ۔ اس قسم کی بدعت والوں کے لیے کوئی گنجائش اور رعایت نہیں مزید فرماتے ہیں کہ:

اس طبقے میں سے مجھے کوئی ایک بھی سچا اور محفوظ شخص معلوم نہیں ہے بلکہ جھوٹ ان کا وطیرہ ہے اور تقیہ اور منافقت ان کا اوڑھنا بچھونا ہے تو جب روایت حدیث کے معاملہ میں یہ صورتحال ہے تو اس میں گواہی کی نسبت بلا اختلاف وسعت پائی جاتی ہے اسی لیے شہادت کے باب میں حریت یعنی آزادی۔ تعداد اور بعض مقدمات میں ان کے علاوہ ذکوریت یعنی مردانگی بھی شرط ہے۔اُس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جس کا حال اس سے بہت بلند درجہ ہے اور گنجائش بہت کم۔

قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ "کتاب الشفاء" میں فرماتے ہیں: صحابہ کرام کو گالی دینا اور ان کی شان میں توہین کرنا حرام ہے اور ایسا کرنے والا لعنتی ہے اور مزید فرماتے ہیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے: "جس نے یہ کہا کہ صحابہ کرام میں سے کوئی ایک بھی گمراہ تھا تو اسے قتل کیا جائے گا اور جس نے اس کے علاوہ کسی اور طرح سے برا بھلا کہا اسے شدید ترین سزا دی جائے گی۔"

اور امام مالک رحمہا اللہ ہی سے منقول ہے فرماتے ہیں:

"جس نے صحابہ کرام کو گالی دی اس کا مال غنیمت میں کوئی حصہ نہیں۔"

حدیث نمبر 71

وروی عن عمر رضی الله عنه: انه أراد قطع لسان رجل شتم المقداد بن الاسود فکلم فی ذلك فقال: دعونی أقطع لسانه حتی لا یشتم بعده احد من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم

ترجمہ: حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

انہوں نے ایک ایسے شخص کی زبان کاٹنے کا ارادہ فرمایا تھا جس نے حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کو گالی دی تھی۔ جب اس معاملے میں بات بڑھی تو آپ نے فرمایا: مجھے اس کی زبان کاٹنے دو تا کہ آج کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کسی کو گالی دے ہی نہ سکے۔

قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

فقیہ عبد المطرف الشعبی المالکی رحمہ اللہ نے ایک ایسے شخص کے بارے میں فتوی دیا جس نے عورت سے رات کے وقت حلف لینے سے انکار کیا تھا اور کہا تھا کہ اگر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی بھی ہوتی تو اس سے بھی دن کے وقت قسم لی جاتی اور بعض فقہا نے اس کے قول کو درست قرار دیا تھا، تو اس پر فقیہ عبد المطرف رحمۃ اللہ علیہ نے حکم دیا تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی کی نسبت اس نے ایسی بات کہی ہے جس پر اس کو شدید سزا اور طویل قید کی سزا دی جانی چاہیے اور وہ مفتی جس نے اس کے قول کو صحیح جانا ہے وہ فقیہ کے بجائے فاسق کہلانے کا زیادہ حقدار ہے اور اس حوالے سے اُسے مشہور کیا جانا چاہیے اور اس کو زجر و تنبیہ کرنا چاہیے اور اس کے فتویٰ اور گواہی کو نا قابل قبول قرار دینا چاہیے یہ ایسے شخص کے بارے میں مکمل تفتیشی رپورٹ ہے اور اللہ کے لیے اس سے دشمنی بھی رکھنی چاہیے۔

(کتاب الشفاء، ص: 601)

جب یہ حکم اس شخص کے لیے ہے جس نے خود گالی نہیں دی اور نہ ہی اس کا مرتکب ہوا بلکہ گالی دینے والے کے قول کی تائید و توثیق کی تو خود گالی دینے والے کا اور پوری وضاحت سے اس کا ارتکاب کرنے والے کا کیا حال ہوگا اور یہ ساری گفتگو اسی شخص کے بارے میں ہے جو یقیناً فاسق اور بدترین کبیرہ گناہ کا مرتکب ہے اور اس کے لیے مرتبہ عدالت تک رسائی کی کوئی گنجائش اور راستہ نہیں ہے اور جو کوئی اس قسم کے فعل کا مرتکب ہو اس کی گواہی ہرگز قابل قبول نہیں ہو سکتی، پھر جس نے یہ خیال کیا کہ: صحابہ کرام علیہم الرضوان کو گالی دینے والے کی گواہی کی قبولیت کے لیے کوئی صورت اور تاویل نکل سکتی ہے، تو وہ جان لے اگرچہ اس کی رائے فاسد ہی ہے کہ شیخین کریمین اس حکم سے خارج ہیں، کیونکہ ان کی تاویل صرف اس شخص کے بارے میں ہے جس نے فتنہ کو ہوا دی اور عثمان غنی یا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کے قتل اور قاتل کے بارے میں اشتباہ پیدا کیا اور شیخین کریمین ہر صورت اس سے مبرا ہیں۔ اسی لیے ان دونوں حضرات کو گالی دینے والے اور حضرت عثمان غنی و حضرت علی رضی اللہ عنہما اور ان کے علاوہ کسی صحابی کو گالی دینے والے کے مابین علماء میں اختلاف پایا جاتا ہے اگرچہ ایسے لوگوں کی تاویل اس معاملہ میں باطل و مردود ہے اور ہم اُن پر کوئی حجت پیش کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے اور جو کچھ ہم نے بیان کر دیا ہے وہی مقصود تھا اور اتنا ہی اس شخص کے لیے کافی و وافی ہے، جسے دینی ذوق عطا اور ودیعت کیا گیا ہے اور مہلک مسائل میں مبتلا ہونے سے خود کو محفوظ رکھنے کی توفیق عطا کی گئی ہے، ہم اللہ سے اس کے فضل و کرم اور احسان و عطا کی توفیق رکھتے ہیں۔ پھر میں نے امام تقی الدین سبکی

رحمۃ اللہ علیہ کی ایک تصنیف دیکھی جس کا نام انہوں نے "**غیرۃ الایمان الجلی لأبی بکر و عمر و عثمان و علی**" رکھا۔ جو کہ انہوں نے ایک ایسے رافضی کے رد میں لکھی جس نے مجمع عام میں کھڑے ہو کر شیخین کریمین، حضرت عثمان غنی اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ایک جماعت کو برا بھلا کہا، تو وہاں موجود علماء نے اسے توبہ کرنے کو کہا مگر اس نے توبہ نہ کی، تو وہاں موجود ایک مالکی عالم نے اُس کے قتل کا فتویٰ دیا اور امام سبکی رحمہا اللہ نے اس مالکی عالم کے فتویٰ کو درست قرار دیا اور اس کی تائید میں یہ کتاب تالیف فرمائی اور اس کتاب میں نہایت عمدہ مسائل اور جلیل القدر دلائل کا استنباط فرمایا اور اس کتاب میں ہمارے پیش نظر اس مسئلے سے متعلق بھی بیان کیا ان کے فرمودات کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔

ہمارے اصحاب شافعیہ میں سے قاضی حسین علیہ الرحمہ شیخین کریمین اور ختنین (حضرت عثمان وعلی رضی اللہ عنہما) کو گالی دینے کے بارے میں دو وجوہ بیان کرتے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ ایسا کرنے والے کی تکفیر کی جائے گی کیونکہ بلاشبہ ساری اُمت ان کی امامت پر متفق ہے۔

دوسرا حکم یہ ہے کہ: اس کی تفسیق کی جائے گی یعنی اسے فاسق قرار دیا جائے گا، کافر نہیں۔

پھر امام سبکی علیہ الرحمہ نے ائمہ احناف سے بکثرت اقتباسات نقل کیے ہیں، جن میں سے بعض تکفیر اور بعض ان کی تضلیل (گمراہی) پر مبنی ہیں۔ پھر امام سبکی علیہ الرحمہ کا میلان اپنے دلائل کے مآخذ کو بیان کرتے ہوئے تکفیر کی صحت کی طرف ہے۔ پھر انہوں نے ائمہ مالکیہ اور ائمہ حنابلہ سے مختلف اقوال وروایات اسی طرح نقل کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ:

امام محمد بن یوسف الفریابی رحمہ اللہ سے ایسے شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو گالی دے تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ کافر ہو جائے گا۔ پوچھا گیا کیا اُس کی نمازِ جنازہ ادا کی جائے گی؟ تو انہوں نے کہا نہیں۔

پھر امام سبکی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ: جن علماء نے روافض کو کافر کہا ہے ان میں امام احمد بن یوسف اور ابوبکر بن ھانی شامل ہیں اور دونوں کا فتویٰ ہے کہ: روافض کا ذبیحہ مت کھاؤ کیونکہ وہ مرتد ہیں۔

ایسے ہی امام عبداللہ بن ادریس الکوفی جو ائمہ کوفہ میں سے ایک ہیں فرماتے ہیں کہ:

رافضی کی شفاعت نہیں ہے کیونکہ بلاشبہ شفاعت صرف مسلمان کے لیے ہے اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو گالی دینا زندیقیت ہے۔ امام سبکی علیہ الرحمہ اس کے بعد لکھتے ہیں: وہ علماء جنہوں نے صحابہ کرام کو گالی دینے والے کی تکفیر کا قول اختیار نہیں کیا، ان کا بھی اتفاق ہے کہ وہ فاسق ہے اور جن علماء نے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہ کو گالی دینے والے کے قتل کو واجب کہا ہے، ان میں حضرت عبدالرحمن بن اُبزیٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) صحابی بھی شامل ہیں۔ پھر امام سبکی علیہ الرحمہ نے اس بات پر ائمہ کا اتفاق نقل کیا ہے کہ: صحابہ کی توہین کو جائز سمجھنے والا کافر ہے کیونکہ اس کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ وہ بدترین فاسق ہے اور حرام اور گناہِ کبیرہ کو حلال قرار دینا کفر ہے۔ پھر فرمایا: اگر تم کہو کہ حرام کو حلال قرار دینا اس صورت میں کفر ہوگا، جب اس کی حرمت واضح طور پر ضروریات دین میں سے ہو، تو میں کہتا ہوں کہ: توہین صحابہ کرام کی حرمت واضح طور ضروریات

دین میں سے ہے۔ پھر انہوں نے اس موضع پر مفصل کلام فرمایا ہے اور اس کے بعد انہوں نے اس بات کو بیان کیا ہے کہ ان کا ذاتی موقف شیخین یا ختنین کریمین کی توہین کے مقابلے میں تکفیر کا ہے، اگرچہ اس کو حلال نہ بھی سمجھتا ہو۔ پھر فرماتے ہیں کہ: قاضی حسین علیہ الرحمہ نے "کتاب الشھادات" میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کو گالی دینے والے کے فسق پر اصرار کیا ہے اور اس میں کوئی اختلاف بیان نہیں کیا ہے۔

اسی طرح ابن الصباغ نے "الشامل" میں اور دیگر علماء نے بھی بیان کیا ہے او امام الشافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔ ممکن ہے اس سے کوئی عدم کفر کی امید لگا بیٹھے، تو میں کہتا ہوں ایسا نہیں ہے یہاں دو الگ مسئلے ہیں پہلا وہ جو "باب الشھادات" میں صحابہ کو مطلقاً گالی دینے کے بارے میں ہے اور دوسرا وہ جو باب الامامت میں حضرات شیخین یا حضرات ختنین رضی اللہ عنہما کے بارے میں بیان ہوا ہے اور یہ دو مختلف احکام یعنی کفر اور فسق سے متعلق ہے۔ پھر فرماتے ہیں: اس بات کی کوئی ممانعت نہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو مطلقاً گالی دینا موجب فسق ہو اور ان چاروں خلفاء الراشدین کی بطورِ خاص توہین کا موجب کفر و فسق ہونا، اختلافی مسئلہ ہے۔

پھر آخر میں بیان کرتے ہیں:

"مختصر یہ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو گالی دینا امام اعظم ابوحنیفہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہما کے نزدیک ایک صورت میں کفر ہے اور امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمہا اللہ سے منقول اقوال کہ مطابق زندیقیت ہے۔

کتاب "الروضۃ" کے باب وصیت میں ہے:

"اگر اس نے وصیت کی ہے تو وہ سب سے بڑا جاہل انسان ہے۔"

امام رویانی (رحمۃ اللہ علیہ) بیان کرتے ہیں:

ایسا شخص مشرکین وکفار کی طرف منسوب کیا جائے گا اور اگر مسلمانوں میں سے کسی نے ایسا کہا تو ان کی طرف منسوب کیا جائے گا جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو گالی دیتے ہیں۔

تکمیل ترجمہ: ۲۴ جمادی الثانی ۱۴۳۴ھ بروز منگل


اقرأ باسم ربك

فرمان نبوی ﷺ: تحفة المؤمن الموت
موت مومن کے لیے تحفہ ہے۔

اللہ اللہ...

موت کو کس نے مسیحا کر دیا

(ترجمہ)

بشری الکئیب بلقاء الحبیب

دل شکستگاں کو دیدارِ حبیب کی بشارت

حضرت علامہ امام جلال الدین السیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ
(۸۴۹-۹۱۱ھ)

تقدیم و ترجمہ
علامہ محمد شہزاد مجددی

دار الاخلاص لاہور

انتساب!

والد مرحوم و مغفور ملک محمد علی علیہ الرحمۃ اللہ العلی

کے نام!

جو رواں سال 13 ربیع الاول بمطابق 6 فروری 2012ء

بروز پیر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے!

انا للہ و انا الیہ راجعون

رفتید و لے نہ از دل ما

فہرست

تقدیم

موت ایک ایسی اٹل اور عظیم حقیقت ہے جس کا انکار ناممکن اور اس سے فرار محال ہے، از روئے قرآن خالق کائنات نے انسان کو اس دنیا میں بھیج کر اسے موت و حیات کی سرحد کے اندر جینے اور رہنے کا پابند بنایا اور فرمایا:

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ؗ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُۨ ۝ الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ۝ [الملک]

ترجمہ: وہ (خدا) جس کے ہاتھ میں بادشاہی ہے بڑی برکت والا ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تا کہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں کون اچھے عمل کرتا ہے اور وہ زبردست (اور) بخشنے والا ہے۔

پھر انسان کے لیے دنیا کی زندگی کے خاتمے کو فنا اور نیست و نابود نہیں فرمایا، بلکہ اسے ایک عالم سے دوسرے عالم میں انتقال قرار دیا اور قبر کو اس کے لیے دنیا و آخرت کے مابین برزخ قرار دیا۔ یعنی موت فنائے محض نہیں بلکہ جسم اور روح کی عارضی جدائی کا نام ہے۔

بقول اقبال:

موت کو سمجھے ہے غافل اختتام زندگی
ہے یہ شام زندگی، صبح دوام زندگی

پیش نظر مختصر کتاب "بشریٰ الکئیب بلقاء الحبیب" امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ کی شہرہ آفاق کتاب شرح الصدور فی احوال الموتیٰ و اھل القبور"

کی نادر و نایاب اور مفید و جامع تلخیص ہے، جسے حضرت مؤلف علیہ الرحمہ نے خود ہی ترتیب دیا ہے۔ اس مختصر مگر جامع کتاب کا مطالعہ عوام تو کیا اہل علم کے لیے بھی نہایت معلومات افزا، نفع بخش اور باعث تقویت ہوگا، کیونکہ حضرت مؤلف علیہ الرحمہ نے اس میں برزخ اور موت کے حوالے سے چشم کشا اور ایمان افروز روایات و حکایات کو جمع فرما دیا ہے۔ اور ابتداء ہی میں ایسی احادیث درج کی ہیں جو زندگی پر موت کی فضیلت پر دلالت کرتی ہیں۔ جبکہ آثار صحابہ سے اسے مزید زینت دی ہے۔ اس کتاب کی ایک اور اضافی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے مطالعہ سے حیات بعد الممات کے عقیدہ کو بہت تقویت پہنچتی ہے اور قبر کی زندگی، ایصال ثواب اور مرنے کے بعد اہل قبور کا اہل دنیا کے احوال و واقعات سے باخبر ہونا اور قبروں میں نماز و تلاوت قرآن کا اہتمام کرنا وغیرہ جیسے پوشیدہ امور سے پردہ اٹھایا ہے۔

"بشری الکئیب" مختلف ناشرین اور محققین کے اہتمام و تحقیق کے ساتھ شائع ہوتی رہی ہے۔

ابتدا میں یہ شرح الصدور کے حاشیہ پر شائع ہوئی بعد ازاں اسے مؤسسۃ الایمان اور دارالرشید نے، بیروت اور دمشق سے 1984ء/شوال 1404ھ میں شیخ محمد حسن الحمصی کی تحقیق کے ساتھ شائع کیا۔ جبکہ مکتبۃ القرآن، القاہرہ نے اسے جولائی 1986ء میں شیخ مجدی السید کی تحقیق و تخریج کے ساتھ مصر میں شائع کیا۔ دوران ترجمہ یہ دونوں نسخے مترجم کے پیش نظر رہے ہیں۔ "بشری الکئیب" کا ایک اردو ترجمہ حضرت مولانا حکیم غلام معین الدین نعیمی علیہ الرحمہ نے بھی کیا تھا۔ جو ادارہ نعیمیہ رضویہ سواد اعظم موچی گیٹ لاہور کے زیر اہتمام شوال 1383ھ بمطابق مارچ 1964ء میں شائع ہوا تھا۔

اس کتاب کی علمی اہمیت اور اعتقادی افادیت کے پیش نظر ہم نے اسے

اشاعت کے لیے ترجیحاً اختیار کیا اور اسے اردو کے پیرائے میں ڈھال کر اہل ذوق کی ضیافت طبع کے لیے برائے مطالعہ و استفادہ پیش کیا ہے۔

خالق موت وحیات اس کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے۔ آمین!

مترجم کے والد گرامی ملک محمد علی علیہ الرحمۃ اللہ العلی (م:6فروری 2012ء) کا سانحہ ارتحال بھی اس کتاب کی طرف توجہ کا سبب ہوا اور ترجمہ کے لیے تحریک بھی ان کی رحلت کے باعث پیدا ہوئی۔ ربّ ستّار و غفّار ان کی مغفرت فرما کر ان کی قبر کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بنائے۔ آمین!

کون کہتا ہے کہ مومن مر گئے
قید سے چھوٹے وہ اپنے گھر گئے

احقر العباد:

محمد شہزاد مجددی

دار الاخلاص

49۔ ریلوے روڈ لاہور

6شوال المکرم 1433ھ/25اگست 2012ء

حضرت علامہ العالم، الامام، المحقق المدقق الحجۃ الرحلۃ فصیح اللسان، خطیب الخطباء، افصح الفصحاء، ابلغ البلغاء، یکتائے دھر، اعجوبۂ زمان صدر المدرسین لسان المتکلمین حجۃ الناظرین قامع المبتدعین عین الزمان، حافظ العصر، خاتم الحفاظ۔

جلال الدین عبدالرحمن السیوطی الشافعی رحمہٗ اللہ فرماتے ہیں:

الحمد للہ و کفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

یہ کتاب جس کا عنوان میں نے "بشری الکئیب بلقاء الحبیب" (دل شکستگاں کو دیدارِ حبیب کی بشارت) رکھا ہے، اسے میں نے اپنی ضخیم کتاب (شرح الصدور) سے خلاصہ کیا ہے، جو میں نے امور برزخ کے متعلق تصنیف کی ہے، اس میں، میں نے ان بشارتوں کو اختصار سے بیان کیا ہے جو وفات کے وقت اور قبر میں مومن کو بطور تکریم و خیر مقدم ملیں گی۔ (وباللہ التوفیق)

اور توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

موت کی فضیلت اور اس کے زندگی سے بہتر ہونے کے بیان میں

امام عبداللہ بن المبارک "کتاب الزھد" اور ابن ابی الدنیا "ذکر الموت" میں، امام طبرانی "معجم کبیر" اور امام حاکم "مستدرک" میں بیان کرتے ہیں:

عن عبد اللہ بن عمر قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

"تحفۃ المؤمن الموت"

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

موت مومن کے لیے تحفہ ہے۔

امام دیلمی مسند الفردوس میں نقل کرتے ہیں:

وعن الحسين بن علي رضي الله عنهما: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: (الموت ريحانة المؤمن)

حضرت امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

موت مومن کے لیے گلاب کا پھول ہے۔

اور وہی سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کرتے ہیں: فرماتی ہیں:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الموت غنيمة المؤمن

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

موت مسلمان کے لیے غنیمت ہے۔

امام احمد بن حنبل اپنی مسند میں، سعید بن منصور اپنی سنن میں سند صحیح سے، محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: بے شک نبی اکرم، نورِ مجسم، رحمتِ عالم ﷺ نے فرمایا:

"يكره ابن آدم الموت، والموت خير له من الفتنة"۔

ترجمہ: انسان موت کو ناپسند کرتا ہے، جب کہ موت اس کے لیے فتنے سے بہتر ہے۔

امام عبداللہ بن المبارک "کتاب الزهد" میں، امام طبرانی "معجم کبیر" میں نقل کرتے ہیں:

عن عبد الله بن عمرو بن العاص عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: الدنيا سجن المؤمن وسنته، فاذا فارق الدنيا فارق السجن والسنة

ترجمہ: عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا مومن کا قید خانہ اور عمل کی جگہ ہے، تو جب وہ اس سے جدا ہو جاتا ہے قید و عمل سے نجات پا جاتا ہے۔

امام عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں: انھوں نے فرمایا:

"الدنیا جنۃ الکافِرِ وسِجن المومِنِ وانما مثل المومن حین تخرج نفسہ مثل رجل ان فی سجن فخرج منہ فجعل یتقلب فی الارض ویتفسح فیہا

ترجمہ: عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: انہوں نے فرمایا: دنیا کافر کے لیے جنت اور مومن کے لیے قید خانہ ہے۔ جب اس کا دم نکلتا ہے تو وہ اس شخص کی طرح ہوتا ہے جو قید خانے میں تھا پھر اسے رہائی مل گئی اب وہ جہاں چاہے زمین میں آزادانہ گھومے پھرے۔

امام ابن ابی شیبہ نے "مصنف" میں عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: فرماتے ہیں:

وعن عبد اللہ بن عمرو قال: الدنیا سجن المؤمن فاذا مات یخلی سربہ یسرح حیث یشاء.

ترجمہ: عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا مومن کا قید خانہ ہے، جب وہ مرتا ہے تو اس کا راستہ کھل جاتا ہے، جہاں چاہے سیر کرے۔

ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

اَلْمَوْتُ تُحْفَةٌ لِكُلِّ مُسْلِمٍ.

ترجمہ: موت ہر مسلمان کے لیے تحفہ ہے۔

ابونعیم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں:

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: الموت كفارة لكل مسلم۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: موت ہر مومن کے لیے کفارہ ہے۔

ابن المبارک اور ابن ابی شیبہ، حضرت ربیع بن خیثم علیہ الرحمہ سے نقل کرتے ہیں۔فرمایا:

"ما من غائب ينتظره المؤمن خير له من الموت"۔

ترجمہ: مومن موت سے بہتر کسی غائب چیز کا انتظار نہیں کرتا۔

ابن المبارک، مالک بن مغول سے نقل کرتے ہیں۔انھوں نے فرمایا: مجھے خبر پہنچی ہے:

أنّ أول سرور يدخل على المؤمن الموت، لما يرى من كرامة الله تعالى وثوابه۔

ترجمہ: مومن کے لئے پہلی خوشی موت ہوگی جب وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام واکرام اور اجروثواب کو دیکھے گا۔

امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ "کتاب الزھد" میں حضرت ابن مسعود سے نقل کرتے ہیں: فرمایا:

ليس للمؤمن راحة دون لقاء الله۔

ترجمہ: مومن کے لئے سوائے دیدار الٰہی کے کوئی راحت نہیں ہے۔

سعید بن منصور اپنی سنن میں اور ابن جریر طبری اپنی تفسیر میں حضرت ابودرداء سے روایت کرتے ہیں: انھوں نے فرمایا:۔

"ما من مؤمن الا والموت خير له وما من كافر الا والموت شر له فمن لم يصدّقني فان الله تعالى يقول:

وما عند الله خيرٌ للابرارِ (آل عمران:۱۹۸) ويقول:

ولا يحسبنّ الذين كفروا أنّما نملي لهم خيرٌ۔ (آل عمران:۱۷۸)

ترجمہ: کوئی مومن ایسا نہیں جس کے لئے موت (زندگی سے) بہتر نہ ہو، اور کوئی کافر ایسا نہیں جس کے لئے موت شر نہ ہو، اور جو کوئی میری بات نہ مانے، تو بے شک فرمان الٰہی ہے:

اور وہ جو اللہ کے پاس ہے وہ نیکوکاروں کے لئے بہتر ہے۔

اور دوسرے مقام پر فرمایا:

ترجمہ: اور کافر ہرگز اس گمان میں نہ رہیں کہ وہ جو ہم انہیں ڈھیل دیتے ہیں کہ کچھ ان کے لیے بھلا ہے، ہو ہم تو اس لیے انہیں ڈھیل دیتے ہیں کہ اور گناہ میں بڑھیں اور ان کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔ (آل عمران:۱۷۸)

عبدالرزاق اپنی تفسیر میں، جبکہ ابن ابی شیبہ، طبرانی اور حاکم حضرت سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: انھوں نے فرمایا:

"مَا مِنْ بَرٍّ وَلَا فَاجِرٍ إِلَّا وَالْمَوْتُ خَيْرٌ لَهُ مِنَ الْحَيَاةِ وَإِنْ كَانَ بَرًّا. فَقَدْ قَالَ اللهُ تَعَالَى: وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْأَبْرَارِ (آل عمران:۱۹۸)

ترجمہ: اور وہ (اجر) جو اللہ کے پاس ہے وہ نیکوکاروں کے لئے بہتر ہے۔

وَإِنْ كَانَ فَاجِرًا. فَقَدْ قَالَ اللهُ تَعَالَى:

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ؕ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ (آل عمران:۱۷۸)

ترجمہ: اور کافر ہرگز اس گمان میں نہ رہیں کہ وہ جو ہم انہیں ڈھیل دیتے ہیں کہ کچھ ان کے لیے بھلا ہے، ہو ہم تو اس لیے انہیں ڈھیل دیتے ہیں کہ اور گناہ میں بڑھیں اور ان کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔

امام طبرانی، حضرت ابو مالک اشعری سے نقل کرتے ہیں، انھوں نے بیان کیا: کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی:

"اَللّٰهُمَّ حَبِّبِ الْمَوْتَ اِلٰى مَنْ يَعْلَمُ اَنِّيْ رَسُوْلُكَ"

اے اللہ! جو کوئی مجھے تیرا رسول مانے، اس کے لئے موت کو محبوب بنا دے۔

امام اصبہانی "الترغیب والترھیب" میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ بلا شبہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

إن حفظت وَصِيَّتِي فلا يكون شيئٌ أحبُّ اليك من الموت.

ترجمہ: اگر تم نے میری نصیحت کو یاد رکھا تو تمھیں موت سے بڑھ کر کچھ عزیز نہیں ہوگا۔

امام احمد بن حنبل "کتاب الزھد" میں اور ابن ابی الدنیا، حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے فرمایا:

ما أهدى الى أخ هدية أحب الىّ من السّلام. ولا بلغني عنه خبر أحب من موته.

ترجمہ: کسی بھائی نے مجھے سلام سے زیادہ پسندیدہ تحفہ نہیں بھیجا، اور میرے لئے اس (بھائی) کی طرف سے پسندیدہ ترین خبر اس کی موت کی خبر ہے۔

امام ابن ابی شیبہ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں:

فرمایا: أتمنى لحبيبي أن يعجل موته.

میں اپنے دوست کے لئے جلد موت کی تمنا رکھتا ہوں۔

ابن ابی الدنیا، محمد بن عبد العزیز التیمی سے نقل ہیں:

قيل لعبد الاعلى التيمي: ما تشتهي لنفسك ولمن تحب من أهلك؛ قال: الموت.

ترجمہ: حضرت عبد الاعلیٰ التیمی سے پوچھا گیا کہ آپ اپنے اور اپنے اہل خانہ کے لیے کیا چاہتے ہیں؟ فرمایا: موت۔

امام ابو نعیم اصفہانی، ابن عبید اللہ سے نقل کرتے ہیں انھوں نے حضرت مکحول تابعی سے پوچھا:

أتحب الجنه؛ قال: ومن لا يحب الجنة. قال: فأحبَّ الموت، فانك لن تر

الجنّة حتّی تموت.

ترجمہ: کیا آپ جنت سے محبت رکھتے ہیں؟ تو انھوں نے فرمایا: کون ہے جو جنت سے محبت نہ کرے تو ابن عبید اللہ نے جواب دیا پھر موت سے محبت کرو کیونکہ تم مرے بغیر جنت تک نہیں پہنچ سکتے۔

حضرت حبان بن اسود رحمہُ اللہ سے منقول ہے، فرماتے ہیں:

الموت خیرٌ یوصل الحبیب الی الحبیب.

موت وہ خیر ہے جو دوست کو دوست سے ملاتی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔ انھوں نے فرمایا:

و ما من شیئٍ خیرٌ للمؤمن من لحد فمن لُحِدَ فقد استراح من هموم الدنیا و آمن من عذاب الله.

ترجمہ: مومن کے لیے قبر سے بہتر کوئی جگہ نہیں ہے، تو جسے قبر میں اتار دیا گیا وہ دنیا کے مصائب سے چھوٹ کر راحت پا گیا اور اللہ کی پکڑ سے محفوظ ہو گیا۔

امام ابن ابی شیبہ حضرت طاؤس سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا:

لا یُحْرِزُ دین الرجل الا حفرته

ترجمہ: آدمی کے ایمان کو اس کی قبر ہی بچاتی ہے۔

امام ابن المبارک حضرت عطیہ علیہ الرحمہ سے روایت کرتے ہیں۔ انھوں نے فرمایا:

أنعم الناس جسدا فی لحد قد أمن من العذاب.

ترجمہ: لوگوں میں سے سب سے زیادہ پر سکون جسم والا وہ ہے جو قبر میں ہے کیونکہ یقیناً وہ عذاب سے محفوظ ہے۔

امام ابن ابی الدنیا حضرت سفیان ثوری، سے نقل کرتے ہیں۔ انھوں نے

فرمایا:

كان يقال للموت راحة العابدين.

ترجمہ: موت کو عبادت گزاروں کی راحت کہا جاتا تھا۔

امام خطابی علیہ الرحمہ "كتاب العزلة" میں ربیعہ بن زهیر سے نقل کرتے ہیں۔ فرمایا: حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ سے پوچھا گیا:

لم تتمنى الموت، وقد نهى عنه رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ قال: لو سألني ربي لقلت يا رب لثقتي بك وخوفي من الناس كأني لو خالفت واحدا فقلت حلوة. وقال: مرّة لخفت أن يتعاطى دمي.

ترجمہ: آپ موت کی اس قدر تمنا کیوں کرتے ہیں جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا: اگر میرے رب نے پوچھا تو کہہ دوں گا، اے پروردگار تیرے بھروسے پر اور لوگوں کے خوف سے ایسا کرتا تھا، گویا اگر میں کسی کی مخالفت میں شیریں یعنی حق بات کہوں اور وہ اسے کڑوی (باطل) کہے تو مجھے خوف ہے کہ وہ مجھے قتل نہ کر دے۔

امام خطابی کہتے ہیں: ہمارے ایک دوست منصور بن اسماعیل نے ہمیں یہ اشعار سنائے:

قد قلت إذ مدحوا الحياة فأكثروا
في الموتِ ألفُ فضيلة لا تُعرَف
منها أمان لِقائِه بِلِقائِهِ
وفِراقُ كلِّ معاشِرٍ لا ينصفُ

ترجمہ: جب لوگوں نے زندگی کی بہت زیادہ تعریف کی تو، میں نے کہا، موت کے ہزار ہا، نامعلوم فضائل ہیں۔

جن میں سے ایک تو یہ ہے کہ موت کا ملاپ محبوب کی ملاقات کا ذریعہ ہے،

اور دوسرا (موت) بے وفا لوگوں سے دوری کا سبب ہے۔

امام الخطابی رحمۂ اللہ فرماتے ہیں:

يبكى الرجال على الحياة وقد
أفنى دموعى شوقى إلى الأجلِ
أموت من قبلِ أن الدّهر يعثر بى
فإنّي أبداً منهُ على وجَلِ

ترجمہ: لوگ زندگی کو روتے ہیں اور یقیناً میرے تو موت کے شوق میں رو رو کر آنسو خشک ہو گئے ہیں۔

میں چاہتا ہوں کہ زمانے کی بے رخی سے پہلے مر جاؤں، کیونکہ میں اس کی وجہ سے ہمیشہ پریشان ہی رہا ہوں۔

''یہ بیان کہ موت ایک تنگ گھر سے کشادہ گھر کی طرف روانگی (کا نام) ہے''

علماء کرام فرماتے ہیں:

موت نہ تو بالکل مٹ جانے کا نام ہے اور نہ ہی مکمل طور پر ختم ہو جانا ہے، بلکہ یہ تو صرف روح کی جسم سے (عارضی) لاتعلقی کو کہتے ہیں، اور جسم و روح کی باہمی وابستگی کا برقرار نہ رہنا اور تبدیلی احوال کے ساتھ ایک گھر سے دوسرے گھر کو منتقلی ہے۔

بلال بن سعد سے منقول ہے انھوں نے فرمایا:

انكم لن تخلقوا للفناء، وانما خلقتم للخلود والأبد ولكنكم تنتقلون من دار الى دار.

ترجمہ: تم لوگ مٹنے کے لیے پیدا نہیں ہوئے ہو، بلکہ تم ہمیشہ رہنے کے لیے پیدا ہوئے ہو، مگر یہ ہے کہ ایک گھر سے دوسرے گھر منتقل ہونا ہے۔

امام ابن القاسم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: انسانی جان کے چار گھر ہیں، ہر گھر پہلے والے گھر سے بڑا ہے۔ پہلا گھر: ماں کا پیٹ ہے اور یہ بہت ہی تنگ اور گھٹن والا غم اور تاریکی بھرا مقام ہے۔

دوسرا گھر: وہ ہے جہاں اس کی پیدائش ہوتی ہے اور یہ پروان چڑھتی ہے، اور اس سے مانوس ہو کر اچھے اور برے اعمال کرتی ہے۔

تیسرا گھر: برزخ (قبر کی زندگی) ہے، اور یہ پہلے والے گھر سے بہت بڑا اور وسیع ہے، اور دنیا سے اس کو وہی نسبت ہے جو ماں کے بطن کو دنیا سے ہے۔

چوتھا گھر: یہ مستقل ٹھکانہ ہے جنت یا جہنم، یہ گھر اپنی اہمیت اور شان کے اعتبار سے تمام گھروں سے مختلف اور منفرد ہے۔

امام ابن ابی الدنیا سلیم بن عامر الجباری کی مراسیل سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں:

ان مثل المؤمن فی الدنیا مثل الجنین فی بطن أمه اذا خرج من بطنها بکی علی مخرجه حتی اذا رأی الضوء ورضع لم یحبّ أن یرجع الی مکانه، و کذلك المؤمن یجزع من الموت فاذا مضیٰ الی ربه لم یحب أن یرجع الی الدنیا کما لم یحبّ الجنین أن یرجع الی بطن اُمّه۔

ترجمہ: بے شک مسلمان کی مثال دنیا میں ایسی ہے جیسا کہ بچہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے، جب اپنی ماں کے لوٹتا پیٹ سے نکلتا ہے تو اس جگہ کے لیے روتا ہے، یہاں تک کہ روشنی اور غذائیت کو دیکھتا ہے، تو پھر اپنے مقام کی طرف واپس جانا پسند نہیں کرتا، یہی حال مومن کا ہے، موت کی وجہ سے روتا ہے پھر جب

اپنے رب کی طرف لوٹتا ہے، تو دنیا کی طرف واپسی کو پسند نہیں کرتا، جیسا کہ بچہ اپنی ماں کے پیٹ میں جانا پسند نہیں کرتا۔

اور انھوں نے ہی عمرو بن دینار کی مراسیل سے نقل کیا ہے:

أنّ رجلا مات، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: [أصبح هذا مرتحلا من الدنيا، فان قد رضي فلا يسره أن يرجع الى الدنيا كما لا يسُرّ أحدكم أن يرجع الى بطن أُمه]۔

ترجمہ: ایک شخص فوت ہو گیا، تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس نے دنیا سے روانگی کے عالم میں صبح کی ہے، اگر یہ اس پر راضی رہا، تو کبھی دنیا کی طرف لوٹنا پسند نہیں کرے گا، جیسا کہ تم میں سے کوئی اپنی ماں کے پیٹ میں جانا پسند نہیں کرتا۔

حکیم ترمذی رحمۃ اللہ "نوادر الاصول" میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ما شبهت خروج ابن آدم من الدنيا الا كمثل خروج الصبي من بطن أمه من ذلك الغم والظلمة الى رَوْح الدنيا۔

ترجمہ: انسان کا دنیا سے انتقال کرنا ایسا ہے، جیسا بچے کا اپنی ماں کے پیٹ سے نکلنا، یعنی اس قسم کے تکلیف دہ اور تنگ مقام سے دنیا کی آسائشوں کی طرف آنے کی طرح ہے۔

امام احمد بن شعیب النسائی رحمۃ اللہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ما على الأرض من نفس تموت ولها عند الله خير تحب أن ترجع اليكم ولها نعيم الدنيا وما فيها۔

ترجمہ: روئے زمین پر کوئی انسان ایسا نہیں جو اس حال میں مرے کہ اس کا رب اس سے راضی ہو اور پھر وہ تمھاری طرف لوٹ کر آنا پسند کرے اگرچہ اسے دنیا

بھر کی نعمتیں بھی مل رہی ہوں۔

''مومن کی روح کس شان سے قبض ہوتی ہے''

امام احمد، ابوداؤد، حاکم اور بیہقی وغیرہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان العبد المؤمن اذا كان فى انقطاع من الدنيا، واقبال من الآخرة نزل اليه ملائكة من السّماء بيض الوجوه كأنّ وجوههم الشمس معهم أكفان من أكفان الجنّة وحنوط من حنوط الجنة حتىٰ يجلسوا منه مد البصر، ثم يجيء ملك الموت يجلس عند رأسه فيقول: أيّتها النَّفْسُ المطمئنة، أخرجى الىٰ مغفرة من الله ورضوان فتخرج تسيل كما تسيل القطرة من السّقاء، وإنْ كُنتم ترون غير ذلك فيخرجونها فاذا أخرجوها لم يدّعوها فى يده طرفة عين فيجعلونها فى تلك الاكفان والحنوط ويخرج منها كأطيب نفحة مسك على وجه الأرض فيصعدون بها فلا يمرون على ملأ من الملائكة الا قالوا: ما هذه الروح الطيبة؟ فيقولون: فلان بن فلان بأحسن أسمائه التى كانوا يسمونه بها فى الدنيا حتىٰ ينتهوا به الى السّماء التى تليها حتّٰى ينتهى به الى السّماء السابعة، فيقول الله تعالىٰ: اكتبوا كتابه فى علّيين وأعيدوهُ الى الأرض، فيعاد روحه فى جسده فيأتيه ملكان فيجلسانه فيقولان له: من ربك؟ وما دينك؟ فيقول: اللهُ ربى والاسلام دينى فيقولان له: ما هذا الرجل الذى بُعِث اليكم؟ فيقول: هو رسول الله. فيقولان له: وما علمك؟ فيقول: قرأت كتاب الله تعالى وآمنت به وصدّقته. فينادى منادٍ من السّماء: أن صدق عبدى فافرشوا له من الجنّة، وألبسوه من الجنة، وافتحوا له باباً الى الجنة. فيأتيه من ريحها وطيبها ويفسح له فى قبره مد بصره ويأتيه رجلٌ حسن الثياب، طيب الرائحة فيقول له: أبشر بالذى يسرك هذا يومك

الذی أنت توعد! فیقول له: من أنت فوجهك يجيء بالخير؟ فيقول: أنا عملك الصالح. فيقول: ربِّ أقم الساعة ربِّ أقم الساعة. حتّٰى أرجع الى أهلي ومالي۔

ترجمہ: جب بندۂ مومن کا دنیا سے رخصت اور آخرت کی طرف روانہ ہونے کا وقت آتا ہے تو اس کے لیے آسمان سے دو نورانی چہروں والے فرشتے اترتے ہیں، گویا کہ ان کہ چہرے آفتاب کی مانند ہیں، وہ جنتی لباس اور جنتی خوشبو لیے ہوئے کچھ دیر اس کے پاس بیٹھتے ہیں، پھر ملک الموت (علیہ السلام) آتے ہیں، اور اس کے سرہانے بیٹھ کر کہتے ہیں، اے مطمئن روح! چل، اللہ کی بخشش ورضا کی طرف، تو روح ایسے نکلتی ہے جیسے مشک سے پانی کا قطرہ بہہ نکلتا ہے، پھر اگر تم ان فرشتوں کو اسکے علاوہ دیکھو تو انھیں نکال دو، پھر جب روح قبض کر لیتے ہیں تو ملک الموت کے ہاتھ میں ایک لمحہ کے لیے بھی نہیں چھوڑتے، پس فوراً روح کو لے کر جنتی لباس اور خوشبو میں لپیٹ لیتے ہیں، پھر اسے لے کر نکلتے ہیں گویا کہ نافۂ مُشک کی خوشبو سے روئے زمین مہک رہی ہے، پھر اسے آسمانوں پر لے جاتے ہوئے فرشتوں کی جماعتوں پر سے گزرتے ہیں، ہر ایک جماعت پوچھتی ہے، یہ کس کی پاکیزہ روح ہے؟ فرشتے کہتے ہیں یہ فلاں بن فلاں کی روح ہے، اور اس کا نہایت بہترین طریقے سے نام لیتے ہیں جس اچھے نام سے وہ دنیا میں پکارا جاتا تھا، یہاں تک کہ آسمان کی اس حد تک لے جاتے ہیں جسے ساتواں آسمان کہتے ہیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس کا نامۂ اعمال علیین (نیکیوں والے دفتر) میں درج کرو! اور اس کو واپس زمین کی طرف لوٹا دو، پھر اس کی روح واپس اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے، پھر دو فرشتے آتے ہیں اور اسے

بٹھاتے ہیں اور اس سے سوال کرتے ہیں، مَنْ رَبُّكَ؟ تیرا رب کون ہے؟ وما دینك؟ تیرا دین کیا ہے؟ وہ جواب میں کہے گا، میرا رب اللہ ہے اور میرا دین اسلام ہے، پھر وہ دونوں فرشتے پوچھیں گے، ما ھذا الرجل الذی بعث الیکم؟ تم اس ذات کریم کے بارے میں کیا کہتے ہو جو تمھاری طرف مبعوث کیے گئے تھے؟ وہ کہے گا وہ تو اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ پھر وہ پوچھیں گے تمھیں کیسے معلوم ہوا؟ وہ جواب دے گا میں نے اللہ کی کتاب (قرآن مجید) کو پڑھا، اس پر ایمان لایا، اس کی تصدیق کی۔ اس وقت ایک ندا کرنے والا آسمان سے ندا کرے گا، میرے بندہ نے سچ کہا، اس کے نیچے جنتی بستر بچھا دو، اور اسے جنتی لباس پہناؤ، اور ایک کھڑکی جنت کی طرف کھول دو، تاکہ جنت کی ہوائیں اور خوشبو اسے آتی رہے، اور تا حدِ نگاہ اس کی قبر کو کشادہ کر دو! پھر ایک شخص عمدہ لباس پہنے آئے گا جس سے خوشبو کی لپٹیں آ رہی ہوں گی، وہ کہے گا: مبارک ہو! آج وہ دن ہے، جس دن کی تمھیں خوش خبری سنائی گئی تھی، بندہ کہے گا تو کون ہے؟ جو اس بشارت کو لے کر آیا ہے؟ وہ کہے گا میں تیرا نیک عمل ہوں، تو بندہ پکار اٹھے گا، اے پروردگار! قیامت برپا کر دے! اے پروردگار قیامت برپا کر دے! تاکہ میں اپنے اہل و مال کی طرف لوٹ جاؤں۔

امام ابن ابی الدنیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرفوعاً نقل کیا ہے:

إنّ المؤمن اذا احتُضِرَ، ورأى ما أعدَّ الله له، جعل يتهوّع نفسه، من الحرص على أن تخرج فهناك أحب لقاء الله وأحبَّ الله لقاءه وانّ الكافر اذا احتضر ورأى ما أُعدَّ له جعل يتبلّعُ نفسه، كراهية أن تخرج فهناك كره لقاء الله، وكره الله لقاءه.

ترجمہ: بے شک جب مومن کا آخری وقت آتا ہے اور وہ ان نعمتوں کو دیکھتا ہے جو اللہ نے اس کے لیے رکھی ہیں، تو وہ چاہتا ہے کہ اس کی روح جلد از جلد نکلے، تب وہ پسند کرتا ہے کہ اللہ سے ملے اور اللہ بھی چاہتا ہے کہ اس سے ملاقات کرے۔ اور جب کافر کا آخری وقت آتا ہے اور وہ اپنے انجام کی طرف دیکھتا ہے تو چاہتا ہے کہ اس کی جان بدن میں واپس لوٹ جائے کیونکہ وہ اس کے نکلنے کو ناپسند کرتا ہے، تب وہ اللہ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔

امام طبرانی، ابونعیم اور ابن منبہ، (رحمہم اللہ) یہ دونوں کتاب المعرفۃ، میں امام جعفر بن محمد سے اور وہ اپنے والد سے، اور وہ ابن الخزرجی سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: انھوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: جبکہ آپ ایک انصاری کے سرہانے بیٹھے ملک الموت کی طرف دیکھ رہے تھے، تو فرمایا:

يا ملك الموت ارفق بصاحبي فانه مؤمن. فقال ملك الموت: طب نفسا وقرّ عينا واعلم انى بكل مؤمن رفيق.

ترجمہ: اے ملک الموت ہمارے ساتھی کے ساتھ نرمی کر! کہ بے شک یہ مومن ہے، تو ملک الموت نے جواب دیا: اطمینان رکھیے! اور خوش رہیے! اور جان لیجیے کہ میں ہر مومن پر بہت مہربان ہوں۔

امام ابن ابی الدنیا، کعب الاحبار سے روایت کرتے ہیں:

أن ابراهيم عليه السلام قال لملك الموت: أرني الصورة التي تقبض بها المؤمن. فأراه ملك الموت من النور والبهاء والحسن. فقال: لو لم يرى المؤمن عند موته من قرة العين والكرامة الا صورتك هذه لكانت تكفيه.

ترجمہ: حضرت سیدنا ابراھیم علیہ السلام نے ملک الموت علیہ السلام سے کہا، مجھے اپنی وہ شکل دکھاؤ جس میں تم مومن کی روح قبض کرتے ہو، تو ملک الموت (عزرائیل) علیہ السلام نے انھیں وہ نورانی اور حسین وجمیل صورت دکھائی، تو ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: اگر مومن مرتے وقت راحت واکرام کا اور کوئی منظر نہ دیکھے تو اس کے لیے یہی کافی ہے۔

عبدالرحیم الارانی "کتاب الاخلاص" میں حضرت ضحاک علیہ الرحمہ سے نقل کرتے ہیں۔ فرمایا:

"اذا قبض روح العبد المؤمن عرج به الى السماء، فينطلق معه المقربون، ثم عرج به الى الثانى، ثم الى الثالث ثم الى الرابع، ثم الى الخامس، ثم الى السادس، ثم الى السابع حتى ينتهوا به الى سدرة المنتهى، فيقولون: ربنا عبدك فلان، وهو أعلم به، فيأتيه صك مختوم بأمانه من العذاب فذلك قوله تعالى: ﴿كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْأَبْرَارِ لَفِي عِلِّيِّينَ. وَمَا أَدْرَاكَ مَا عِلِّيُّونَ كِتَابٌ مَّرْقُومٌ يَشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُونَ﴾ (المطففين: ۲۱-۱۸)

ترجمہ: جب مومن کی روح قبض ہوتی ہے تو اسے آسمان کی طرف لے جایا جاتا ہے اور مقربین فرشتے اس کے ساتھ ہوتے ہیں، پھر اس کو دوسرے آسمان کی طرف لے جایا جاتا ہے، پھر تیسرے کی طرف پھر چوتھے کی طرف، پھر پانچویں کی طرف، پھر چھٹے کی طرف اور پھر ساتویں کی طرف، یہاں تک کہ وہ اسے لے کر سدرۃ المنتھی تک پہنچ جاتے ہیں، اور عرض کرتے ہیں: اے ہمارے پروردگار! یہ تیرا فلاں بندہ ہے، حالانکہ وہ اسے جانتا ہے۔ پھر عذاب سے نجات کا مہر شدہ پروانہ اس کے لیے لایا جاتا ہے، اس بارے میں ارشاد ربانی ہے: [ترجمہ: ہاں ہاں نیکوں کا نامۂ اعمال سب سے بلند مقام پر ہے، اور تم لوگ کیا جانو کہ علیین کیا ہے، وہ ایک مہر شدہ نوشتہ ہے، ملائکہ

مقربین جس کی زیارت کرتے ہیں۔(المطففین: ۲۱-۱۸)]

ابونعیم اور ابن منبہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انّ المؤمن اذا کان فی اقبال من الآخرة وادبار من الدنیا، نزل ملائکة من السماء کأنّ وجوھھم الشمس بکفنه وحنوطه من الجنة، فیقعدون حیث ینظر الیھم، فاذا خرجت روحه صلیٰ علیه کل ملك فی السماء والارض.

ترجمہ: بے شک مومن جب آخرت کی طرف روانہ ہوتا ہے اور دنیا سے کوچ کرتا ہے، تو آسمانوں سے فرشتے اس کے کفن اور عطریات کے ساتھ اترتے ہیں، گویا ان کے چہرے سورج کی طرح روشن ہیں، پھر وہ اس کے پاس بیٹھ جاتے ہیں اور وہ ان کی طرف دیکھ رہا ہوتا ہے، پھر جب اس کی روح پرواز کرتی ہے تو زمین وآسمان کا ہر فرشتہ اس کے لیے بخشش کی دعا مانگتا ہے۔

امام احمد، نسائی، ابن حبان، حاکم اور بیہقی (رحمھم اللہ) حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ان المؤمن اذا قبض أتته ملائكة الرحمة بحريرة بيضاء فتخرج كالطيب وأطيب من ريح المسك، حتى انه يناوله بعضهم بعضاً فيسمونه بأحسن الأسماء له حتى يأتوا به باب السماء فيقولون: ما هذه الريح التي جاءت من الارض؟ وكلما أتوا سماء قالوا مثل ذلك حتى يأتوا به ارواح المؤمنين، فلهم يكن لهم فرح أفرح من أحدهم عند لقيائه ولا قدم على أحد ما قدم عليهم، فيسألونه ما فعل فلان بن فلان؟ فيقولون: دعوه حتى يستريح فانه كان في غم الدنيا.

ترجمہ: بلاشبہ جب مومن کی روح قبض کی جاتی ہے تو رحمت کے فرشتے اس کے پاس سفید ریشمی لباس کیساتھ آتے ہیں پھر ایک ایسی خوشبو نکلتی ہے جو مشک و

کستوری سے بھی زیادہ معطر ہوتی ہے، یہاں تک کہ وہ اسے ایک دوسرے سے متعارف کرواتے ہیں، پھر وہ اسے اس کے بہترین القاب سے پکارتے ہیں، یہاں تک کہ اسے لے کر آسمان کے دروازے پر آتے ہیں، تو وہاں کے فرشتے پوچھتے ہیں: یہ زمین کی طرف سے کیسی خوشبو آرہی ہے؟ اور جوں جوں وہ اگلے آسمان کی طرف چڑھتے جاتے ہیں فرشتے ایسا ہی پوچھتے ہیں، یہاں تک کہ وہ مومنوں کی روحوں تک جا پہنچتے ہیں اور وہ سب اسے بے انتہا خوشی سے ملتے ہیں کہ ایسی خوشی انھیں کسی اور کے ملنے سے نہیں ہوئی ہوتی اور اس کا ایسا استقبال کرتے ہیں جیسا استقبال انھوں نے کسی اور کا نہیں کیا ہوتا، پھر اس سے لوگوں کا حال احوال پوچھتے ہیں کہ فلاں کیسا تھا اور فلاں کیسا تھا، تو فرشتے کہتے ہیں، اسے چھوڑ دو کہ یہ کچھ آرام کر لے، کیونکہ یقیناً یہ دنیا کی پریشانی سے نکل کر آیا ہے۔

حضرت براء، سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"ان المؤمن اذا احتضر أتته الملائكة بحريرة فيها مسك وعنبر وريحان فتسل روحه كما تسل الشعرة من العجين، ويقال: أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ اخرجي راضية مرضيا عليك، الى روح الله وكرامته فاذا خرجت روحه وضعت على ذلك المسك والريحان وطويت عليه الحريرة وذهب به الى عليين"۔

ترجمہ: مومن کے انتقال کے وقت فرشتے ریشمی کپڑا لے کر آتے ہیں جس میں مشک وعنبر اور جنتی پھولوں کی خوشبو بسی ہوتی ہے اور اس کی روح اس طرح نکالتے ہیں جیسے آٹے میں سے بال نکالا جاتا ہے۔ اور اسے کہا جاتا ہے: اے مطمئن جان! رضا و خوشی کے ساتھ باہر نکل، تجھ پر خدا کی رحمت اور بخشش ہے، پھر

جب وہ اس کی روح نکال لیتے ہیں تو مشک وریحان میں رکھ کر اس کو حریر میں لپیٹ دیتے ہیں اور علیین میں لے جاتے ہیں۔

وعن ابن عباس فی قوله تعالیٰ: {والسابحات سبحا}. قال: ارواح المؤمنين لما عاينت ملك الموت قال: اخرجي أيتها النفس المطمئنة الیٰ روح وريحان، وربٍ غير غضبان، سبحت سبح الغائص فی الماء فرحاً وشوقاً الی الجنّة {فَالسَّابِقَاتُ سَبْقًا} (النازعات :۴) یعنی تمشي الی كرامة الله عزّ وجلّ.

ترجمہ: امام الجونی اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے آیت کریمہ: والسَّابِحَاتُ سَبْحاً (النازعات :۳) کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں: انھوں نے فرمایا: جب مومنوں کی ارواح کو ملک الموت علیہ السلام دیکھتے ہیں، تو وہ کہتے ہیں: اے نفس مطمئنہ! مشک وریحان کی طرف چل! اس حال میں کہ تیرا رب تجھ سے ناراض نہیں ہے، تو جنت کے شوق اور خوشی میں ایسے تیرتی ہوئی چل جیسے کوئی تیراک پانی میں تیرتا جاتا ہے۔ (فَالسَّابِقَاتُ سَبْقًا) یعنی اللہ تعالیٰ کے انعام واکرام کی طرف روانہ ہو۔

ھناد بن سری "کتاب الزھد" میں طبرانی "الکبیر" میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ

جب اللہ تعالیٰ بندوں کو موت دیتا ہے تو دو فرشتوں کو جنتی لباس اور جنتی خوشبو کے ساتھ بھیجتا ہے وہ دونوں کہتے ہیں: اے نفس مطمئنہ! اروح وریحان اور خدا کی رضامندی کی طرف آ۔ کیا خوب ہے جو نکلتی ہے گویا کہ پاکیزہ خوشبو مشک کی مانند نکلی ہے جسے ہر اک سونگھنے کی کوشش کرے۔ پھر وہ فرشتوں کی آسمانی جماعت میں لے جائیں گے۔ وہ کہیں گے سبحان اللہ زمین سے کیسی پاکیزہ

روح آج آئی ہے پھر آسمان کے سارے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور ہر فرشتہ اس پر رحمت کی دعا کرتا ہوا مشایعت کرے گا یہاں تک کہ اسے اپنے رب کے حضور لائیں گے اور اس کے حضور سجدہ کرکے عرض کریں گے: اے رب! یہ تیرا فلاں بندہ ہے جس کی روح قبض کرکے لائے ہیں اور تو اسے خوب جانتا ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اسے سجدہ کرنے دو، پھر نسمہ یعنی روح سجدہ کرے گی۔ پھر حضرت میکائیل علیہ السلام کو بلایا جائے گا ان سے کہا جائے گا اس روح کو مومنوں کی ارواح کے ساتھ رکھو، اس وقت تک جب تک کہ میں تم سے قیامت کے دن اس کے بارے میں دریافت کروں۔ پھر قبر کو حکم ہوگا وہ اس کے لیے ستر گز لمبی اور اتنی ہی چوڑی کشادہ ہو جائے گی، اس کے نیچے حریر کا فرش ہوگا، اگر اس کے ساتھ تلاوت قرآن کا حصہ ہے، تو قرآن اس کا نور ہو جائے گا ورنہ اس کے لیے آفتاب کی مانند روشنی کر دی جائے گی۔ پھر جنت کی طرف ایک کھڑکی کھولی جائے گی۔ وہ صبح و شام جنت میں اپنے مسکن کو دیکھتا رہے گا۔

اور سعید ابن منصور اپنی سنن میں اور ابن ابی الدنیا حضرت حسن سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا:

جب مومن کے مرنے کا وقت آتا ہے تو پانچ سو فرشتے اس کے پاس آتے ہیں اس کی روح کو قبض کرتے ہیں، پھر وہ آسمانی دنیا کی طرف لے جاتے ہیں وہاں گزشتہ مسلمانوں کی روحیں اس سے ملاقات کرتی ہیں، وہ ارادہ کریں گی کہ اس سے دنیا کی خبریں دریافت کریں تو فرشتے کہیں گے: اس پر نرمی کرو، کیونکہ یہ ابھی سخت تکلیف کی جگہ سے نکل کر آیا ہے۔ کچھ عرصہ بعد اس سے خبریں دریافت کریں گے یہاں تک کہ اس سے اپنے بھائی اور ہمنشین کے

بارے میں بھی پوچھیں گے تو وہ کہے گا وہ ویسے ہی ہیں جیسے تم نے اسے چھوڑا ہے۔

اور ابوداؤد طیالسی اپنی مسند میں، اور ابن ابی شیبہ، اور امام بیہقی حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ فرمایا:

مسلمان کی روح اس شان سے نکلے گی کہ وہ مشک سے زیادہ پاکیزہ خوشبودار ہوگی۔ پھر اسے فرشتے آسمان پر لے جائیں گے، وہاں بقیہ آسمانی فرشتے پوچھیں گے: یہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ فرشتے جواب دیں گے کہ یہ فلاں بن فلاں بندہ ہے اور اس کے اعمال حسنہ کا تذکرہ کریں گے۔ اس پر وہ کہیں گے کہ تمہیں اور جو تمہارے ساتھ ہے اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ پھر وہ دروازہ کھول دیا جائے گا جہاں اس کے عمل ہیں، اس سے اس کا چہرہ روشن ہو جائے گا اس کے بعد رب کے حضور لایا جائے گا اور اس کا چہرہ آفتاب کی مانند روشن ہوگا۔

اور ابن ابی الدنیا ضحاک سے بحتِ آیت کریمہ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ (یعنی پنڈلی سے پنڈلی ملائی جائے گی) نقل کرتے ہیں کہ فرمایا:

لوگ اس کے بدن کی تجہیز کریں گے اور فرشتے اس کی روح کی تجہیز کریں گے۔

اور ابن ابی شیبہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

مسلمان کی روح بشارتوں کے دیکھنے کے بعد قبض ہوتی ہے پھر جب اس کی روح قبض ہوتی ہے تو وہ ندا کرتا ہے اور اس ندا کو جن وانس کے سوا، جہاں میں ہر چھوٹا بڑا جاندار سنتا ہے وہ کہتا ہے: ''مجھے ارحم الراحمین کے حضور جلدی سے لے جاؤ۔'' پھر جب اسے تخت پر رکھتے ہیں تو کہتا ہے ''کیوں دیر کرتے

ہو چلتے کیوں نہیں۔'' پھر جب اسے قبر میں رکھ دیتے ہیں تو اسے بٹھایا جاتا ہے اور اسے جنت میں اس کا مسکن اور جو حق تعالیٰ نے اس کے لیے وعدہ فرمایا ہے دکھایا جاتا ہے اور اس کی قبر کو خوشبو، پھول اور مشک سے بھر دیا جائے گا اس وقت وہ کہے گا: اے میرے رب! مجھے آگے جانے دے تو اس سے کہا جائے گا: تمہارے بھائی اور بہنیں ابھی نہیں پہنچیں ہیں اب تم پر سکون نیند سو جاؤ۔

اور ابن جریر و ابن المنذر اپنی تفسیروں میں حضرت ابن جریج سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

جب مومن فرشتوں کو دیکھے گا تو فرشتے کہیں گے: کیا تم دنیا میں جانا چاہتے ہو؟ وہ کہے گا میں غم و خوف کی دنیا میں جانا نہیں چاہتا، مجھے رب تبارک وتعالیٰ کے حضور لے جاؤ۔

اور المروزی باب الجنائز میں حضرت حسن ابن علی رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ فرمایا:

مومن کی روح خوشبودار پھولوں کی مانند نکلے گی اس کے بعد یہ آیت تلاوت فرمائی:

فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ ۝

(ترجمہ: پھر وہ مرنے والا اگر مقربوں میں سے ہے تو راحت ہے اور پھول اور چین کے باغ۔)

اور ابن جریج و ابن حاتم حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کے تحت نقل کرتے ہیں:

رَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ سے مراد روح اور خوشبودار پھول ہیں جو مومن کو مرنے کے

وقت باہم ملتے ہیں۔

اور ابن ابی الدنیا سیدنا بکر بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا:

جب ملک الموت کو مومن کی روح قبض کرنے کا حکم ہوگا تو وہ جنتی پھول لے کر آئے گا اور پھر کہا جائے گا: اس پھول میں اس کی روح کو رکھو۔

اور ابن ابی الدنیا، حضرت ابوعمران البحونی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا:

مجھے حدیث پہنچی ہے مومن جب مرتا ہے تو جنتی پھولوں کا گلدستہ لایا جاتا ہے پھر اس میں اس کی روح کو رکھا جاتا ہے۔

اور ابن ابی الدنیا، مجاہد سے روایت کرتے ہیں:

مومن کی روح کو جنتی حریر کے کپڑے میں لپیٹا جاتا ہے۔

اور ابن جریر و ابن حاتم ابوالعالیہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا:

ہر مقرب بندہ جب دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو جنتی پھولوں کی ٹہنی لائی جاتی ہے اور وہ اسے سونگھتا ہے، اسی حال میں اس کی روح قبض کر لی جاتی ہے۔

ابن منبہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مومن کو اس کی قبر میں سب سے پہلے بشارت میں کہا جاتا ہے کہ اللہ کی تمہیں خوشنودی اور جنت کی تمہیں خوشخبری ہو، اور تمہارا آنا مبارک ہو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کو جو تجھے قبر تک پہنچانے آیا ہے، بخشدیا ہے اور جو تیرے ساتھ موجود ہے اس کی تصدیق فرماتا، اور جو تیری مغفرت مانگے اسے قبول فرماتا ہے۔

اور ابن سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا:

جب اللہ تعالیٰ کسی مومن کی روح قبض کرانے کا ارادہ فرماتا ہے تو ملک الموت کو وحی فرماتا ہے کہ فلاں بندے سے میرا اسلام کہو۔ پھر جب ملک الموت اس کی روح قبض کر لیتا ہے تو کہتا ہے: تیرا رب تجھ پر السلام علیکم فرماتا ہے۔

اور ابن ابی شیبہ و حاکم اور امام بیہقی نے "شعب الایمان" میں اس کی تصحیح کرتے ہوئے، اور ابن مندہ نے محمد قرضی سے روایت کی ہے:

جب بندہ مومن کی جان قبض کر لی جاتی ہے لوٹ کر ملک الموت کہتا ہے: اے اللہ کے ولی السلام علیک اللہ تعالیٰ عزوجل بھی تم پر سلام بھیجتا ہے۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

اَلَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ

ترجمہ: وہ کہ فرشتے ان کی جان نکالتے ہیں ستھرے پن میں یہ کہتے ہوئے کہ سلامتی ہو تم پر......

ابونعیم "حلیۃ الاولیاء" میں مجاہد سے نقل کرتے ہیں کہ فرمایا:

بندہ مومن کو اپنے نیکوکار فرزند کی بشارت ہو، تاکہ اس کے بعد اس کی آنکھوں کو وہ ٹھنڈا رکھے۔

اور ابن ابی شیبہ اور ابن مندہ ضحاک سے بتحت آیت کریمہ

لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

انہیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔

فرمایا:

معلوم ہے وہ بشارت کس وقت ہے؟ وہ موت سے پہلے ہے۔

اور امام بیہقی مجاہد سے بہ تحت آیت کریمہ

رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ (پ24،ع18)

ترجمہ: ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور خوش ہو اس جنت پر جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔

نقل کرتے ہیں کہ فرمایا:

یہ موت کے وقت ہے اور ابن ابی حاتم مجاہد سے آیت مذکورہ کے تحت نقل کرتے ہیں کہ لَا تَخَافُوْا کا مطلب یہ ہے کہ تم پر موت کے بعد جو گزرے اس سے نہ ڈرو، اور نہ امر آخرت کا خوف کرو، وَلَا تَحْزَنُوْا (فصلت:۳۰) یعنی جو دنیا میں اہل وعیال اور قرض وغیرہ چھوڑ رہے ہو اس کا بھی غم نہ کرو، کیونکہ ہم ان سب کے کفیل ہیں۔

اور ابن ابی حاتم زید بن اسلم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

مومن کو موت کے وقت کہا جائے گا کہ آنے والی جگہ کا خوف نہ کرو۔ اور اسے تسلی دی جائے گی تو اس کا خوف جاتا رہے گا۔ (پھر کہا جائے گا) دنیا اور اہل دنیا کے معاملہ میں غم نہ کرو، تمہیں جنت کی بشارت ہو، پھر وہ وفات پا جائے گا اور اللہ اس کی آنکھوں کو ٹھنڈا کرے گا یعنی راحت پہنچائے گا۔

اور ابن ابی حاتم حضرت حسن سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے آیت کریمہ

يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝

ترجمہ: اے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف رجوع ہو یوں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔

کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا:

اللہ تعالیٰ جب اپنے بندہ مومن کی روح قبض کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو نفس کو اللہ کی طرف مطمئن فرماتا ہے اور وہ نفس اس سے مطمئن ہو جاتا ہے۔

اور امام بیہقی نے "المشیخۃ البغدادیہ" میں فرمایا کہ میں نے ابوسعید اور حسن بن علی واعظ کو کہتے سنا ہے کہ میں نے محمد بن حسن کو کہتے سنا کہ میرے والد کہتے تھے کہ میں نے بعض کتابوں میں دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملک الموت کی ہتھیلی پر نورانی خط سے بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ظاہر فرمائے گا، پھر وہ حکم فرمائے گا کہ عارف کی وفات کے وقت اس ہتھیلی کو سامنے کرے، وہ عارف اسے پڑھے گا، جب اس کی نظر اس پر پڑے گی تو عارف کی روح اس کی طرف پہنچنے میں جلدی کرے گی یہاں تک کہ پلک جھپکنے میں روح نکل آئے گی۔

اور "الفردوس" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ جب ان مسلمانوں کی روحیں قبض کرنے کا حکم ملک الموت کو دے گا جن پر گناہوں کی بدولت جہنم واجب ہو چکی ہے تو فرمائے گا کہ انہیں سزا بھگتنے کے بعد جنت کی بشارت دے دو لہٰذا یہ سزا اتنی ہی ہوگی جتنی ان کے عمل کے لائق ہے۔ اتنی دیر وہ جہنم میں رہیں گے۔

میت سے ارواح کی ملاقات اور اس سے استفسارات

طبرانی نے "اوسط" میں بروایت حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جب مومن کی روح قبض ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت والے بندے اس سے ملاقات کرتے ہیں جس طرح دنیا والے اچھی خبر لانے والے سے ملاقات کرتے ہیں۔ فرشتے کہیں گے دیکھو! اپنے بھائی کو آرام لینے دو، کیونکہ وہ ابھی شدید تکلیف سے آیا ہے پھر کچھ عرصہ بعد وہ ارواح پوچھیں گی،

فلاں کا کیا حال ہے اور فلاں عورت نے نکاح کیا ہے؟ وغیرہ۔

اور امام بزار بسند صحیح سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

جب موت آتی ہے تو بندہ کو اٹھایا جاتا ہے اور وہ معائنہ کرتا ہے جو معائنہ کرنا ہوتا ہے تو وہ پسند کرتا ہے کہ کاش میری روح نکل جائے، اور اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو محبوب رکھتا ہے چنانچہ بندہ کی روح کو آسمان پر لے جاتا ہے، وہاں مسلمانوں کی روحیں آتی ہیں اور اس سے دنیا میں جان پہچان والوں کی خبریں پوچھتی ہیں۔

اور امام احمد، عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

مسلمانوں کی روحیں ایک دن کی مسافت تک باہم ملاقات کرتی ہیں، حالانکہ ان میں سے کوئی ایک دوسرے کو پہلے سے نہ جانتے تھے۔

اور ابن ابی الدنیا ابن لبیبہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا کہ جب بشر ابن براء بن معروف کا انتقال ہوا تو ان کا غم ان کی والدہ پر نہایت شدید ہوا تو انہوں نے حضور سے عرض کیا:

یارسول اللہ! بنی سلمہ کا مرنے والا کوئی مرے تو کیا وہ مردے کو پہچانتا ہے؟ اگر پہچانتا ہے تو میں بشر کی طرف سلام کہلواؤں۔ حضور نے فرمایا: ہاں! قسم اس ذات کی جسکے دست قدرت میں میری جان ہے، تمام روحیں ایک دوسرے کو پہچانتی ہیں جس طرح درختوں پر پرندے پہچانتے ہیں۔ اس کے بعد وہ بنی سلمہ کے ہر مرنے والے فرد کے پاس آتیں اور کہتیں: اے فلاح! تجھ پر سلام ہو، وہ جواب دیتا: وعلیک السلام، پھر وہ کہتیں: بشر سے بھی سلام کہنا۔

اور ابن ابی الدنیا حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا:

جب مسلمان مرجاتا ہے تو اس کی اولاد اس کا استقبال کرتی ہے جس طرح غائب کا استقبال ہوتا ہے۔

اور ابن ابی الدنیا ثابت البنانی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا:

ہمیں حدیث پہنچی ہے کہ جب مسلمان مرجاتا ہے تو آگے جانیوالے اس کے تمام عزیز و اقارب اسے گھیر لیتے ہیں اور وہ اس سے خوش ہوتے ہیں اور وہ ان سے خوش ہوتا ہے، جس طرح کوئی مسافر اپنے گھر میں واپس آتا ہے۔

غسل دینے والے اور تجہیز کرنے والے کو مردے کا پہچاننا

امام احمد و طبرانی ''اوسط'' میں اور ابن ابی الدنیا و ابن مندہ، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مردہ پہچانتا ہے کہ کون اسے غسل دے رہا ہے اور کون اسے اٹھا رہا ہے اور کون اسے کفن پہنا رہا ہے اور کون اسے قبر میں اتار رہا ہے۔

اور ابو نعیم ''حلیہ'' میں حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا:

ہر مرنے والے کی روح فرشتے کے ہاتھ میں ہوتی ہے وہ اپنے جسم کو دیکھتی ہوتی ہے کہ کس طرح غسل دیا جارہا ہے اور کس طرح کفن پہنایا جارہا ہے اور کس طرح کیجایا جارہا ہے اور وہ ابھی تخت پر ہوتا ہے کہ اس سے کہا جاتا ہے سن کہ لوگ تیری کیسی تعریف کررہے ہیں۔

اور ابن ابی الدنیا سفیان سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا:

مردہ ہر ایک کو پہچانتا ہے یہاں تک کہ وہ نہلانے والے سے کہتا ہے مجھ پر زور آزمائی نہ کر۔ ابھی وہ تخت پر ہوتا ہے کہ اس سے کہا جاتا ہے لوگوں کی زبان سے اپنی تعریف سن۔

اور ابن ابی الدنیا بکر المزنی سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے حدیث بیان کی گئی:

مردہ قبرستان پہنچانے میں جلدی کرنے سے خوش ہوتا ہے۔

اور سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا:

مردہ کے اہل وعیال کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اسے جلد تر دفن کریں۔

مردہ پر آسمان وزمین کا رونا

امام ترمذی، ابویعلیٰ اور ابن ابی الدنیا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ہر انسان کے لیے آسمانی دو دروازے ہوتے ہیں ایک دروازہ جس سے اس کے عمل اوپر چڑھتے ہیں اور دوسرا دروازہ جس سے اس کا رزق اترتا ہے۔ پھر جب بندہ مومن مرجاتا ہے تو وہ دونوں دروازے اس پر روتے ہیں۔

اور ابن ابی الدنیا سیدنا ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا:

جب مومن مرجاتا ہے تو زمین میں سجدہ گاہ اور آسمان میں اس کے عمل چڑھنے کا مقام روتا ہے۔

اور ابونعیم عطاء خراسانی سے روایت کرتے ہیں کہ زمین کا وہ ٹکڑا جس پر

مسلمان بندہ سجدہ کرتا ہے قیامت کے دن اس کی گواہی دے گا اور مرنے کے دن اس پر روئے گا۔

اور ابن عدی ''الکامل'' میں اور ابن مغدہ وابن عساکر اپنی تاریخ میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جب بندہ مومن مرتا ہے تو قبرستان کی زمین اس کے مرنے سے خوش ہوجاتی ہے اور ہر ٹکڑا یہی خواہش کرتا ہے کہ اسے یہاں دفن کیا جائے۔

قبر کا مومن کو پیار سے دبانا

امام بیہقی اور ابن مغدہ سیدنا سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سیدتنا عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے منکر ونکیر اور قبر کے دبانے کے بارے میں آپ نے جب سے فرمایا ہے مجھے کوئی چیز اچھی معلوم نہیں ہوتی۔ فرمایا: اے عائشہ! مسلمانوں کے کانوں میں منکر نکیر کی آواز ایسے پڑے گی جیسے آنکھ میں سرمہ، اور مومن کو قبر ایسے دبائے گی جیسے مہربان شفیقہ ماں! جبکہ اس کا بیٹا اس سے دردِ سر کی شکایت کرتا ہے تو وہ اس کے سر کو نرمی سے دباتی ہے لیکن اے عائشہ! ان لوگوں کے لیے خرابی ہے جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں شک کرتے ہیں ان کو ان کی قبر ایسے دبائے گی جیسے انڈے پر پتھر مارا جائے۔

اور ابن ابی الدنیا محمد تیمی سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا:

قبر کے دبانے کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کی اصل یہ ہے کہ زمین چونکہ بمنزلہ ماں کے ہے، کیونکہ اس سے انسان کی تخلیق ہے چونکہ وہ طویل

عرصہ تک اس سے غائب رہا اب جبکہ اس کی یہ (عنصری) اولاد اس کی طرف لوٹتی ہے تو وہ انہیں اس طرح دباتی ہے جس طرح شفیقہ ماں اپنی اس اولاد کو سینہ سے چپٹاتی ہے جو عرصہ تک اس سے غائب اور دور رہا ہو اور اب آیا ہو لہٰذا جو اللہ کا فرمانبردار یعنی مسلمان ہے تو زمین اسے نرمی ومحبت سے دباتی ہے اور جو نافرمان یعنی کافر ہے تو اسے سختی سے دباتی اور اس پر ناراضگی اور غضب کا اظہار کرتی ہے۔

قبر کا مومن کو مرحبا کہنا

امام ترمذی سند حسن کے ساتھ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

بندہ مومن کو جب قبر میں دفن کر دیتے ہیں تو قبر اس سے کہتی ہے: مَرْحَبًا وَّ اَهْلًا اگر چہ تو میری پشت پر چلتا تھا اور میں تجھے محبوب رکھتی تھی لیکن آج تو میری پناہ اور دامن میں آیا ہے اور میری طرف رجوع ہوا ہے اب تو دیکھ لے گا میں کیا کرتی ہوں۔ اس کے بعد وہ حدِ نگاہ تک کشادہ ہو جائے گی اور جنت کی کھڑکی اس کے لیے کھول دی جائے گی۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ قبر جنت کے باغوں کی ایک کیاری ہے یا جہنم کے گڑھوں کا ایک گڑھا۔

منکر ونکیر کے سوال کے وقت مومن کا خوشخبریاں پانا

امام بخاری ومسلم بطریق قتادہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بندہ کو جب قبر میں دفن کر دیتے ہیں اور اس کے ساتھی واپس لوٹتے ہیں تو وہ ان کی جوتیوں کی آواز سنتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ اس وقت دو فرشتے آتے ہیں اور اسے بٹھا کر کہتے ہیں: مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ یعنی تو اس شخص (رسول اللہ ﷺ) کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا؟ اب اگر وہ مسلمان ہے تو کہتا ہے کہ یہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ پھر وہ دونوں فرشتے کہتے ہیں: دیکھ (اگر تو یہ جواب نہ دیتا تو) تیرا ٹھکانہ جہنم تھا، اب اللہ تعالیٰ نے اسے تیرے لیے جنہم سے بدل دیا ہے پھر وہ دونوں کو دکھائیں گے۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ہم سے یہ بھی بیان فرمایا کہ پھر اس کے لیے قبر کو ستر گز کشادہ کر دیا جائے گا جس پر بستر ہوگا۔

امام احمد و ابوداؤد سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کی مثال بیان کر کے اتنا مزید بیان کرتے ہیں:

''پھر کہا جائے گا کہ مجھے چھوڑ دو، تا کہ میں اپنے گھر والوں کو اس کی بشارت دے دوں، کہا جائے گا: ابھی صبر کرو۔''

امام ترمذی، بسند حسن، اور امام بیہقی و ابن ابی الدنیا سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب مردہ قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو سرخ و سیاہ (چتکبرے) رنگ کے دو فرشتے آتے ہیں، ایک کو منکر دوسرے کو نکیر کہا جاتا ہے وہ دونوں کہیں گے: تم اس شخص کے بارے میں کیا کہا کرتے تھے؟ وہ کہے گا: یہ اللہ کے بندے اور اللہ کے رسول ہیں اور میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد مصطفی ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ وہ فرشتے کہیں

گے ہم جانتے تھے کہ تو یہ ہی کہے گا پھر اس کی قبر ستر گز لمبی اور ستر گز چوڑی کر دی جائے گی۔ پھر خوشخبریاں سنائی جائیں گی اس وقت وہ کہے گا مجھے چھوڑ دو تا کہ میں گھر والوں کو اس کی خبر دیدوں، پھر فرشتے کہیں گے: اس دلہن کی مانند سو جا جسے اس کا محبوب ہی جگاتا ہے یہاں تک کہ حق تعالیٰ اسے اس جگہ سے اٹھائے۔

اور ابن ابی شیبہ وطبرانی ''اوسط'' میں ابن حبان اپنی صحیح میں اور امام بیہقی حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ میں اسی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جب مردہ کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو ساتھیوں کے جوتوں کی آواز سنتا ہے جبکہ وہ اس کے پاس سے لوٹتے ہیں اب اگر وہ مسلمان ہے تو نماز اس کے سرہانے، زکوٰۃ اس کے داہنے، روزہ اس کے بائیں، اعمال حسنہ ونیکیاں اور لوگوں کے ساتھ کئے گئے احسانات اس کے سامنے پاؤں کی جانب آتے ہیں پھر سرہانے کی جانب آنے والا کہتا ہے کہ میں نماز ہوں میری جانب سے کوئی تکلیف نہیں ہو سکتی اور داہنی جانب آنے والا کہتا ہے میں زکوٰۃ ہوں میری جانب سے کوئی رنج نہیں گزر سکتا اور بائیں جانب آنے والا کہتا ہے: میں روزہ ہوں میری سمت سے آنے والا عذاب راہ نہیں پا سکتا، اور پاؤں کی جانب سے سامنے آنے والا کہتا ہے میں اعمال حسنہ نیکیاں اور احسانات ہوں میرے سامنے سے کوئی سختی نہیں گزر سکتی۔ پھر اس سے کہا جائے گا: بیٹھ جا، وہ بیٹھ جائے گا اور ایک چمکتا روشن آفتاب وہاں ہوگا وہ وقت ایسا معلوم ہوگا کہ غروب آفتاب کا وقت ہے، اس سے کہا جائے گا: ہمارے سوالوں کا جواب دے وہ کہے گا مجھے

چھوڑو، پہلے میں نماز عصر ادا کرلوں (کیونکہ آفتاب غروب ہوتا نظر آرہا ہے) فرشتے کہیں گے تجھے مشغول کردیا گیا ہے پہلے ہمارے سوالوں کا جواب دے وہ کہے گا پوچھو: کیا تمہارا سوال ہے۔ تب اس سے کہا جائے گا "تم اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو جو تم میں مبعوث ہوا ہے؟" وہ کہے گا: میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ اللہ کے رسول ہیں یہ ہمارے پاس خدا کی طرف سے بینات و دلائل لائے۔ ہم نے ان کی تصدیق کی اور ان کی پیروی کی۔ پھر کہا جائے گا: تم سچ کہتے ہو تم اسی پر زندہ رہے اور اسی پر تمہارا انتقال ہوا اور اسی پر ان شاء اللہ تعالیٰ تم محفوظ لوگوں کے ساتھ اٹھائے جاؤ گے۔ اور حد نگاہ تک اس کی قبر کو کشادہ کردیا جائے گا۔ کہا جائے گا پہلے جہنم کی کھڑکی کھولو، پھر وہ کھول کر کہیں گے کہ یہ تمہارا ٹھکانا تھا۔ اگر تم خدا کی نافرمانی کرتے، پھر رشک و مسرت اور زیادہ بڑھے گی۔ اس کے بعد جسم کو اس کی اصل یعنی مٹی کی طرف لوٹا دیا جائے گا۔ اور اس کی روح سبز پرندے کی شکل میں خوشبودار ہوا میں اڑ کر جنت کے درخت پر بیٹھ جائے گی۔

اور ابن ابی الدنیا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: جب مردہ کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو اس کے خلوص والے اعمال آکر اسے گھیر لیتے ہیں پس جو اس کے سرہانے کی جانب آتا ہے وہ قرأتِ قرآن ہے اور جو پاؤں کی جانب آتا ہے وہ رات کے نوافل میں قیام ہے، اور جو اس کے داہنے بائیں جانب سے آتے ہیں وہ کہتے ہیں ہم تیرے وہ دونوں ہاتھ ہیں کہ خدا کی قسم! جب تم انہیں دعا و صدقے کے لیے پھیلاتے تھے آج تمہارے لیے کوئی خطرہ نہیں اور جو اس کے سامنے سے آتا ہے وہ اس کا ذکر و روزہ ہے اور اسی طرح نماز ہے فرمایا اور صبر ایک گوشہ سے کہتا ہے اگر تمہیں

خلل معلوم ہو تو میں تمہارا ہمنشین ہوں اور اعمال صالحہ اس سے وحشت کو دور کریں گے جس طرح آدمی سے اس کے بھائی، دوست، گھر والے اور اولاد وحشت کو دور کرتے ہے اس وقت اس سے کہا جائے گا اللہ تعالیٰ تمہارے مسکن میں برکت عطا فرمائے اور تمہاری حالت کو بہترین بنائے، کتنے اچھے تمہارے دوست واحباب ہیں۔

اور امام احمد بروایت اسماء رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں:

جب انسان اپنی قبر میں داخل ہوتا ہے تو اگر وہ مسلمان ہے تو اسے نماز روزے کے اعمال گھیر لیتے ہیں پھر اگر عذاب کا فرشتہ نماز کی جانب سے آتا ہے تو وہ اسے لوٹا دیتی ہے اور اگر روزے کی جانب سے آتا ہے تو وہ اسے روک دیتے ہیں اس کے بعد منکر ونکیر آکر کہتے ہیں بیٹھ جاؤ۔ پھر وہ بیٹھ جاتا ہے وہ سوال کرتے ہیں کہ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو، جس کا اسم گرامی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے؟ وہ جواب دیتا ہے کہ "میں شہادت دیتا ہوں کہ یہ اللہ کے رسول ہیں۔" وہ کہیں گے یہ تمہیں کس سے معلوم ہوا؟ وہ کہے گا کہ "میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تعلیم دی۔" پھر کہیں گے بے شک تم اس پر زندہ رہے اور اسی پر مرے اور اسی پر تم اٹھائے جاؤ گے۔

اہل سنت کے معاون فرشتے

اور حافظ ابوالقاسم لالکائی "السنۃ" میں بروایت بحر بن نصر صائغ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا:

میرے والد نماز جنازہ پڑھنے کے بہت حریص تھے۔ ایک دن انہوں نے بتایا کہ اے فرزند! ایک مرتبہ میں ایک جنازے میں شریک تھا جب لوگ لے جا کر دفن کرنے لگے تو اسے قبر میں دو شخصوں نے اتارا تو ایک تو نکل آیا، دوسرا رہ گیا۔ لوگوں نے قبر میں مٹی ڈالنی شروع کر دی۔ اس پر میں نے کہا: اے لوگو! مردہ کے ساتھ زندہ کو بھی دفن کر رہے ہو؟ لوگوں نے پوچھا: کیا کوئی یہاں ہے؟ میں نے کہا شاید کہ نکل گیا ہو، کیونکہ میں نے دو کو داخل ہوتے اور ایک کو نکلتے دیکھا ہے اس کے بعد میں برابر بے چین رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسے منکشف فرما دیا جو میں نے دیکھا۔ میں نے قبر کے پاس آ کر دس مرتبہ سورۃ یٰسین اور سورۃ تبارک الملک پڑھی، اور رو کر بارگاہ حق میں دعا کی کہ اے رب! جو میں نے دیکھا ہے اسے مجھ پر واضح فرما دے، کیونکہ میں اپنی عقل و ذہانت پر خوف زدہ ہوں۔

اس وقت ایک قبر پھٹی اور ایک شخص نکل کر میرے سامنے جانے لگا، اس سے کہا کہ اے شخص تجھے اپنے معبود کی قسم ہے میرے سوال کا جواب دیتا جا۔ مگر اس نے میری طرف التفات نہ کیا پھر میں نے اس سے دوبارہ سہ بارہ کہا تو وہ میری طرف متوجہ ہوا اس نے کہا: ''تم نصر صائغ ہو''؟ میں نے کہا: ہاں! اس نے کہا تم نے مجھے پہچانا میں کون ہوں؟ میں نے کہا: نہیں۔ اس نے کہا: ہم ملائکہ یعنی رحمت کے دو فرشتے ہیں جنہیں اہل سنت پر مقرر کیا گیا ہے جب لوگ مردہ کو قبر میں اتارتے ہیں تو ہم بھی اتر جاتے ہیں تاکہ ہم مردہ کو تلقین کریں اس کے بعد وہ روپوش ہو گیا۔

حکایت

امام یافعی ”روض الریاحین“ میں حضرت شقیق بلخی سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

ہم نے قبر کی روشنی کی دعا مانگی تو اسے ہم نے رات کی نفلی نمازوں میں پایا اور منکر و نکیر کے جواب کی دعا مانگی، تو اسے ہم نے قرأت قرآن میں پایا اور پل صراط پر گزرنے کی دعا مانگی تو اسے ہم نے روزے اور صدقات میں پایا اور ہم نے یوم حساب سایہ کی دعا مانگی تو اسے ہم نے گوشہ نشینی میں پایا۔

اور امام ترمذی نے بسند حسن اور امام بیہقی نے بروایت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نقل کیا کہ فرمایا:

ہر وہ مسلمان مرد یا عورت جو جمعہ کی رات یا دن میں مرے، اس سے عذاب قبر اور فتنہ قبر دور کر دیا جاتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہوتا ہے اور بروز قیامت اس حال میں اٹھے گا کہ اس کے ساتھ گواہ ہوں گے جو اس کی گواہی دیں گے۔

اور احادیث کریمہ اور نصوص علماء میں سوال قبر پر ایک جماعت کا استثناء وارد ہے اس جماعت مستثنیٰ میں سے شہدا، صدیقین، مجاہدین، صلحاء اور ایک قول کے مطابق خوردسال بچے بھی ہیں۔

مومن کو قبر میں تکلیف کا بیان

امام بیہقی، ابن ابی الدنیا بروایت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قبر جنت کے باغوں کی ایک کیاری ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔ امام ترمذی نے اسی حدیث کی مثل حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا اور طبرانی نے ''اوسط'' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثال نقل کیا۔

اور امام احمد و نسائی اور ابن ماجہ نے بروایت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جب انسان اپنی پیدائش کے مقام کے سوا میں مرتا ہے تو اس سے اس کی پیدائش اور مرنے کے مقام کے درمیانی فاصل کو کشادہ کر دیا جاتا ہے۔

اور ابن مندہ بروایت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ بندے پر بہت زیادہ رحم فرماتا ہے جبکہ اسے قبر میں دفن کیا جاتا ہے۔

اور دیلمی نقل کرتے ہیں کہ مردہ کے لیے اس کی قبر اس کے گھر والوں تک کشادہ کر دی جاتی ہے۔

اور ابن مندہ بروایت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں:

مومن کی قبر سبزہ زار باغیچہ ہے، اور مسرت کے ساتھ اس کی قبر ستر گز کشادہ ہو جاتی ہے، اور اس کی قبر چودھویں رات کی روشنی کی مانند منور ہو جاتی ہے۔

اور دیلمی بروایت سیدنا انس رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ بندے کے ساتھ بہت کچھ کرم فرمائے گا جبکہ اسے قبر میں رکھ دیا جائے۔

اور دیلمی "الفردوس" میں بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جب کوئی عالم وفات پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے علم کو اس کی قبر میں ایک صورت بنا کر بھیجتا ہے، پھر وہ قیامت تک اس سے الفت ومحبت رکھتا ہے اور اس سے حشرات الارض (سانپ بچھو وغیرہ موذی جانوروں) کو دور رکھتا ہے۔

اور امام احمد "الزھد" میں روایت کرتے ہیں:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ تم بھلائی کی تعلیم دو اور لوگوں کو علم سکھاؤ کیونکہ میں علم کو سکھانے والے اور علم سیکھنے والے دونوں کی قبروں کو منور کروں گا یہاں تک کہ وہ اس جگہ وحشت میں نہ رہیں گے...... اور ابن مندہ ابن کامل سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جو اذیت رساں چیزوں کو لوگوں کی راہ سے ہٹاتا ہے اس کے لیے اللہ تعالیٰ کا ذمہ کرم ہے کہ اسے عذاب قبر سے محفوظ رکھے۔

حکایت

امام یافعی "روض الریاحین" میں ایک بزرگ ولی کی حکایت نقل کرتے ہیں۔ انہوں نے مزید فرمایا:

میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھے اہل مقابر کے مقامات کو دکھا دے۔ چنانچہ ایک رات میں قبرستان میں تخت پر سو رہا تھا کہ قبریں پھٹیں ان میں سے کچھ لوگ روتے ہوئے اور کچھ ہنستے ہوئے برآمد ہوئے میں نے عرض کیا

اے مولیٰ! اگر تو چاہتا تو ان سب کو اپنے کرم سے برابر کر دیتا؟ اس وقت کسی منادی نے کہا: اے فلاں شخص ہر اہل قبور کے احوال ان کے اعمال کے مطابق ہیں، ان میں جو عمدہ لباس والے ہیں، وہ پاکیزہ خصلت کے ہیں، اور جو حریرودیباج میں ملبوس ہیں وہ شہداء ہیں، اور جو خوشبودار لباس میں ہیں وہ روزہ دار ہیں اور جو اصحاب سر (اہل معرفت) ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے سراپردہ میں ہیں اور جو رونے والے ہیں وہ گنہگار لوگ ہیں۔

امام یافعی فرماتے ہیں کہ مردہ کو اچھی حالت میں دیکھنا یا بری حالت میں دیکھنا یہ ایک قسم کا کشف ہے، جسے اللہ تعالیٰ بشارت کے لیے یا نصیحت کے لیے یا میت کی مصلحت کے لیے ظاہر فرماتا ہے۔ یہ یا تو بھلائی کی نشانی کے لیے ہوتا ہے، یا دین کو پورا کرنے کے لیے ہوتا ہے۔ ان کے سوا اور بھی اغراض ہیں۔ پھر یہ کہ یہ روایت کبھی خواب میں ہوتی ہے اور یہ سادہ ہے اور کبھی بیداری میں ہوتی ہے، یہ اولیاء اور اصحاب احوال کی کرامتوں میں سے ہے۔ فرماتے ہیں کہ ''کفایۃ المعتقد'' میں بعض برگزیدہ بزرگوں سے معلوم ہوا ہے کہ وہ بزرگ اپنے والد کی قبر پر بعض وقت آتے تو وہ ان سے باتیں کرتے تھے۔

حضرت امام لالکائی ''السنتہ'' میں اپنی سند کے ساتھ بروایت یحییٰ ابن معین نقل کرتے ہیں کہ کہا:

میں نے اس قبرستان کی بعض قبروں میں عجیب بات دیکھی ہے کہ کسی قبر سے مریض کے کراہنے کی سی آواز سنتا ہوں، اور کسی قبر سے موذن کی اذان کی آواز سنتا ہوں، اور وہ اس کی اذان کا جواب دیتے تھے۔

قبروں میں مُردوں کا نماز پڑھنا

ابو نعیم ''الحلیہ'' میں حضرت جبیر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں! جب میں نے حضرت ثابت البنانی رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی قبر میں داخل کیا اور میرے ساتھ حمید الطویل تھے، پھر جب ہم کچی اینٹیں قبر پر چن چکے تو وہ گر پڑیں، اس وقت میں نے دیکھا کہ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔ وہ ہمیشہ اپنی زندگی میں دعا مانگا کرتے تھے کہ اے خدا اگر تو مجھے قبر میں کچھ عطا فرمائے تو مجھے اپنی قبر میں نماز پڑھنے کی سعادت عطا فرمانا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرما کر یہ خصلت انہیں عطا فرمادی۔

قبروں میں مردوں کا قرأت کرنا

امام ترمذی اور امام بیہقی نے بسند حسن، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت فرمائی کہ انہوں نے فرمایا:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کچھ صحابی ایک قبر پر بیٹھے ہوئے تھے کہ انہیں گمان بھی نہ تھا کہ یہاں قبر ہے۔ اچانک اس میں سے کسی انسان کی سورۃ ملک پڑھنے کی آواز آنے لگی، یہاں تک کہ اس نے اس سورۃ کو ختم کر دیا، اس کے بعد وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور یہ واقعہ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا، یہ سورۃ روکنے والی اور نجات دینے والی ہے۔ یعنی قبر کے عذاب سے

اسے نجات دیتی ہے۔

ابو القاسم سعدی "کتاب الافصاح" میں فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے یہ تصدیق شدہ ہے کہ مردہ اپنی قبر میں تلاوت کرتا ہے، کیونکہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی خبر دی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصدیق فرمائی۔

اور ابن مندہ، حضرت طلحہ بن عبید اللہ سے روایت کرتے ہیں:

انہوں نے فرمایا مجھے جستجو تھی کہ معلوم ہو جائے، مرنے کے بعد کیا ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک رات میں حضرت عبداللہ بن حزم رضی اللہ عنہ کی قبر پر گزرا تو قبر سے قرآن کریم کی تلاوت کی آواز میں نے سنی، وہ نہایت عمدہ طریق سے پڑھ رہے تھے، پھر میں نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کا تذکرہ کیا۔ فرمایا یہ اللہ کا بندہ ہے، کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ اپنے بندوں کی روحوں کو قبض فرما کر یاقوت وزبرجد کی قندیلوں میں رکھ کر جنت کے درمیان میں لٹکاتا ہے، پھر جب رات آتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان کی روحوں کو ان کے جسموں کی طرف واپس کر دیتا ہے، اور وہ طلوع فجر تک وہاں رہتی ہیں، پھر جب فجر طلوع کر دی جاتی ہے، تو انہیں اپنی پہلی جگہ واپس کر دیتا ہے۔

ابو نعیم "الحلیہ" میں ابراہیم بن عبدالصمد المہدی سے روایت کرتے ہیں:

انہوں نے کہا مجھے ان لوگوں نے بتایا ہے کہ جو صبح کے وقت قلعہ سے گزرتے ہیں کہ جب ہم حضرت ثابت البنانی رحمہٗ اللہ کی قبر کے پاس سے گزرتے ہیں، تو قرأت قرآن کی آواز کو سنتے ہیں۔

اور ابن مندہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نے فرمایا:

قبر میں مومن کے لیے قرآن پاک لایا جاتا ہے کہ وہ اسے پڑھے۔

اور ابن مندہ، عاصم سقطی سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے بلخ میں ایک قبر کے لیے ایک گڑھا کھودا تو اس میں ایک اور قبر نکلی جس میں ایک بزرگ سبز تہبند باندھے گرداگرد سبزہ تھا قبلہ رو بیٹھے تھے اور اس کے ایک گوشہ میں قرآن کریم تھا جس سے تلاوت کرر ہے تھے۔

اور ابن مندہ ابو نصر نیشا پوری، (ایک گورکن) قبر کھودنے والے سے روایت کرتے ہیں کہ جو کہ بہت متقی و صالح تھا وہ بیان کرتا ہے:

میں نے قبر کے لیے گڑھا کھودا تو ایک دوسری قبر برآمد ہوگئی، جب میں نے اس میں نظر ڈالی تو میں نے دیکھا ایک خوبصورت حسین نوجوان جس کے کپڑے نہایت عمدہ خوشبودار ہیں بیٹھا ہوا ہے اور اس کے ایک گوشہ میں قرآن کریم نہایت خوشخط اس جیسا میں نے کبھی نہیں دیکھا رکھا ہے اور وہ قرآن کریم کی تلاوت کر رہا ہے نوجوان نے میری طرف نظر اٹھا کر کہا کیا قامت قائم ہوگئی ہے؟ میں نے کہا نہیں! اس نے کہا میری اس جگہ مٹی ڈال دو۔ چنانچہ میں نے اس جگہ پر دوبارہ مٹی ڈال دی۔

اور حضرت سہیلی بعض صحابہ سے "دلائل النبوة" میں نقل کرتے ہیں:

انہوں نے وطن میں ایک قبر کھودی تو اچانک ایک دریچہ (کھڑکی) نمودار ہوگیا، جس میں ایک شخص تخت پر بیٹھا ہوا ہے، آگے اس کے قرآن پاک ہے جسے وہ تلاوت کر رہا ہے اور اس کے سامنے ایک سبز باغ ہے اور یہ شخص غزوہ احد کا ایک شہید صحابی تھا کیونکہ اس کے رخسار و چہرہ پر زخم کے نشان تھے۔

اس روایت کو ابن حبان اپنی تفسیر میں بھی لائے ہیں۔

حکایت

امام یافعی رحمۃ اللہ "روض الریاحین" میں ایک صالح کی حکایت نقل کرتے ہیں:

میں نے ایک بندہ کے لیے قبر کھودی اور لحد تیار کی، ابھی میں وہیں تھا کہ اچانک برابر کی قبر سے ایک اینٹ گری، جب میں نے ادھر نظر ڈالی تو ایک شخص کو قبر میں بیٹھے ہوئے دیکھا اور اس کے جسم پر بہترین شفاف سفید کپڑے تھے اور ایک سمت ایک مصحف تھا، جو کہ سنہرے حروف سے مکتوب تھا، وہ اس میں سے تلاوت کر رہا تھا۔ اس نے میری طرف نظر اٹھائی اور مجھ سے کہا "کیا قامت قائم ہوگئی؟" میں نے کہا: نہیں! اس نے کہا: خدا تمہیں سلامت رکھے، اینٹ کو اپنی جگہ لگا کر بند کر دو، تو میں نے بند کر دیا۔

امام یافعی اسی کتاب میں فرماتے ہیں:

قبر کھودنے والوں میں سے ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک شخص نے قبر کھودی تو اس میں سے ایک شخص تخت پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کے ہاتھ میں قرآن کریم تھا، وہ اس سے تلاوت کر رہا تھا، اور اس کے نیچے نہر جاری تھی، اسے دیکھ کر وہ بے ہوش ہوگیا اور وہ شخص وہاں سے نکل کر کہیں چلا گیا، پھر کسی نے اس کو نہ پایا اور بے ہوش شخص تین دن کے بعد ہوش میں آیا۔

مومن کو قبر میں فرشتے قرآن سکھاتے ہیں

ابوالحسن ابن شبران "الفوائد" میں بطریق عطیہ عوفی، سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے وایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس نے قرآن کی تعلیم شروع کی اور وہ مکمل کیے بغیر مرجائے، تو فرشتے اس کی قبر میں آ کر سکھاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ القاء فرماتا ہے یہاں تک کہ وہ تعلیم قرآن مکمل کرلیتا ہے۔

اور ابن ابی الدنیا، اور ابن مندہ، عطیہ عوفی سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے حدیث پہنچی ہے:

بندہ مومن جب اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرتا ہے، اور اس نے کتاب الٰہی کی تعلیم نہ پائی ہو، تو اسے اللہ تعالیٰ اس کی قبر میں سکھاتا ہے، اور اسے اس پر ثواب عطا فرماتا ہے۔

ابن ابی الدنیا سیدنا الحسین رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے حدیث پہنچی ہے:

بندہ مومن جب مرجائے، اور وہ قرآن کو حفظ نہ کرسکے تو ملائکہ حفظہ کو حکم فرماتا ہے کہ اسے قبر میں قرآن حفظ کرائیں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے حفاظ کے زمرہ میں اٹھاتا ہے۔

اور ابن ابی الدنیا یزید رقاشی سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے حدیث پہنچی ہے:

بندہ مومن جب مرجاتا ہے، اور حفظ قرآن کا کچھ حصہ تعلیم سے رہ جاتا ہے تو

اللہ تعالیٰ ملائکہ محافظین کو حکم فرماتا ہے کہ باقی حصہ کو قبر میں یاد کرائیں یہاں تک کہ قبر سے حافظ ہو کر اٹھے گا۔

مومن کو قبر میں لباس پہنانا

حضرت عبداللہ بن احمد بن حنبل "زوائد الزھد" میں سیدنا عبادہ بن بشیر سے روایت کرتے ہیں:

جب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت آیا تو آپ نے اپنی صاحبزادی سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا میرے ان دونوں کپڑوں کو دھو کر مجھے انہی کا کفن دینا، کیونکہ ابوبکر ان دو شخصوں میں سے ضرور ایک ہے، یا تو وہ (قبر میں) اچھے لباس پہننے کا مستحق ہے، یا برائی کی وجہ سے لباس اتروائے جانے کا مستحق ہے۔

اور ابن ابی الدنیا، یحییٰ بن راشد سے روایت کرتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنی وصیت میں فرمایا:

میرے کفن میں کفایت برتنا کیونکہ اگر میں اللہ کے نزدیک اچھا ہوں، تو میرے کفن کو اچھے لباس سے بدل دے گا، اور اگر میں اس کے برعکس ہوں تو اسے بھی اتار دے گا اور سب کچھ لے لیا جائے گا اور میری قبر بھی مختصر رکھنا کیونکہ اگر میں اللہ کے نزدیک اچھا ہوں تو میرے لیے قبر کو حد نظر تک وسیع فرما دے گا، اور اگر میں اس کے برعکس ہوں، تو اسے مزید تنگ کر دے گا یہاں تک کہ میری پسلیاں چکنا چور ہو جائیں گی۔

سعید بن منصور اپنی "سنن" میں اور ابن ابی شیبہ اپنی "مصنف" میں اور

ابن ابی الدنیا و حاکم "المستدرک" میں سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

میری موت کے وقت میرے لیے صرف دو کپڑے خریدنا، اس سے زائد تم پر لازم نہیں ہے کیونکہ اگر تمہارا یہ دوست راہِ صواب پر ہے، تو اللہ تعالیٰ ان دونوں سے بہتر لباس پہنائے گا، ورنہ وہ ان دونوں کو بھی بہت جلد اتار دے گا۔

ابن سعد "طبقات" میں اور بیہقی بطریق سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ، روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے انتقال کے وقت فرمایا:

میرے لیے صرف دو سفید کپڑے خریدنا، کیونکہ یہ دونوں کپڑے بہت قلیل مدت میرے اوپر رہیں گے، یہاں تک کہ ان دونوں کو اللہ تعالیٰ یا تو بہتر سے بدل دے گا، یا ان سے بدتر کے ساتھ بدل دے گا۔

اور سعید بن منصور علیہ بنت ابان بن صیفی غفاری صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں:

میرے والد نے ہمیں وصیت کی تھی کہ قمیض میں مجھے کفن نہ دینا، فرماتی ہیں کہ (ان کی وصیت کے برعکس قمیص کا کفن دیدیا تو) ان کے دفن کر دینے کے دوسرے دن صبح کو اچانک ہم نے دیکھا کہ جس قمیص میں انہیں کفن دیا گیا تھا وہ کھونٹی پر لٹکی ہے۔

مومن کے لیے قبر میں بستر بچھایا جانا!

ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن المنذر اپنی اپنی تفسیروں میں اور ابونعیم

"حلیہ" میں مجاہد سے بتحتِ آیت کریمہ:

فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ ان کی جانوں کے لیے بستر کیا جائے گا۔

آرام کی جگہ کو ہموار کیا جائے گا۔

اور ابن المنذر اسی آیت کے تحت مجاہد سے نقل کرتے ہیں کہ فرمایا: ان کے آرام کی جگہ کو ہموار کیا جائے گا۔ ابن عدی "الکامل" میں مرفوعاً سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مثل بیان کرتے ہیں۔

اور خطیب بغدادی "التاریخ" میں مرفوعاً حضرت انس کی حدیث کے مثل بیان کرتے ہیں۔

اور ابن ابی شیبہ "المصنف" میں ابن سیرین سے روایت کرتے ہیں کہ کہا عمدہ کفن کو محبوب رکھتے تھے اور کہا جاتا ہے کہ مردہ اپنے کفنوں میں باہم ملاقات کرتے ہیں۔

اور سلفی "المشیخة البغدادیہ" میں محمد بن سیرین سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا:

مستحب جانتے ہیں کہ کفن میں لفافہ اور تہبند ہو اور فرمایا مردے قبروں میں باہم ملاقات کرتے ہیں۔

اور ابن ابی الدنیا "کتاب المقامات" میں مرسلاً ایسی سند کے ساتھ جس میں کوئی حرج نہیں ہے، راشد ابن سعید سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص کی بیوی فوت ہو گئی، خواب میں بہت سی عورتوں کو دیکھا لیکن اپنی بیوی کو ان میں نہ دیکھا، تو اس نے ان سے اس کے بارے میں دریافت کیا، انہوں نے کہا چونکہ تم نے ان کو کم کفن دیا ہے۔ اس لیے وہ ہمارے ساتھ نکلنے میں شرم محسوس کرتی ہے۔ پھر وہ شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ حال بیان کیا۔ آپ نے فرمایا:

دیکھو کوئی ثقہ شخص دنیا سے رخصت ہونے والا ہے؟ تو ایک انصاری ملا جو قریب الموت تھا، اس نے اس سے اس کا تذکرہ کیا، تو اس انصاری نے کہا اگر کوئی مردہ کو پہنچا سکتا ہے، تو میں پہنچا دوں گا۔ اس کے بعد اس انصاری کا انتقال ہو گیا۔ پھر وہ دو کپڑے زعفران میں رنگے ہوئے لایا اور ان دونوں کپڑوں کو انصاری کے کفن میں رکھ دیا۔ اس کے بعد جب رات آئی تو اس نے عورتوں کو دیکھا اور ان کے ساتھ اس کی بیوی بھی تھی اور اس پر وہی زرد رنگ کے کپڑے تھے۔

اور شیخ ابن حبان "کتاب الوصایا" میں قیس بن قبیصہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو ایمان نہ لائے اسے مردوں کے ساتھ گفتگو کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ کسی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا مردے بھی گفتگو کرتے ہیں؟ فرمایا، ہاں! بلکہ باہم ملاقات بھی کرتے ہیں۔

ابن ابی الدنیا، سعید سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: مردہ کو جب قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو اس کے اہل وعیال، پیچھے رہنے والوں کی بابت پوچھتے ہیں کہ فلاں کیسا ہے، اور فلاں نے کیا کیا ہے؟..... اور وہ مجاہد سے یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ مردہ مومن کو قبر میں اس کی صالح اولاد آسانی بہم پہنچاتی ہے۔

ابن قیم کہتے ہیں کہ ارواح کی دو قسمیں ہے، ایک منعمہ دوسری معذبہ۔ لہٰذا جو روحیں عذاب والی ہیں انہیں باہم ملاقات وزیارت سے روک دیا جاتا ہے، اور جو روحیں نعمت والی ہیں، وہ آزاد اور غیر مقید ہیں، چنانچہ وہ باہم ملاقات وزیارت کرتی ہیں، اور دنیا میں رہنے والوں کے احوال دریافت کرتی ہیں۔ لہٰذا ہر روح اپنے اس رفیق کے ساتھ ہوتی ہے جو اس کے عمل کے مطابق ہو اور ہمارے نبی کریم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک رفیق اعلیٰ (یعنی حق تعالیٰ) کے ساتھ ہے۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ یُطِعِ اللّٰہَ وَ الرَّسُوْلَ ”اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل فرمایا یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور نیک لوگ، یہ کیا ہی اچھے رفیق و ساتھی ہیں۔“ اور یہ معیت دنیا میں بھی ثابت ہے اور عالم برزخ و آخرت میں بھی ہے۔ اور تیسرے عالم یعنی برزخ میں آدمی اس کے ساتھ ہوتا ہے جس سے وہ محبت رکھتا ہے۔

سلفی رحمہٗ اللہ فرماتے ہیں کہ قبر میں جسم کی طرف روح کا لوٹنا تمام مردوں کے لیے صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ البتہ جسم میں روح کے ہمیشہ رہنے میں اختلاف ہے، آیا یہ کہ مردہ کا بدن روح کے ساتھ اسی طرح زندہ رہتا ہے جس طرح کہ دنیا میں ہے؟ یا یہ کہ اس کے بغیر۔

یہ بات مشیت الٰہی پر موقوف ہے، وہ جس طرح چاہے رکھے اس لیے کہ روح کے واسطے حیات کی پیوستگی امر عادی ہے نہ کہ عقلی اور یہ بات کہ بدن، روح کے ساتھ ویسے ہی حیات رکھے جیسے کہ دنیا میں ہے، تو یہ اس قبیل سے ہے جسے عقل جائز رکھتی ہے۔ لہٰذا جو سنا ہے اگر وہ صحیح ہے تو ہم اتباع کرتے ہیں اور وہ جو علماء کی ایک جماعت نے بیان کیا ہے اور اس کی شہادت دی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے تو یہ روایت اس کی متقاضی نہیں کہ جسم بھی زندہ ہو۔ اسی قبیل سے وہ صفات ہیں، جو شب معراج انبیاء علیہم السلام کے بارے میں مذکور ہیں، تو یہ سب کے سب صفات ہیں نہ کہ اجسام اور نہ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ ان کی حیات حقیقی ہے کہ وہ اپنے جسموں کے ساتھ ویسے ہی حیات رکھتے ہوں جیسے کہ دنیا میں تھے۔ ورنہ ہمارے مشاہدے کے مطابق جسموں کے لیے جو کھانے پینے کی احتیاج ہے، وہ لازم آتی ہے بلکہ ان کا حکم دوسرا ہے۔ اب رہی پہلی بات مثلاً جاننا پہچاننا اور سننا وغیرہ تو اس میں شک نہیں کہ یہ تمام مردوں کے لیے ثابت ہے۔ یہ کلام سبکی کا

ہے۔

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ بعض وقتوں میں سجین سے مردوں کی روحیں، قبروں میں ان کے جسموں کی طرف لوٹائی جاتی ہیں، اور یہ سب ارادہ الٰہی پر منحصر ہے۔ مثلاً جمعہ کی رات وغیرہ میں اور مردوں کا بٹھانا، باتیں کرنا، نعمت والوں کو نعمتیں دینا، عذاب والوں کو عذاب دینا جب تک وہ علیین یا سجین اور قبروں میں رہیں۔ روح وجسم دونوں کے ساتھ مشترک ہے۔

مردوں کا زیارت کرنے والوں کو پہچاننا اور ان سے انس ومحبت رکھنا

ابن ابی الدنیا "کتاب المفتون" میں سیدتنا عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

کوئی مرد مسلم ایسا نہیں جس کی زیارت اس کا بھائی نہ کرے وہ اس کے پاس بیٹھتا ہے، اس سے انس ومحبت کرتا، اور کھڑے ہو کر اسے رخصت کرتا ہے۔

اور امام بیہقی "شعب الایمان" میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: جب کوئی شخص کسی قبر کے قریب سے گزرتا ہے، تو وہ اسے پہچانتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے .... اور ابن عبدالبر "الاستذکار" اور التمہید میں زرارہ سے روایت کرتے ہیں کہ جسے وہ دنیا میں پہچانتا اور محبت رکھتا تھا (اسے قبر میں بھی) جانتا و پہچانتا ہے .... اور ابن ابی الدنیا اور امام بیہقی "الشعب" میں محمد بن واسع سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا مجھے حدیث پہنچی ہے کہ مردے جمعہ کے دن اور اس سے پہلے اور بعد والے دن میں اپنے زیارت کرنے والوں کو پہچانتے ہیں اور جانتے ہیں۔ اور ضحاک سے انہوں نے یہ بھی

روایت کیا ہے کہ جس نے ہفتہ کے دن، سورج نکلنے سے پہلے کسی قبر کی زیارت کی، تو وہ مردہ اسے جان لیتا ہے کسی نے ان سے دریافت کیا، یہ کیسے؟ جواب دیا، اس لیے کہ یہ دن جمعہ کے قریب ہے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہر مسلمان بھائی جب اپنے مسلمان بھائی کی قبر پر گزرتا ہے، اور وہ اسے دنیا میں جانتا ہے تو جب وہ سلام کرتا ہے، تو اسے سلام کا جواب دیتا اور پہچانتا ہے۔ عبدالحق نے اس کی تصحیح کی ہے۔

اور صابونی ''**المأتین**'' میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا اور ''**اربعین الطائیہ**'' میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا مردہ اپنی قبر میں اس سے محبت وانس کرتا ہے جبکہ وہ . . . . (یہاں اصل بیاض ہے)

...... ابن قیم کہتے ہیں کہ احادیث وآثار ایسے زائرین کے بارے میں مروی ہیں، جب وہ مردہ کے پاس آتے ہیں تو وہ انہیں جان لیتا ہے اور ان کے سلام کو سنتا، ان سے محبت کرتا اور ان کے سلام کا جواب دیتا ہے۔ یہ بات شہداء اور عام مسلمانوں کے حق میں عام ہے، کیونکہ اس کے لیے کوئی وقت معین نہیں ہے کہتے ہیں کہ اصح بات ضحاک کی حدیث سے وقت معین کی دلالت ہے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کے لیے مشروع فرمایا ہے کہ اہل قبور کو مخاطب کر کے انہیں سلام کیا جائے، گویا کہ وہ جانتے سنتے اور سمجھتے ہیں۔

روحوں کی جائے اقامت

امام مسلم، سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا: شہداء کی روحیں سبز پرندوں کے قالب میں جنت میں جہاں جاتی ہیں استراحت کرتی ہیں، پھر وہ عرش کے نیچے قندیلوں میں ٹھہر جاتی ہیں۔

اور امام احمد و ابوداؤد حاکم و بیہقی "شعب الایمان" میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تمہارا کوئی دوست انتقال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کی روحوں کو سبز پرندوں کے قالب میں جنت کی نہروں کی طرف لاتا ہے، اور وہ جنتی پھلوں کو کھاتی ہیں، پھر وہ زیر سایہ عرش، سونے کی قندیلوں میں آویزاں ہو جاتی ہیں۔

اور امام احمد، عبد ابن حمید، اور ابن ابی شیبہ اپنی مسند میں اور بیہقی "شعب" میں بسندِ حسن سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شہداء کی روحیں سبز قبوں میں باب جنت سے اس کی نہروں میں جاتی ہیں وہاں سے صبح و شام اپنا رزق حاصل کرتی ہیں۔

اور ہناد بن سری کتاب "الزھد" میں ابن ابی شیبہ، سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: شہدا قبوں میں جنت کے باغوں میں ہوتے ہیں، ان کی طرف ثور اور حوت دوڑتے ہیں، وہ ان کے ساتھ کھیلتے ہیں۔ پھر جب انہیں کسی چیز کی احتیاج ہوتی ہے۔ تو ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں اور وہ جنت میں سے کھاتے ہیں، اور وہ جنت میں ہر ذائقہ کی چیزیں پاتے ہیں۔

اور امام بخاری، سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت حارثہ جب شہید ہوئے تو ان کی والدہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! حضور خوب جانتے ہیں اگر حارثہ کی اقامت جنت میں ہے، تو میں صبر کرتی ہوں، اور اگر اس کے سوا کہیں اور ہے تو فرما دیجیے میں کیا کروں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ بہت بڑے وافر باغوں میں، اور فردوس اعلیٰ میں ہیں۔

امام مالک نے موطا میں، اور نسائی نے بسند صحیح سیدنا کعب بن مالک سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمان کی روح پرندے کی شکل میں جنت کے درختوں میں آویزاں رہتی ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے اس کے جسم کی طرف لوٹ کرا ٹھائے۔

اور امام احمد وطبرانی نے بسند صحیح ام ہانی سے روایت کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ جب ہم مرجائیں گے تو باہم ملاقات اور ایک دوسرے سے حسن سلوک کی کیا صورت ہوگی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، روحیں خوبصورت پرندوں کی شکل میں درخت سے آویزاں ہوں گی، پھر جب قیامت قائم ہوگی تو ہر روح اپنے جسم میں داخل کردی جائے گی۔

اور ابن سعد "الطبقات" میں بطریق محمود بن لبید سے وہ ام بشر بن براء سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ مردے باہم کیسے تعارف کریں گے؟ فرمایا، یہ پاکیزہ جانیں، جنت میں سبز پرندوں کی شکلوں میں ہوں گی، چونکہ پرندے درختوں پر ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں اسی طرح یہ جانیں بھی پہچانیں گی۔

اور ابن ماجہ، طبرانی، بیہقی "الشعب" میں بسند حسن، حمزہ بن مالک بن حسن سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت کعب کی وفات کا وقت قریب آیا، تو ام بشر بن براء ان کے پاس آئیں انہوں نے کہا اے ابا عبدالرحمن اگر تمہاری فلاں شخص سے ملاقات ہو، تو ان سے میرا اسلام کہنا۔ انہوں نے کہا اے ام بشر! اللہ تعالیٰ تمہاری بخشش فرمائے، ہمیں اس سے روک دیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا! کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نہیں سنا کہ فرمایا مومن کی روح جنت میں جہاں چاہے استراحت کرے، اور کافر روح سجین میں مقید ہے۔ انہوں نے کہا ہاں! ام بشر نے کہا یہ

بھی ایسا ہی ہے۔

اور طبرانی ''مراسیل'' میں عمرو بن حبیب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے مومنوں کی روحوں کے بارے میں دریافت کیا، تو فرمایا سبز پرندوں کے قالب میں جنت کے اندر جہاں چاہیں استراحت کریں۔ پھر دریافت کیا کہ یارسول اللہ! کافروں کی روحوں کا کیا حال ہوگا؟ فرمایا وہ سجین میں مقید ہوں گی۔

اور ابن ابی الدنیا ''المنامات'' میں اور امام بیہقی ''الشعب'' میں سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسی اور عبداللہ بن سلام دونوں ملے تو ایک نے دوسرے سے کہا اگر تم نے مجھ سے پہلے اپنے رب سے ملاقات کی، تو مجھے خبر دینا کہ کس طرح ملاقات ہوئی؟ تو انہوں ے کہا: کیا زندہ اور مردے ملاقات کر سکتے ہیں؟ فرمایا ہاں! کیونکہ مومنوں کی روحیں جنت میں جہاں چاہیں جاسکتی ہیں۔

اور طبرانی و بیہقی ''الشعب'' میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا مومنوں کی روحیں زرارتیر کی مانند جنتی پھل کھاتی ہیں۔

اور ابن مندہ مرفوعا اور ابن ابی شیبہ بیہقی ''الشعب'' میں بطریق ابن عباس، حضرت کعب رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جنۃ الماویٰ ہے، اس میں مسلمان شہیدوں کی روحیں سبز پرندوں کی شکل میں اڑتی ہیں اور جنت میں استراحت کرتی ہیں اور آل فرعون کی روحیں سیاہ پرندوں کے خول میں ہیں اور آگ میں ان کی غذاء و مسکن ہے اور مسلمان بچوں کی روحیں جنت میں چڑیوں کی طرح ہیں۔

اور ہناد بن سری ''الزھد'' میں ہذیل سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا، آل

فرعون کی روحیں سیاہ پرندوں کے خول میں رہتی ہیں، اور آگ پر ان کا ٹھکانہ ہے اور شہداء کی روحیں سبز پرندوں کی شکل میں ہیں، اور مسلمانوں کے وہ بچے جو بلوغت کو نہیں پہنچے، وہ چڑیوں کی صورت میں جنت کے اندر چہچہاتے اور آرام پاتے ہیں۔

اور ابن المبارک سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا مومنوں کی روحیں عرش کے زیر سایہ سفید پرندوں کی صورت میں ہیں، اور کافروں کی روحیں ساتوں زمین کے نیچے مقید ہیں۔

اور ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اپنی اپنی تفسیروں میں اور امام بیہقی "دلائل النبوۃ" میں سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: شب معراج مجھے بنی آدمی کی روحوں کے مقام عروج پر پہنچایا گیا، اور کسی مخلوق نے اس معراج کو اس سے زیادہ حسین نہیں دیکھا جسے مردہ اپنی آنکھ کے پھٹتے وقت آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتا ہے، اور اسے عجیب منظر نظر آتا ہے۔ پھر اس وقت میرے سامنے بنی آدم میں سے اولاد مومنین کی روحیں پیش ہوئی، اور بتایا کہ یہ پاکیزہ روحیں اور نفیس جانیں ہیں، ان کا مسکن علیین ہے۔ پھر فاجروں کی ذریت کی روحیں لائی گئیں فرمایا یہ خبیث روحیں اور خبیث جانیں ہیں، ان کو سجین میں مقید کیا گیا ہے۔

اور ابونعیم بسند ضعیف سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمانوں کی روحیں ساتوں آسمانوں میں جنت میں اپنی اپنی جگہوں کو دیکھتی ہیں۔

اور ابونعیم "الحلیہ" میں وہب بن منبہ سے راوی کہ فرمایا، اللہ تعالیٰ نے ساتویں آسمان میں ایک گھر بنایا ہے اس کا نام "بیضاء" ہے۔ اس میں مسلمانوں کی روحیں جمع ہوتی ہیں۔ چنانچہ جب دنیا سے کوئی آدمی رخصت ہو کر آتا ہے تو وہ

روحیں اس سے ملاقات کرتی ہیں، اور اس سے دنیا کی خبریں پوچھتی ہیں، جس طرح غائب سے اس کے گھر والوں کا حال اس کے آنے پر پوچھتے ہیں۔

اور سعید بن منصور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اسماء سے ان کے فرزند عبداللہ بن زبیر کے سولی دیے جانے پر تعزیت کی اور کہا اے اسماء! تم غم نہ کرو کیونکہ ارواح آسمان میں خدا کے قرب میں ہیں اور یہ جسم بھی۔

اور مروزی ''الجنائز'' میں بروایت عبداللہ بن زبیر، حضرت عباس بن عبدالمطلب سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا مومنین کی روحیں جبریل علیہ السلام تک لے جائی جاتی ہیں، اور کہا جاتا ہے تم قیامت تک اس جگہ کے مالک ہو۔

اور سعید بن منصور مغیرہ بن عبدالرحمٰن سے راوی کہ فرمایا حضرت سلمان فارسی نے عبداللہ بن سلام سے ملاقات کی، تو انہوں نے ان سے کہا اگر تم مجھ سے پہلے وفات پا جاؤ، تو مجھے حق تعالیٰ سے ملاقات کا حال بتانا، اور اگر میں تم سے پہلے وفات پا جاؤں تو میں تمہیں بتا دوں گا۔ فرمایا یہ کس طرح ملاقات ہوگی؟ فرمایا بلاشبہ روح جب اپنے جسم سے نکلتی ہے، تو آسمان وزمین کے درمیان ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے جسم کی طرف لوٹتی ہے۔

اور ابن جریر اپنی تفسیر میں آیت کریمہ

اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا ... الآیہ (الزمر:42)

ترجمہ: اللہ جانوں کو وفات دیتا ہے ان کی موت کے وقت، اور جو نہ مریں انہیں ان کے سوتے میں پھر جس پر موت کا حکم فرمادیا اسے روک رکھتا ہے، اور دوسری ایک میعاد مقرر تک چھوڑ دیتا ہے۔

کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ درازی کا سبب مشرق ومغرب اور آسمان وزمین کے مابین ہے۔ لہٰذا

مردوں کی روحیں اور زندوں کی روحیں، اس سبب تک مردہ جان، زندہ جان کے ساتھ متعلق رہتی ہے۔ پھر جب اس زندہ کے لیے اپنے جسم کی طرف پلٹنے کی اجازت ملتی ہے، تو اپنے رزق کی تکمیل چاہتی ہے پس مردہ ٹھہر جاتا ہے اور دوسرا فردوس میں چلا جاتا ہے اور ان کے فرزند نے ابی الدرداء کی حدیث کی سند نہیں بیان کی، اس میں ہے کہ مردہ جب مرجاتا ہے، تو اپنے گھر کے قریب ایک مہینہ یا اپنی قبر کے نزدیک ایک سال تک روح ٹھہری رہتی ہے۔ اس کے بعد اس روح کو اس مقام کی طرف لیجایا جاتا ہے جہاں زندہ اور مردہ کی روحیں ملاقات کرتی ہیں۔

اور ابن المبارک "الزھد" میں بروایت سعید بن المسیب، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا، مسلمانوں کی روحیں عالم برزخ میں زمین میں جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں اور کافروں کی روحیں سجین میں مقید ہیں۔

اور ابوالقاسم فرماتے ہیں کہ دونوں جہانوں کے درمیانی پردہ کا نام برزخ ہے ان کی مراد زمین کی دنیا اور آخرت کا جہان ہے۔

اور ابن ابی الدنیا، مالک ابن انس سے راوی کہ فرمایا مجھے حدیث پہنچی ہے کہ مسلمانوں کی روحیں جہاں چاہیں چلتی پھرتی ہیں۔

اور مروزی "الجنائز" میں ابن عساکر اپنی تاریخ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا کفار کی روحیں برہوت میں جمع ہوتی ہیں۔

اور ابن عساکر، عروہ بن رویم سے راوی کہ فرمایا جابیہ میں ہر پاکیزہ روح لائی جاتی ہے۔

اور ابن ابی الدنیا سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے راوی کہ فرمایا مسلمانوں کی روحیں چاہ زمزم میں، اور کافروں کی روحیں برہوت کی وادی میں ہیں۔

اور حاکم "المستدرک" میں عبداللہ بن عمرو سے راوی کہ فرمایا: مسلمانوں

کی روحیں ''اریحا'' میں جمع ہوتی ہیں، اور کافروں کی روحیں حضر موت کے ظافر میں جمع ہوتی ہیں۔

اور ابن ابی الدنیا وہب بن منبہ سے راوی کہ فرمایا مومنین کی روحیں اس فرشتہ کی طرف لے جائی جاتی ہیں جس کا نام روما ئیل ہے اور وہ مسلمانوں کی روحوں کا خازن ہے۔

اور بروایت ابان بن ثعلب، ایک اہل کتاب شخص سے راوی کہ وہ فرشتہ جو کافروں کی روحوں پر مقرر ہے اس کا نام ''دوحہ'' ہے۔

اور عقیلی، کعب سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا 'نحفو' بحر اعلیٰ اور بحر اسفل کے درمیان نورانی منبر پر ہے اور تمام زمین پر چلنے والے جانوروں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ ان کی اطاعت وفرمانبرداری کریں اور صبح وشام ان کے سامنے روحوں کو پیش کیا جاتا ہے۔

یہ وہ احادیث وآثار ہیں جو ارواح کی جائے اقامت کے بارے میں ہمیں معلوم ہوسکتی ہیں۔ ان آثار کے اختلاف کے بموجب علماء کے درمیان بھی اختلاف ہے۔ ابن قیم نے کہا ہے کہ عالم برزخ میں ارواح کی جائے اقامت میں بہت بڑا فرق وتفاوت ہے اور دلائل کے درمیان کوئی تعارض نہیں ہے، کیونکہ ہر ایک کا حال لوگوں کے مختلف فرقوں کی بناء پر باعتبار درجات جداگانہ ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ بہر تقدیر روح کا بدن سے متصل ہونا اس حیثیت سے صحیح ہے کہ وہ مخاطب کی جائے، ان پر سلام کہا جاتا، اور ان کا آخری مسکن سامنے لایا جاتا ہے۔ اس کے سوا اور بھی باتیں ہیں جو احادیث میں وارد ہیں۔ پھر یہ بھی ہے کہ روح کی مختلف شانیں ہیں۔ لہٰذا جو رفیق اعلیٰ میں ہے وہ روح بدن سے اس حیثیت کے ساتھ متصل ہے کہ جب ان پر سلام عرض کیا جاتا ہے تو وہ سلام کا جواب دیتے ہیں، یہ ان کا اعزاز واکرام ہے۔ اس

جگہ پر یہ قیاس کرنا غلط ہے جو غائب کا حاضر پر کیا جاتا ہے۔ چنانچہ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ روح بحیثیت اس کے کہ وہ ان جسموں میں زمانہ گزارے جس کے لیے مکان کا ہونا ضروری ہے تو ممکن نہیں ہے کہ وہ اس کے سوا میں ہو سکے، حالانکہ یہ محض غلط ہے۔ بلاشبہ نبی کریم ﷺ نے شب معراج حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نماز پڑھتے ہوئے اپنی قبر میں کھڑے دیکھا، اور آپ نے چھٹے آسمان پر بھی ان کو ملاحظہ فرمایا، تو ان کی روح وہاں مثالی بدن میں تھی، اور وہ اپنی قبر انور میں اپنی روح کے اصلی بدن کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے، اور سلام کا جواب دے رہے تھے اور اس بدن میں روح واپس کر دی گئی تھی، کیونکہ وہ رفیق اعلیٰ میں ہیں۔ لہٰذا ان دونوں امروں میں کوئی تباین اور مغائرت نہیں ہے، کیونکہ روح کی شان جسموں کی شان سے جدا اور مختلف ہے اور بعض علماء نے اس کی مثال آسمان میں میں سورج اور زمین پر اس کی شعاعوں کے ساتھ دی ہے اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو میرے روضہ انور پر حاضر ہو کر درود بھیجتا ہے اسے میں خود سنتا ہوں اور جو دور سے بھیجتا ہے اسے میرے حضور پہنچایا جاتا ہے، یہ بات اس قطعیت کے ساتھ ہے کہ آپ کی روح مقدس علیین میں انبیاء علیہم السلام کی ارواح کے ساتھ رفیق اعلیٰ میں ہے لہٰذا اس سے ثابت ہوا کہ روح کا علیین میں ہونا، یا آسمان وزمین کے درمیان مانع ہونا، یا سجین میں ہونا، ان میں کوئی منافات نہیں ہے اور روح کا بدن کے ساتھ اس حیثیت سے متصل ہونا کہ وہ ادراک کرے، سنے، نماز پڑھے، اور قرأت کرے کچھ بعید نہیں ہے باوجودیکہ یہ بات دنیاوی موجودگی میں غائب کے لیے دشوار ہے، دنیا میں اس کی مشابہت نہیں ہے، اور برزخی واخروی امور اس نہج پر ہیں، جو دنیاوی عادتوں کا برخلاف ہیں۔ انہوں نے یہاں تک کہا کہ خلاصہ بحث یہ ہے کہ سعید و بدبخت روحوں کے لیے ایک مستقل ٹھکانہ نہیں ہے۔ اور ہر روح کا مقام مختلف ہے اور ان میں سے ہر ایک کا قبروں میں اپنے جسموں کے ساتھ

اتصال و تعلق ہے، اس لیے کوئی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتا ہے اور کوئی دائمی عذاب میں مبتلا رہتا ہے۔ جیسا کہ (اس کے لیے) لکھا ہوا ہے۔

اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ مسلمانوں کی روحیں علیین میں ہیں اور کافروں کی روحیں سجین میں ہیں اور ہر روح کے لیے اپنے جسم کے ساتھ معنوی قرب و اتصال ہے اور دنیا کی زندگی میں جیسا اتصال ہے یہ اس جیسا نہیں ہے بلکہ سونے والے کی حالت کے کچھ مشابہ ہے۔ اگر چہ سونے والے کی حالت سے زیادہ متصل ہے۔ فرماتے ہیں کہ اس بناء پر مختلف روایتوں کے مابین جمع و توفیق ممکن ہے، خواہ ان کا ٹھکانہ علیین میں ہو، یا سجین، یا کنویں اور وادی میں۔

اور وہ جو ابن عبداللہ نے جمہور سے نقل کیا ہے کہ یہ (ارواح) اپنی قبر کے مضافات (یعنی حدود) میں رہتی ہیں، فرمایا کہ اس کے باوجود انہیں تصرف کی اجازت حاصل ہوتی ہے اور وہ علیین یا سجین سے اپنے مقام کی طرف لوٹتی ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ جب میّت کو ایک قبر سے دوسری قبر میں منتقل کرتے ہیں تو مذکورہ اتصال برقرار رہتا ہے اور اس طرح جب تمام اجزاء جدا جدا ہو کر بکھر بھی جائیں تو تب بھی یہ اتصال باقی رہتا ہے۔

صاحب "الاِفصاح" رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"کہ منعم یعنی نعمت پانے والوں کی مختلف قسمیں ہیں، کچھ تو وہ ہیں جو جنت میں مختلف درختوں پر پرندوں کی شکل میں اڑنے والے ہیں اور کچھ وہ ہیں جو سبز پرندوں کے قالب میں ہیں اور کچھ وہ ہیں جو زرار یز کی طرح کے چھوٹے جنتی پرندوں کے قالب میں ہیں، اور کچھ وہ ہیں جو جنت کے درختوں پر ہیں، کچھ وہ ہیں جو اپنے نیک اعمال کی مجسم صورتوں میں ہیں یعنی ثواب کی تخلیقی صورت میں ہیں، کچھ ارواح وہ ہیں جو آرام بھی کرتی ہیں اور اپنے جسموں کی طرف جا کر ان سے ملاقات

بھی کرتی ہیں، اور کچھ وہ ہیں جو حضرت میکائیل علیہ السلام کی تحویل میں ہیں۔ امام قرطبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ قول احادیث کی باہمی تطبیق اور روایات کی باہمی مطابقت کے لیے بہت اچھا ہے تاکہ اعتراضات کارد ہو سکے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "عذاب قبر" میں ارواح شہداء کے بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت بیان کرنے کے بعد مذکورہ قول کے مطابق بیان فرماتے ہیں۔

اس کے بعد صحیح بخاری کی حدیث جو حضرت براء سے مروی ہے، بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا جب وصال ہوا تو آپ نے فرمایا: کہ ان کے لیے جنت میں ایک دودھ پلانے والی ہے۔ اس کے بعد وہ کہتے ہیں، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ آپ کا فرزند ابراہیم جنت میں دودھ پی رہا ہے، حالانکہ وہ مدینہ منورہ کے قبرستان بقیع میں مدفون ہیں۔ امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ بحر الکلام میں فرماتے ہیں کہ ارواح کی چار قسمیں ہیں، ایک انبیاء کرام کی روحیں ہیں، جو ان کے اجسام سے نکل کر مشک و کافور کی مانند صورت اختیار کر لیتی ہیں۔ اور صفت میں کھاتی پیتی نعمتیں حاصل کرتی ہیں۔ اور رات کو عرش الٰہی کی قندیلوں میں ٹھہرتی ہیں۔ دوسری فرماں بردار شہداء کی روحیں ہیں جو اپنے جسموں سے نکل کر جنت میں سبز پرندوں کی صورت میں کھاتی پیتی اور نعمتیں حاصل کرتی ہیں اور رات کو عرش کے نیچے قندیلوں میں آویزاں ہو جاتی ہیں۔ تیسری اطاعت گزاروں کی روحیں ہیں جو جنت کی دیواروں کے پاس رہتی ہیں، نہ وہ کھاتی ہیں نہ پیتی ہیں اور نہ نعمتیں پاتی ہیں۔ لیکن جنت میں چل پھر سکتی ہیں۔ چوتھی مسلمان گنہگاروں کی روحیں ہیں جو آسمان و زمین کے درمیان ہوا میں رہتی ہیں۔

البتہ کفار کی روحیں تو وہ سجین میں ساتویں زمین کے نیچے سیاہ پرندوں کے

خول میں مقید ہیں، مگر ان کا اپنے جسموں کے ساتھ تعلق رہتا ہے اس لیے ان کی روحیں عذاب محسوس کرتی ہیں اور ان کے جسم بھی درد و تکلیف محسوس کرتے ہیں جس طرح سورج آسمان میں ہے مگر اس کی حرارت و روشنی زمین پر (محسوس ہوتی) ہے۔

مسلمانوں کے بچوں کی نگہداشت اور رضاعت

امام ابن ابی الدنیا "کتاب العزی" میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے، لہٰذا وہ جنت میں آسودہ اور تر و تازہ ہے۔ وہ کہتا ہے اے رب! میرے ماں باپ کو میری طرف لوٹا۔

اور ابن ابی الدنیا، خالد بن مصدان سے روایت کرتے ہیں: فرمایا: کہ جنت میں ایک درخت ہے جس کا نام "طوبیٰ" ہے جو سب کا سب "پستان" ہے، لہٰذا جو بچہ شیر خوارگی میں فوت ہوتا ہے تو اسے اس درخت کے پستان سے دودھ ملتا ہے، اور حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ السلام اس کی نگہداشت فرماتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم اپنی تفسیر میں خالد بن ولید اور خالد بن ملکان سے روایت کرتے ہیں: انہوں نے فرمایا:

جنت میں ایک درخت ہے جس کا نام طوبیٰ ہے اور وہ سارے کا سارا 'پستان' کی طرح ہے اس سے جنتی بچے دودھ چوستے ہیں، اگرچہ عورت کے اسقاط کا بچہ ہو اور جنتی نہروں میں کھیلتے ہیں۔ یہاں تک قیامت قائم ہو جائے، تو ان کو چالیس سال کی عمروں میں اٹھایا جائے گا۔

اور امام ابن ابی الدین "العزی" میں عبید اللہ بن عمیر سے روایت کرتے

ہیں۔فرمایا:

جنت میں ایک درخت ہے جس کے پستان گائے کے پستان کی مانند ہیں، جنتی بچے اس سے غذا حاصل کرتے ہیں۔

اسے امام احمد نے اپنی مسند میں اور حاکم نے "المستدرک" میں روایت کیا ہے اور امام بیہقی و امام ابن ابی داؤد نے "البعث" میں اسے صحیح کہا ہے۔

ابن ابی داؤد "البعث" اور ابن ابی الدین "العزی" میں حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت کرتے ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اولاد المومنین فی الجنۃ یکفلھم ابراھیم و سارۃ حتی یردھم الی ابیھم یوم القیامۃ۔

ترجمہ: مومنوں کے بچے جنت میں ہیں اور حضرت ابراہیم و بی بی سارہ علیہما السلام ان کی کفالت کرتے ہیں۔یہاں تک کہ قیامت کے دن ان کو ان کے والدین کے پاس پہنچا دیا جائے گا۔

الحمدللہ رب العلمین

تاریخ تکمیل: 17 رمضان المبارک 1433ھ/16 اگست 2012ء

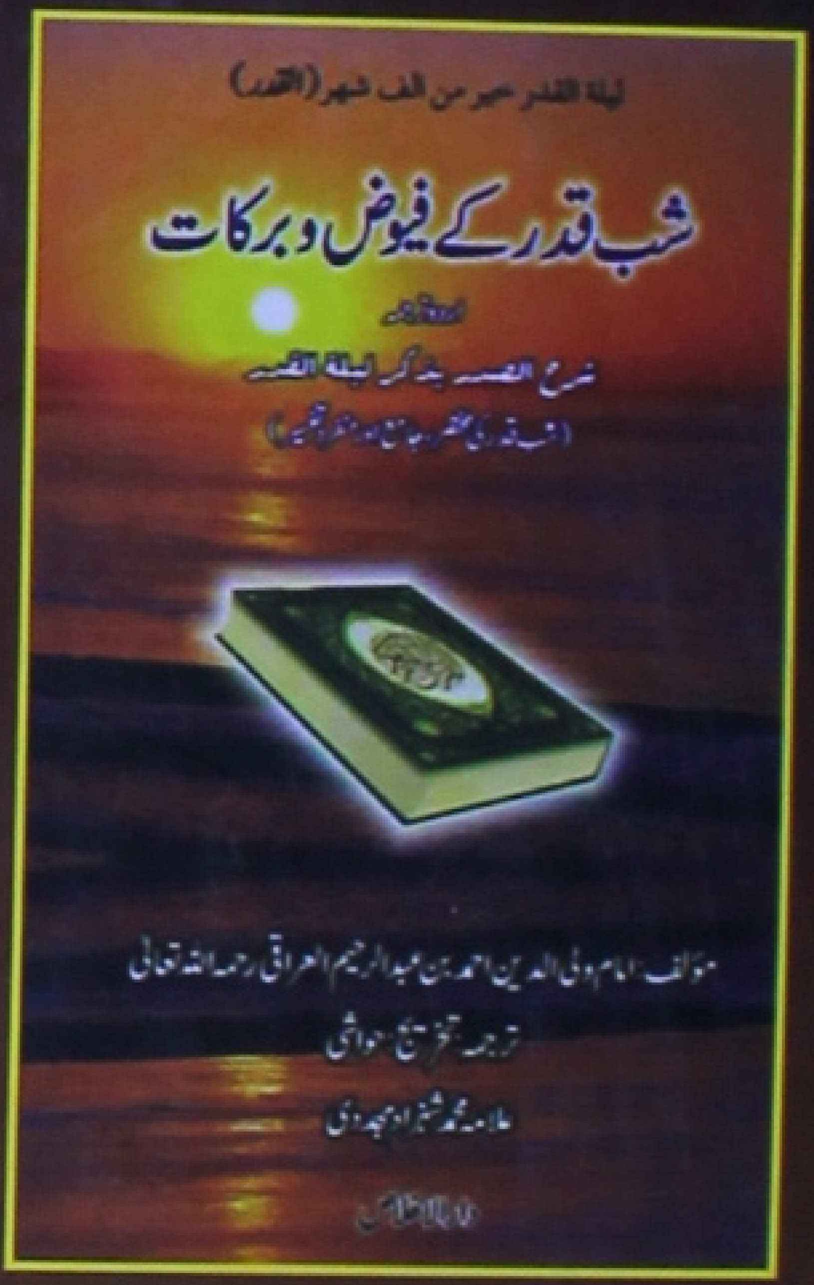
منقبت

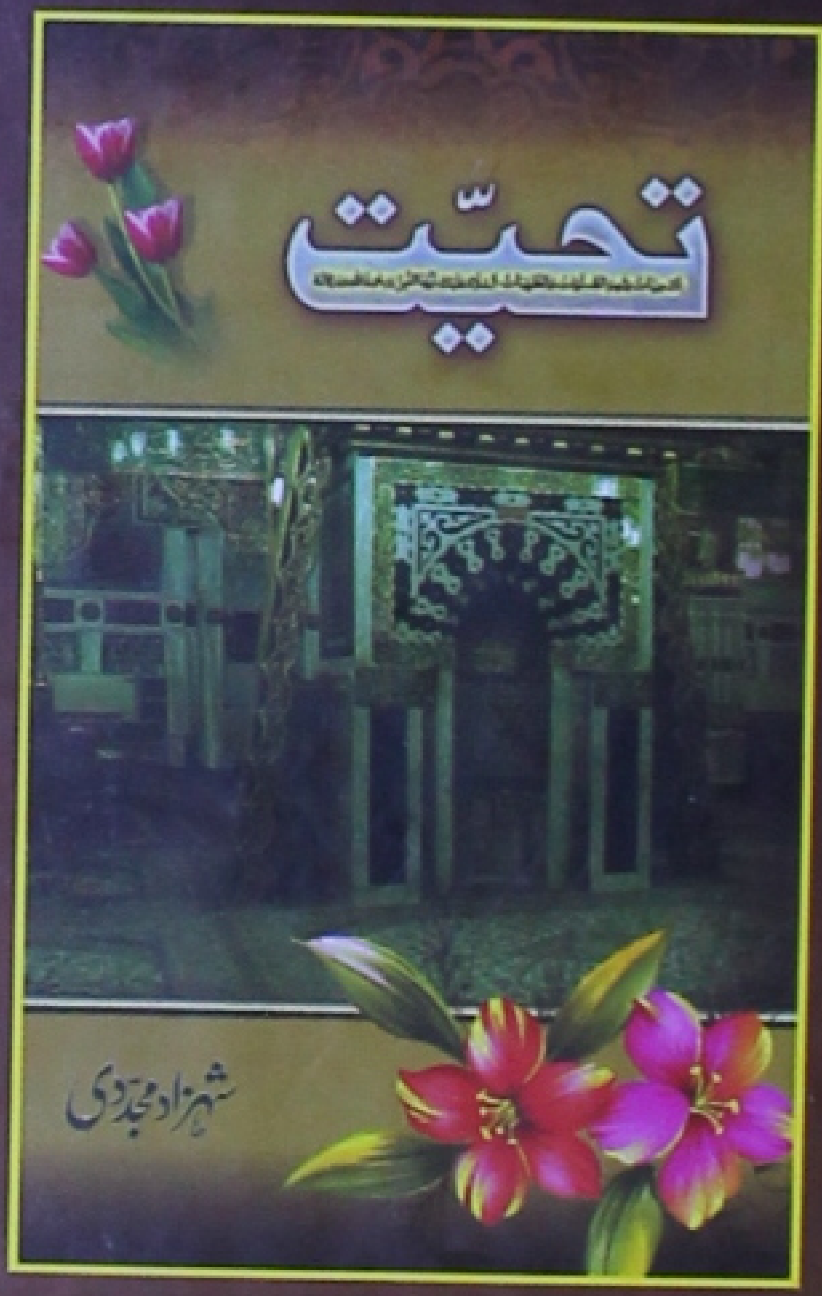
امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ

سراپا عشق و ایقاں ہیں جلال الدین سیوطی
دلیلِ راہ ایماں ہیں جلال الدین سیوطی
عطائے ذات رحماں ہیں جلال الدین سیوطی
نبی کا ہم پہ احساں ہیں جلال الدین سیوطی
مسیحِ اہلِ عرفاں ہیں جلال الدین سیوطی
کلیمِ طور قرآں ہیں جلال الدین سیوطی
حدیثِ مصطفیٰ کے نور نے چمکا دیا ان کو
شعاعِ مہر فاراں ہیں جلال الدین سیوطی
شرف حاصل رہا ان کو شہ دیں کی حضوری کا
گلِ باغ کریماں ہیں جلال الدین سیوطی
کریں گے علم والے بھی شفاعت اہل عصیاں کی
شفیعِ اہل عصیاں ہیں جلال الدین سیوطی
ہیں ان کے مقتدی شعرانی وغزی وشامی سے
امام اہلِ دوراں ہیں جلال الدین سیوطی
مری اسناد میں شہزاد ان کا نام نامی ہے
کہ میرے پیر پیراں ہیں جلال الدین سیوطی

نگارش ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ علامہ محمد شہزاد مجددی

ہماری دیگر مطبوعات









دارالاخلاص لاہور